مقام اشاعت: چاند بلڈنگ جامع مسجد دہلی

مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں

جس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کی تعلیم مفقود ہوگئی علوم دین کی باقاعدہ تحصیل نہیں کیجاتی۔ لوگوں میں نہ اتنی قابلیت ہے کہ خود بڑی بڑی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں اور نہ اتنی فرصت ہے کہ علماء کی مجلسوں میں شریک ہو کر مذہبی معلومات بڑھائیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس مذہب میں جن باتوں سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف تھا آج ان سے وہ لوگ بھی آگاہ نہیں جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ اور لکھا پڑھا سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہونی چاہیئے۔ ہم نے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بڑی ضخیم کتاب

فلاح دین و دنیا

کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب تمام دینی مسائل پر حاوی ہے۔ مذہب کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ آپ کو وہ تمام مذہبی باتیں بتائے گی جن کی زندگی میں ضرورت ہوسکتی ہے۔ یہ کتاب نہایت مستند عربی فارسی کتب کا عطر ہے اور ایک زبردست عالم کی تصنیف ہے جسمیں تمام مسائل نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں معمولی سے معمولی قابلیت کا شخص بھی اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے پاس ہوگی تو آپ کو ایسا معلوم ہوگا کہ ایک متبحر عالم آپ کے گھر میں موجود ہے۔ آپ کو اسلام کا سچا راستہ بھی دکھائیگی اور دنیا کے معاملات میں آپکی رہبری کریگی بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے:

باب اول عقائد اہل سنت والجماعت ۔ عرش۔ کرسی۔ لوح و قلم۔ آسمان۔ زمین۔ فرشتے حضرت جبرئیل میکائیل و اسرافیل و عزرائیل۔ کاتبین کرام۔ قبر۔ منکر نکیر۔ بیان علیین سجین۔ سوال مجنون۔ جنوں سے سوال قبر۔ شہیدوں سے سوال قبر۔ قیامت۔ حضرت امام مہدی۔ دجال۔ حضرت عیسیٰ کا نزول۔ یاجوج ماجوج۔ مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب۔ دابۃ الارض۔ علامت صغریٰ علامت کبریٰ۔ صور پھونکے جانے کا ذکر۔ میدان حشر۔ بعث و نشر۔ لواء الحمد۔ شفاعت۔ حساب و کتاب۔ میزان۔ جانوروں کا حساب۔ دس جانوروں کا حساب۔ دس جانور جنت میں جائیں گے۔ بہت علوی سے ستر ہزار بے حساب جنت میں جائیں گے۔ پل صراط۔ حوض کوثر۔ آنحضرت کا گنہگاروں کی شفاعت کرنا۔ بچوں کا ماں باپ کی شفاعت کرنا۔ حافظ قرآن کی شفاعت۔ دوزخ جنت۔ پیغمبر آنحضرت کی فضیلت۔ ہجرت۔ طریقہ۔ آپکی مبارک زندگی کے حالات۔ معجزات۔ ازواج مطہرات۔ زمانہ خلافت۔ اولیاء اللہ کا ذکر۔ بیعت۔ پیر طریقت۔ آداب مرید۔ انبیاء و صالحین سے استعانت۔ حیات اور موت۔ **باب دوم عبادات** ۔ وضو۔ غسل۔ پانی کے مسائل۔ تیمم۔ مسح۔ موزہ۔ نجاست کا پاک کرنا۔ نماز کے اوقات۔ آداب مسجد۔ اذان۔ نماز میں فرض۔ نماز میں واجب۔ نماز۔ جماعت۔ مفسدات نماز۔ نماز مسافر۔ بیان نماز جمعہ کی نماز۔ نماز عیدین۔ مسائل عیدین۔ نماز نوافل۔ نماز اشراق۔ نماز چاشت۔ نماز اوابین۔ نماز تہجد۔ تراویح۔ اعتکاف۔ جنازہ کی نماز۔ فضائل ماہ رمضان۔ روزہ کے مسائل۔ چاندی سونے کی زکوٰۃ۔ تجارتی مال کی زکوٰۃ۔ جانوروں کی زکوٰۃ۔ حج۔ صدقہ فطر۔ **باب سوم عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ** اور ان کے فضائل۔ محرم الحرام میں اعمال و وظائف۔ ماہ صفر اور اس کے اعمال۔ تاریخ رحلت و ولادت۔ ماہ صفر اور اس کے اعمال و وظائف۔ اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت۔ ماہ صفر اسی طرح ہر مہینہ کی خصوصیات اور تمام ضروری باتیں بیان کی گئی ہیں۔ **باب چہارم حلال و حرام جانور** و ذبح شکار۔ اس باب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ **باب پنجم حقوق** ۔ حقوق اللہ۔ حقوق آنحضرت۔ حقوق صحابہ۔ حقوق اہل بیت۔ حقوق علماء۔ حقوق پیران طریقت۔ حقوق والدین۔ حقوق اقربا۔ حقوق استاد۔ حقوق اُنا۔ حقوق بادشاہ۔ حقوق آقا۔ حقوق غلام۔ حقوق امیر غرضیکہ اسی طرح دنیا میں ایک انسان پر جتنے حقوق ہیں وہ سب بیان کئے گئے ہیں۔ **باب ششم معاشرت** آداب دعوت۔ کھانا کھانے کے آداب۔ پانی پینے کے آداب۔ سونے کے آداب۔ آداب لباس۔ حضور کا لباس۔ حضور کا حلیہ مبارک۔ ریشمی۔ سوتی۔ اونی کپڑوں کے مسائل۔ کپڑوں کے ترش کے مسائل۔ غرض اسی طرح معاشرت کے متعلق ہر چیز کا بیان کیا گیا ہے۔ **باب ہفتم حیات و ممات** ۔ پیدائش۔ عقیقہ۔ ختنہ۔ بسم اللہ۔ شادی بیاہ۔ نکاح۔ مہر۔ منگنیاں۔ ولیمہ۔ جن سے نکاح حرام ہے۔ طلاق۔ عدت۔ انتقال۔ تجہیز و تکفین۔ تعزیت۔ نماز جنازہ۔ دفن میت۔ پکی قبر۔ قبر پرستی۔ فاتحہ۔ نیاز۔ عرس وغیرہ وغیرہ۔ **باب ہشتم ضروری نصائح** ۔ اس باب میں تمام ضروری نصائح اور ہدایات درج ہیں۔ اس کے علاوہ تمام زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا علاج۔ اور ہر مرض کے نسخے لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے ابواب میں قرآن شریف کی فضیلت اور اس کے اعمال درج ہیں۔ پھر ایک باب میں بیان ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج و شمائل۔ اور وہ تمام باتیں جو مولود شریف کے لئے نہایت ضروری ہیں درج کی گئی ہیں۔ سب سے آخر باب میں حضرت خواجہ معین الدین غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔)

اس کے علاوہ اور بہت تمام باتیں جو ایک مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہیں اس کتاب میں درج ہیں۔ یہ فہرست مضامین بہت مختصر کرکے لکھی گئی ہے۔ اگر پوری فہرست مضامین درج کیجائے تو ایسے آٹھ صفحے درکار ہوں۔ اتنی جامع اور مفید کتاب آجتک اردو میں کوئی شائع نہیں ہوئی۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ کاغذ چکنا ولایتی۔ ٹائٹل ہفت رنگ نہایت خوبصورت جس کے لئے خاص طور پر بلاک تیار کرایا گیا ہے۔ اگر کتاب منگانے کے بعد ناپسند ہو تو فوراً قیمت واپس منگا لیجئے۔ قیمت غیر مجلد چار روپے آٹھ آنہ (للعہ) مجلد پانچ روپے آٹھ آنہ (لعہ)

ملنے کا پتہ:- نظامیہ دارالاشاعت خواجہ بکڈپو۔ چاند بلڈنگ جامع مسجد دہلی

رسالہ اسلامی دنیا دہلی

عرضِ مسلم

مدت سے میرا خیال تھا کہ ایسا رسالہ جاری کیا جائے جسکا چندہ قریب قریب نہ ہونے کے برابر ہو۔ تاکہ ہر مسلمان کے گھر میں پہونچ سکے۔ اور ایک بادشاہ سے لیکر معمولی مسلمان مزدور تک اس کو آسانی سے خرید سکے۔ تاکہ لاکھوں مسلمان ایک ہی رشتے میں منسلک ہو کر اپنی متحدہ کوشش سے وہ سب کچھ کر سکیں جو وہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس مقصد کے لئے اگر لاکھوں روپے کی ضرورت نہیں تھی تو کم سے کم ہزاروں روپے میں تو کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

لیکن کسی اچھے اور مفید خیال کو پیدا ہونے کے بعد فنا کر دینا میرے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا جرم ہے۔ آخر کار بہت زیادہ غور و خوض کے بعد یہ مسئلہ طے پایا کہ جس وقت تک رسالہ کا اعتماد ملک میں قائم نہ ہو جائے اور مسلمان اس کی کوششوں سے آگاہ نہ ہو جائیں اس وقت تک اس رسالہ کا تمام بار جو صدہا روپیہ ماہوار کا ہے خواجہ بک ڈپو پر ڈالدیا جائے۔ مولانا محمد انوار ہاشمی مالک رسالہ دین و دنیا و خواجہ بک ڈپو نے اسکو منظور فرمالیا اور وہ اس ایثار اور قربانی پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور آپ اس کاغذی غازی کے سب سے پہلے علمبردار ہیں۔

اس رسالہ کا سالانہ چندہ نہ ہونے کے برابر ہے یعنی صرف نو آنے سالانہ رکھا گیا ہے۔ یعنی تین پیسے ماہوار۔ جس میں سے ایک پیسہ ماہوار تو محصولڈاک کی نذر ہو جائیگا اور دو پیسے ماہوار سے کم اسٹاف کا خرچ نہ ہوگا۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی کا خرچ مسلمانوں کی جیب پر ڈالنے کے بجائے ہاشمی صاحب نے برداشت کیا ہے۔

لاکھوں مسلمان ایک ہی وقت میں ہر ماہ جمع نہیں ہو سکتے لاکھوں مسلمانوں کے کانوں تک ایک ہی وقت میں ایک آواز نہیں پہونچائی جا سکتی۔ لاکھوں مسلمانوں کو کسی آنے والے مذہبی خطرہ سے ایک ہی وقت میں آگاہ نہیں کیا جا سکتا۔ لاکھوں مسلمانوں کو کافروں کی زہر آلود تحریکوں سے ایک ہی وقت میں باخبر نہیں کیا جا سکتا۔ لاکھوں مسلمانوں کو ایک مدرسہ میں بٹھا کر سچا مسلمان نہیں بنایا جا سکتا لیکن یہ سب کچھ نو آنے سالانہ خرچ کرنے کے بعد ممکن ہو گیا۔ ذرا اپنے دماغ پر زور دیجئے۔ اور غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ یہ کیا جا رہا ہے کسی آنے والے انقلاب کی بنیاد ہے۔ یہ ایک ایسی زبردست تحریک ہے کہ اگر اسمیں کامیابی ہو گئی تو آپ وہ ہونگے جس سے دنیا کی بڑی سے بڑی قوت بھی ایک دن لرزنے لگے گی۔

نو آنے کی وہ حقیر رقم جس سے زیادہ آپ سگرٹ میں پھونک دیتے ہیں۔ جس سے زیادہ آپ بینک کی شکل میں کالالا کی نذر کر دیتے ہیں جس سے زیادہ آپ بچوں کی خوشنودی کے لئے فضولیات میں برباد کر دیتے ہیں۔ یقینی طور پر محصول اور اسٹاف کے خرچ میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے عنایت فرمانا اپنا فرض خیال کرینگے۔ اور آپ یہ رقم یقینی طور پر جلد سے جلد روانہ

فرمانے کے لئے تیار ہو جائینگے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی حیثیت کو بھی فراموش نہ کیجئے۔ کیونکہ ایک مزدور اور رئیس میں جتنا فرق اور امتیاز ہو سکتا ہے [illegible] سے قائم رکھنے کی ضرورت ہے اگر خدا نے آپ کو صاحب حیثیت بنا کر اعزاز بخشا ہے تو غریبوں کی امداد کیجئے اور اپنے صرف سے رسالہ خرید کر غریبوں میں [illegible] جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے کامیابی حاصل ہو اور میری آواز ہر مسلمان کے گھر میں پہونچ سکے۔

امرا اور متمول حضرات شاید اس قدر کم قیمت رسالہ کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھیں گے کیونکہ اس کا چندہ ان کی شان اور تموّل کو پیش نظر رکھتے ہوئے کم ہے لیکن میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ کم قیمت رسالہ خریدنا کوئی توہین نہیں ہے۔ اس رسالہ کو وہ بھی محض اسلئے خریدیں کہ اس متحدہ قوت کے ایک رکن وہ بھی ثابت ہوں۔ ایسے حضرات اگر چاہیں تو اپنے صرف سے رسالہ کے اوراق میں اضافہ کرا سکتے ہیں۔ وہ اوراق ان ہی کے اسمائے گرامی سے معنون کر کے لاکھوں مسلمانوں کی نگاہوں کے سامنے پہونچا دئے جائینگے۔

خیال ہے کہ اس رسالہ کی ضخامت بہت جلد دوگنی ہو جائیگی اور چندہ حسب معمول نو آنے سے زیادہ نہ ہوگا۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہاشمی صاحب جیسے درد مند دل رکھنے والے حضرات توجہ فرمائیں۔

میں پھر آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ رسالہ ایک زبردست مقصد کے ماتحت نکل رہا ہے۔ کم سے کم دس خریدار دں کا مہیا کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ مسلمانوں کی قوت کی بنیاد ہے۔ رسالہ کے دس ہزار خریدار ہو جانے پر ہم اپنی تحریک کو پوری قوت کے ساتھ عملی صورت میں لائینگے اور دنیا کو بتا دینگے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے اندر کیا طاقت رکھتے ہیں۔

چندہ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیئے۔ دس خریدار یکجا طور پر دی۔پی منگا سکتے ہیں۔

آپ کا خادم

شوکت علی فہمی

میں اور آپ

خدا کا شکر ہے کہ اسلامی دنیا کا دوسرا پرچہ ناظرین کے سامنے پیش کر رہا ہوں اس ایک ماہ کی مدت میں اسلامی دنیا کے اتنے قدردان مل گئے جتنے کہ ہندوستان کے صدہا پرچے سالہا سال کی کوشش کے باوجود بھی حاصل نہیں کر سکے۔ اسلامی دنیا ایک نہایت سستا رسالہ ہے اور اتنا سستا ہے کہ اسکی ارزانی کی بدولت دفتر کو رسالہ سے صدہا روپیہ کا نقصان برداشت کرنا ہوگا خواجہ بک ڈپو بڑی آسانی سے اس نقصان کو برداشت کر سکتا ہے لیکن آپکا بھی فرض ہے کہ آپ بک ڈپو کی کتابیں خرید کر امداد فرمائیں اور یہی رسالہ کی بڑی اعانت ہے۔ اسلامی دنیا عام پرچوں سے کسی قدر بالاتر مقصد لیکر چلا ہے اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ ہر مسلمان کی گھر میں دکھائی دے، اور مسلمانوں کو ایک مرکز پر لائے۔ انکو مذہبی تعلیم دے، اخلاقی تعلیم دے، مالی پریشانیوں میں مدد دے۔ ایک غریب بھائی کی آواز لاکھوں مسلمانوں تک پہنچائے، بیکاروں کو باکار بنائے، ناظرین سے مدد طلب کرے، مذہبی خطرہ کے وقت لاکھوں مسلمانوں کو اغیار کی مکاریوں سے بچائے، اگر ناظرین نے اس پرچہ کی مدد کی تو ہزاروں مصیبت زدہ مسلمانوں کیلئے یہ اکسیر کا کام کریگا۔ ان ہی مقاصد کو سامنے رکھ کر اسکا چندہ کچھ بھی نہیں رکھا گیا یعنی نو آنے سالانہ یا تین پیسہ ماہوار چندہ ہے جسمیں سے ایک پیسہ ہر ماہ ڈاک کی نذر ہو جائیگا اور دو پیسہ ماہوار اشاعت پر خرچ ہونا یقینی ہے لکھائی چھپائی کا بار خواجہ بک ڈپو برداشت کرے گا۔

ان اہم مقاصد کو دیکھتے ہوئے سولہ صفحے بالکل ناکافی ہیں۔ اس لئے صاحب استطاعت حضرات اپنے صرف سے رسالہ کے صفحات میں اضافہ کرائیں، اس سے بڑھ کر کوئی اسلامی خدمت نہیں ہے جو صاحب صفحات کا اضافہ کرائینگے وہ صفحات ان ہی کے نام سے پبلک میں روشناس کرائے جائینگے تاکہ دوسرے لوگوں کو دلوں میں بھی یہ نیک جذبہ پیدا ہو سکے۔

مستحق مبارکباد ہیں وہ دل جو اسلامی محبت میں سرشار ہیں اور مستحق مبارکباد ہیں وہ ہستیاں جو اپنا قیمتی وقت اسلامی دنیا جیسے اہم پرچہ کیلئے صرف کر رہی ہیں میں دل سے ان معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انکو پبلک سے روشناس کرانا چاہتا ہوں۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے میری پہلی آواز پر لبیک کہا یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں کہ اگر ان جیسی ہستیاں اسلامی دنیا میں ہوں تو پھر اسلام انتہائی عروج پر دکھائی دے مجھے امید ہے کہ یہ معاونین اور دوسرے معاونین اگر اسیطرح توجہ فرماتے رہے تو اسلامی دنیا، اسلامی گھروں میں ضروریات زندگی کی طرح نظر آئیگا اور کوئی اسلامی گھر اس رسالہ سے خالی نہ رہیگا میں ان معاونین کو بھی اسطرف توجہ دلاتا ہوں جو کسی مجبوری کی وجہ سے ابھی تک اس رسالہ کی معاونت نہ فرما سکے۔ غرض میں ان معاونین کی دل سے قدر کرتا ہوں اور ان کے نام درج کرتا ہوں۔ یہ ہیں وہ معاونین

(۱) جناب جمال الدین صاحب گنگرا۔ الہ آباد۔ آپکے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت پرجوش مسلمانوں کی ہمدرد ہیں

(۲) ملا ارشاد علی [illegible] آپ صاحبان کے نہایت سرگرم کارکنوں میں ہیں

(۳) جناب یار محمد صاحب منشی فاضل سکندر آباد ملتان۔ آپکی کوششیں بتا رہی ہیں کہ آپ اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں

(۴) جناب محمد عبداللہ صاحب۔ بانسدہ بلیہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکی زندگی بہت مصروف ہے مگر پھر بھی غافل نہیں ہیں

(۵) جناب محمد زماں خانصاحب۔ دواب سی پی۔ آپکے خط کے جملے اسلامی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(۶) جناب سید عالم شاہ صاحب چکوالی۔ آپ رسالہ کے لئے انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔

(۷) جناب غلام محمد صاحب جالندھر۔ مصروف ہونے کے باوجود بھی بے حد کوشش کر رہے ہیں

(۸) جناب رحیم بخش صاحب چنار ضلع مرزاپور۔ اسلامی دنیا کو ترقی دینے کے بے حد کوشاں ہیں۔

(۹) شیخ بنیاد علی صاحب۔ محلہ نگر نگینہ۔ اسلامی محبت بھی رکھتے ہیں اور کام بھی کرتے ہیں۔

(۱۰) جناب عبدالرحمٰن صاحب۔ لوہٹ۔ نابہہ۔ مسلمانوں کے سچے ہمدرد ہیں اسلامی درد رکھتے ہیں

(۱۱) سکرٹری صاحب انجمن مشرق الانوار۔ بھوپال۔ آپ رسالہ کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہیں اور پوری کوشش کر رہے ہیں

(۱۲) جناب حافظ اصغر علی صاحب اخگر انصاری۔ مسلمانوں اور مسلمانوں کے کاموں کے ساتھ خاص دلی تعلق رکھتے ہیں

(۱۳) جناب سید سلطان شاہ صاحب۔ آرٹسل۔ راولپنڈی۔ رسالہ کی اشاعت میں بیحد امداد فرما رہے ہیں۔

(۱۴) جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب۔ موضع دہار۔ اسلامی محبت میں سرشار ہیں، اسلامی دنیا کی سچی ہمدردی ہے

(۱۵) حکیم سراج الدین صاحب۔ امرتسر۔ آپ بھی رسالہ کی اشاعت میں کوشش فرما رہے ہیں۔

(۱۶) محمد عبدالرحمٰن ٹانڈور دکن۔ آپ جیسے سرگرم کارکنوں کی اسلام کے لئے بیحد ضرورت ہے۔

(۱۷) محمد سعید صاحب بریلی۔ پوری مستعدی کے ساتھ رسالہ کی اشاعت میں کوشش فرما رہے ہیں

اگر اسلامی دنیا کو ایسے سرگرم معاونین مل جائیں تو اسکی تعداد اشاعت چند دنوں میں کہیں سے کہیں پہنچ سکتی ہے مجھے حیرت ہے کہ اسقدر ارزاں اور مفید رسالہ کا نمونہ منگا لینے کے بعد بھی لوگ خاموش بیٹھ سکتے ہیں، اس رسالہ کی طرف سے بے توجہی برتنا یا محض تفریح طبع کے لئے نمونہ طلب کر لینا۔ انتہائی اخلاقی اور مذہبی جرم ہے۔ جن حضرات کو بلا طلب نمونہ بھیجا جاتا ہے انکو چاہئے کہ کم از کم اسقدر حقیر رقم کے لئے تو اسلامی خدمت سے منہ نہ موڑیں بلکہ انکو چاہئے کہ خود بھی خریدار رہیں اور دوسروں کو بھی خریدار بنائیں جبتک سب مسلمان مل کر کوشش نہ کرینگے اسوقت تک رسالہ ہر مسلمان کے گھر میں نہیں پہونچ سکتا۔

آپ کا خادم
شوکت علی۔ فہمی

مدنی محبوب کی باتیں

اسلام کی تعریف

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ یا حضرت "اسلام" کی صحیح تعریف کیا ہے؟ حضور نے فرمایا:-

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری ومسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے اول اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا ریب محمد اسکا بندہ اور رسول ہے، پھر نماز پڑھنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کا اور رمضان کے روزے رکھنا

مسلم کی تعریف

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام کی صحیح تعریف سُن چکا تو میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! مسلم کی صحیح تعریف کیا ہے حضور نے فرمایا:-

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری)

مُسلم وہ ہے کہ مسلمان اُسکی زبان اور اسکے ہاتھ سے محفوظ رہیں (یعنی اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے)

اِسی سلسلے میں یہ بھی دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صحیح معنوں میں مہاجر کون ہے تو ارشاد ہوا:-

اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ (بخاری)

(اسلام کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑنا ہجرت ہے لیکن افضل) مہاجر وہ ہے جس نے ان باتوں کو چھوڑ دیا جنکی بابت حق تعالےٰ نے ممانعت کی ہے۔

اسلامی فرائض کی پابندی باعث نجات ہے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اسلام کے فرائض سے آگاہ کیجیے حضور نے فرمایا:-

خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزَّكٰوةُ وَالْحَجُّ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَآ اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَآ اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اور ماہ رمضان کے روزے اور زکوٰۃ اور حج" یہ سُن کر، وہ شخص واپس جانے لگا اور اُس نے کہا واللہ میں ان فرائض کی پابندی کروں گا اور اس فرائض نامے میں کچھ زیادتی اور کمی نہیں کرونگا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُراد پائی اور نجات حاصل کی اس شخص نے اگر یہ اپنے قول میں سچا ہے:-

جو لوگ محض کاہلی اور سُستی اور نفس پرستی کے باعث فرائض اسلام کی پابندی نہیں کرتے وہ حضور کے اس ارشاد پر غور کریں اور ذرا مستعدی اور جوشِ ایمانی سے کام لیکر فلاح اور نجات کے اِس آسان راستے کو اختیار کریں۔

"بیعت" کی غرض و غایت

دورِ حاضرہ کے اکثر فقرا و مشائخ "پیری مُریدی" کو جلب منفعت کا ایک آسان ذریعہ سمجھتے ہیں اور کسی شخص کو اپنے اثر و اقتدار میں لے لینا "بیعت" کی غرض وغایت قرار دیتے ہیں لیکن فی الحقیقت "بیعت" کا مقصد احکامِ اسلام کی پابندی ہے، حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن بہت سے صحابہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور اُمم سابقہ کی نافرمانیوں کا ذکر ہو رہا تھا اِس موقع پر حضور نے فرمایا:-

بَايِعُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ (بخاری ومسلم)

(اے لوگو! مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور احکام اسلام میں نافرمانی نہ کرو پس تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے اس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے (حضور کے اس حکم کو سُن کر) ہم نے بیعت کی ہے۔

اللہ کا حق اور بندوں کا حق

حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں مجھے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل تھا راستہ چلتے ہوئے حضور نے مجھ سے سوال کیا کہ اے معاذ! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو صحیح علم ہے حضور نے فرمایا:-

فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا (بخاری ومسلم)

بے شک اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ صرف اُسی کی عبادت کریں (اور اُسی کی پرستش کریں) اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص کفر و شرک نہ کرے (اور نافرمانی سے پرہیز کرے) اسکو عذاب نہ کرے۔

مومن صادق پر آتش دوزخ حرام ہے

معاذ بن جبلؓ بیان

کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:-

مَنْ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ (بخاری)

جو شخص صدقِ دل سے اس حقیقت کی گواہی دے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے اللہ تعالےٰ اُس شخص پر آتش دوزخ حرام کرتا ہے۔

محدثین نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ مومن صادق وہ ہے جو حق سبحانہٗ تعالےٰ کے احکام کی صدق واخلاص کے ساتھ تعمیل کرے اور نافرمانی اور سرکشی سے محفوظ و مجتنب رہے۔

قبول اسلام "ہجرۃ" اور "حج" سے گزشتہ عمر کے گناہ معاف ہوتے ہیں

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ایک دن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ۔ (مسلم)

کچھ شک نہیں کہ اسلام قبول کرنا گذشتہ عمر کے گناہوں کو دُور کرتا ہے اور کچھ شک نہیں ہجرت سابقہ گناہوں کو دُور کرتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ حج سے گذشتہ عمر کے گناہ دور ہوتے ہیں۔

راہِ نجات

حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! مجھے نجات کا راستہ بتائیے اور وہ عمل بتائیے کہ جسکی وجہ سے اللہ تعالےٰ مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے محفوظ رکھے حضور نے فرمایا:-

تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ (ترمذی)

(صدق واخلاص کے ساتھ) حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عبادت کر اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھ اور زکوٰۃ ادا کر اور ماہِ رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر پھر فرمایا کہ روزہ ایک قسم کی ڈھال ہے (یعنی اسکے سبب انسان گناہوں سے اور آتش دوزخ سے محفوظ رہتا ہے) اور اللہ کی راہ میں کچھ دینا آتش معصیت کو بجھا دیتا ہے جسطرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

مومن کی بہترین خصلتیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ مومن کی بہترین خصلتیں کونسی ہیں؟ حضور نے فرمایا:-

اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

بہترین خصائل یہ ہیں کہ تم محض اللہ کیلئے دوستی رکھو اور محض اللہ کے لئے دشمنی رکھو اور تم اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی یعنی تحمید و تقدیس و تکبیر و تمجید اور ادائے شکر میں مصروف رکھو اور لوگوں کیلئے تم اُس چیز کو پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور لوگوں کیلئے اس چیز کو ناپسند کرو جسکو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

سات مُہلکات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (اے لوگو!) سات مہلک باتوں سے بچو صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ سات باتیں کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اور بلاوجہ کسی نفس کو قتل کرنا اور سود کھانا، اور کسی یتیم کا مال ہضم کرنا، اور پاکدامن مومن عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا، اور جھوٹی قسم کھانا، اور غلط شہادت دینا۔

مُنافق کی شناخت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا حضرت! منافق کی شناخت کیا ہے؟ حضور نے فرمایا:-

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ۔ (بخاری)

منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (ایسا شخص یقیناً منافق ہے) اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ اور یہ زعم کرے کہ میں مُسلم ہوں"

"نفاق کی دو قسمیں ہیں "نفاق فی العقیدہ" اور "نفاقِ فی العمل" اس حدیث میں جس نفاق کا ذکر ہے وہ نفاق فی العمل ہے:-

چند پند

حضرت مُعاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بہت دیر تک حاضر رہا جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے جسکو میں اپنی یادداشت میں لکھ لوں حضور نے فرمایا:-

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَاْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کر، اور والدین کی کبھی نافرمانی نکر اگرچہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال سے علیحدہ ہونیکا حکم دیں اور عمداً فرض نماز کو ترک نہ کر اور کبھی شراب نہ پی کیونکہ یہ کمبخت تمام بُرائیوں کی سردار ہے اور گناہوں سے پرہیز کر کیونکہ گناہوں کے سبب سے حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے:-

(از مولانا سید زاہد القادری صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

حق سبحانہٗ تعالیٰ جل مجدہٗ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہدایت کی تھی کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے بلا تامل کھاؤ پیو لیکن گیہوں کے درخت کے پاس نہ جانا اور اسکو نہ کھانا ورنہ تم اپنے حق میں ظلم کرنیوالے سمجھے جاؤ گے حضرت آدم نے ہمیشہ اس ہدایت کو پیش نظر رکھا اور کبھی شجر ممنوعہ کے قریب جانے کا ارادہ نہیں کیا شومیٔ اتفاق سے ایک دن شیطان آسمان پر گیا اور بہشت کے دروازے کے قریب جاکر کھڑا ہو گیا حضرت حوّا اسوقت چہل قدمی کر رہی تھیں اُس نے اُن کو مخاطب کرکے کہا کہ اے خاتون! میں تمسے ایک خیر خواہانہ بات کہنا چاہتا ہوں حضرت حوّا نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ شیطان نے کہا تم اور تمہارے شوہر آج جس عیش و آرام میں ہیں وہ ہمیشہ برقرار نہیں رہیگا بلکہ جلد زوال پذیر ہونیوالا ہے۔ ہاں مجھے ایک ایسی بات معلوم ہے کہ اگر تم اُسپر عمل کرو تو تمہارا عیش و آرام اور تمہارا اطمینان و سکون ہمیشہ ہمیشہ قایم رہ سکتا ہے۔ حضرت حوّا نے کہا کیا وہ بات تم مجھ سے کہہ سکتے ہو شیطان نے کہا بے شک بشرطیکہ تم اُسپر عمل کرنے کا اقرار کرو اور میرے قول کو ناقابل اعتبار نہ سمجھو حوّا نے کہا میں ضرور عمل کرونگی اور ناقابل اعتبار نہ سمجھونگی۔ شیطان نے کہا مجھے تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ تم جس عشرت کدے (بہشت) میں مقیم ہو اسمیں ایک گیہوں کا درخت ہے اگر اس کا پھل تم کھالو تو تمہارا عیش و آرام کبھی زوال پذیر نہ ہوگا حضرت حوّا نے اس کے قول پر اعتبار کر لیا اور گیہوں کے درخت کے قریب جاکر تین دانے اسمیں سے حاصل کئے ایک دانہ خود کھایا اور دو دانے اپنے شوہر حضرت آدمؑ کے پاس لے گئیں حضرت آدمؑ نے پوچھا یہ کیا چیز ہے حوّا نے کہا یہ اُس درخت کا پھل ہے جسکے کھانے سے حقتعالےٰ نے ہمکو منع کیا تھا لیکن آج سابق معلم الملائکہ (شیطان) کی زبانی معلوم ہوا کہ اسکے کھانے کی یہ تاثیر ہے کہ جو شخص اسکو کھائیگا وہ ہمیشہ ہمیشہ عیش و آرام میں رہیگا بس میں نے اسمیں سے ایک دانہ کھالیا اور دو دانے تمہارے لئے لائی ہوں۔ حضرت آدم نے یہ سُنکر قہر آلودہ نظروں سے حوّا کی طرف دیکھا اور کہا تم عجیب بیوقوف اور نادان ہو کہ تم نے ایک ملعون کے کہنے سے دانہ گندم کو کھالیا اور حق تعالےٰ کے حکم کو پیش نظر نہ رکھا۔ جاؤ میں تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتا اور تمہارے مشورے کو قبول نہیں کرتا۔ یہ جملے سُن کر حضرت حوّا مترنم ہوئیں اور غمگین صورت بناکر ایک طرف بیٹھ گئیں۔ پھر حضرت آدم کو حضرت حوّا کی حالت پر رحم آیا اور وہ ان کے قریب آگئے اور پوچھا اس پھل میں کیسی لذت ہے؟ حوّا نے محجوبانہ انداز میں کہا کہ اسمیں حلاوت اور شیرینی ہے یہ کہکر انہوں نے اپنا نازک ہاتھ بڑھایا اور وہ دانے حضرت آدم کے پیش کئے۔ حضرت آدمؑ نے ان کو کھالیا اور کہا افسوس تمنے خود بھی ایک جُرم ارتکاب کیا اور اپنے ساتھ مجھے بھی مُجرم بنادیا۔

ابھی دانۂ گندم کھائے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ حضرت آدم اور حضرت حوّا کے بہشتی لباس خود بخود اُتر گئے اور دونوں برہنہ ہوگئے۔

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَّرَقِ الْجَنَّةِ (جب دونوں نے شجرِ (گندم) سے پھل کھایا تو دونوں برہنہ ہوگئے اور جنتی درختوں کے پتّوں سے جسم چھپانے لگے) اِس ذلت و رُسوائی سے حضرت آدم اور حضرت حوّا کو بے حد ملال ہوا اور وہ اپنی لغزش پر آہ و زاری کرنے لگے۔ حضرت رُوح الامین کو بارگاہِ قدس سے حکم ہوا کہ جاؤ آدم سے کہو کہ ہم تمسے سخت ناراض ہیں اور تمہیں حکم دیتے ہیں کہ بہشت سے نکل جاؤ اور زمین پر جاکر زندگی بسر کرو۔ روح الامین حضرت آدم کے پاس آئے اور حکم الٰہی سے انکو مطلع کیا ارشاد خداوندی سُن کر وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے اور زار زار رونے لگے۔ حضرت رُوح الامین نے ان دونوں کو بہشت سے نکالا اور حضرت آدم کو جزیرۂ سراندیب میں اور حضرت حوّا کو جدّے کے قریب لاکر چھوڑ دیا۔

محققین کا بیان ہے کہ چالیس برس تک حضرت آدم اور حضرت حوّا بے چینی اور بے اطمینانی کے ساتھ پہاڑوں اور میدانوں میں مارے مارے پھرتے رہے دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ اپنی مصیبتوں تکلیفوں اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاتے رہے آخر رحمتِ حق جوش میں آئی اور دونوں کو اطمینان و سکون عطا کرنا چاہا۔

بچھڑے ہوئے مل گئے

چالیس برس گزرنے کے بعد حضرت آدم میدانِ عرفات میں پہونچے اور مشیتِ الٰہی سے حضرت حوّا بھی وہاں پہونچ گئیں رنج و غم، حزن و ملال اور فکر و تردد کی وجہ سے دونوں کی حالتیں متغیر ہوگئیں تھیں۔ جب دونوں میاں بیوی آمنے سامنے ہوئے تو ایک دوسرے کو پہچاننے میں بھی دشواری ہوئی لیکن غور و تامل کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور گلے مل کر خوب روئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی آہ و زاری سے ملائکہ بھی متاثر ہوئے اور دشت و صحرا میں ایک ہیجان برپا ہوگیا پھر حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت آدم کے دل میں مندرجۂ ذیل کلمات القا کئے:-

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ (اے پروردگار ہمارے (کچھ شک نہیں کہ) ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہمارے گناہوں کو معاف نہ فرمائے اور رحم نہ کرے تو ہم نامراد ہونگے) حضرت آدم اور حضرت حوا نے جب اِن کلمات کو پڑھا تو حق تعالےٰ نے ان پر رحم فرمایا اور رُوح الامین کو حکم دیا کہ جاؤ آدم اور حوا کو مغفرت کی خوشخبری سُناؤ اور اپنے پروں سے اُن کے جسموں کو مَس کرو تاکہ اضمحلال اور سیاہی دور ہو جائے حضرت روح الامین زمین پر آئے اور انہوں نے آدم و حوا کو مغفرت کا مژدہ سُنایا دونوں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا عہد کیا- پھر روح الامین نے اپنے پروں سے ان کے جسموں کو مَس کیا جسکے اثر سے ان کا اضمحلال دور ہو گیا اور سابقہ حسن وجمال اصلی حالت پر آ گیا- اس کے بعد حضرت آدم نے ایک چشمے کے قریب ایک پُر فضا باغ میں اپنے رہنے کے لئے مکان بنایا اور چند روز تک پھل اور میوے کھا کر زندگی بسر کی رُوح الامین نے بحکم رب العٰلمین ان کو کپڑا بُننے اور زراعت کرنے کا طریقہ بتایا اور سب ضروری سامان مہیا کیا معمولی سعی وکوشش کے بعد حضرت آدم نے کئی قسم کے کپڑے تیار کئے اور اپنے لئے اور حضرت حوا کے لئے کپڑے بنائے پھر غلہ بویا اور فصل تیار ہونے پر اناج گھر میں لائے اب جنت کا سا عیش وآرام مفقود تھا محنت کرنے پر شکم پروری اور تن پوشی کا سامان میسر ہوتا تھا- چند روز کے بعد حضرت حوا حاملہ ہوئیں اور پہلے ایک بیٹا اور پھر ایک بیٹی پیدا ہوئی- بیٹے کا نام قابیل اور بیٹی کا نام اقلیما تجویز ہوا- ان دونوں کے ہوشیار ہونے پر پھر حضرت حوا حاملہ ہوئیں اور اس دفعہ بھی دُو بچے پیدا ہوئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی- لڑکے کا نام ہابیل اور لڑکی کا نام یہودا رکھا گیا "سیر المتقدمین" میں لکھا ہے کہ حضرت حوا دنیا میں آکر ایک سو اسّی دفعہ حاملہ ہوئیں اور ہر دفعہ ان کے بطن سے دُو بچے پیدا ہوئے اس حساب سے ان کی بطنی اولاد کی تعداد تین سو ساٹھ ہوئی جن میں سے ایک سو اسّی لڑکے تھے اور ایک سو اسّی لڑکیاں تھیں- آخری حمل سے حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور ان کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "ناجیہ" رکھا گیا- اِس آخری حمل سے فارغ ہونے کے بعد پھر حضرت حوا حاملہ نہیں ہوئیں۔

دُنیا میں سب سے پہلی شادی

جب قابیل اور ہابیل جوان ہوئے تو حضرت آدم کو ان کی شادی کی فکر لاحق ہوئی- انہوں نے حق سبحانہ تعالےٰ سے دُعا کی کہ یا رب العزت اس بارے میں مجھے ہدایت کر کہ میں کس طرح شادی کا اہتمام کروں حضرت رُوح الامین نازل ہوئے اور کہا اے آدم! حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قابیل کی شادی یہودا کے ساتھ اور ہابیل کی شادی اقلیما کے ساتھ کرو- حضرت آدم نے اس حکم کی تعمیل کی- حضرت حوا نے اپنی لڑکیوں کو اچھے اچھے کپڑے پہنائے اور طرح طرح کی خوشبوئیں لگائیں اور حضرت آدم نے اپنے لڑکوں کو عمدہ لباس پہنایا اور پھولوں کے ہار پہنائے اُس وقت زمین پر کُل ۲ ۳۶ نفوس تھے (حضرت آدم اور حوا اور اُن کی اولاد) سب لوگ جمع ہوئے اور سب نے حق سبحانہٗ تعالےٰ کا شکر و احسان ادا کیا حضرت آدم علیہ السلام نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور علیحدہ علیحدہ دُو مکانوں میں دونوں لڑکوں اور دونوں لڑکیوں کو آباد کر دیا بعض روایتوں سے ظاہر ہے کہ قابیل کو جو لڑکی بیاہی گئی تھی یعنی یہودا وہ کچھ زیادہ خوبصورت نہ تھی اور ہابیل کے ساتھ جس لڑکی کی شادی ہوئی تھی یعنے اقلیما وہ نہایت حسین وجمیل تھی اس بناء پر قابیل کو یہ خیال پیدا ہوا کہ والد صاحب نے میرے ساتھ ناانصافی کی ہے پس اُس نے ہابیل سے کہا کہ تم اقلیما کو طلاق دیدو میں اُس کے ساتھ شادی کرونگا- اور میں یہودا کو طلاق دئے دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو- ہابیل نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا- اور تم مجھ سے اِس قسم کی توقع نہ رکھو آخر یہ قضیہ حضرت آدم کی خدمت میں پیش ہوا- انہوں نے کہا کہ میں بحکم رب العٰلمین جس طرح شادی کر دی ہے اس کو قایم رکھو اور فتنہ و فساد برپا نہ کرو قابیل نے کہا کہ نہیں میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرونگا آپ نے میرے ساتھ ناانصافی کی ہے- یہ سُن کر حضرت آدم نے فرمایا کہ اچھا تم دونوں بھائی ایسا کرو کہ کوہِ منا پر چڑھ کر دُو قربانیاں کرو اور اُن قربانیوں کو پہاڑ پر رکھ کر نیچے اُتر آؤ- بارگاہِ الٰہی میں جس کی قربانی قبول ہو جائے وہی اقلیما کا مستحق ہے، دونوں بھائیوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور دُو بکریاں لا کر کوہِ منا پر گئے اور قربانیاں رکھ کر نیچے آگئے- اور دُعا کی کہ یا اللہ ہماری قربانی قبول کر- آسمان سے ایک بجلی ظاہر ہوئی اور ہابیل کی قربانی کو اُٹھا کر لے گئی- اور قابیل کی قربانی رہ گئی"۔ "اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ" (جب اُن دونوں (قابیل اور ہابیل) نے (بارگاہِ الٰہی میں) قربانی پیش کی تو ایک شخص (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے شخص (قابیل) کی قربانی قبول نہیں ہوئی-)

جب فتنہ پرداز قابیل کو اس صورت میں بھی ناکامی ہوئی تو اُس نے ہابیل سے کہا کہ اب میں تجھے جان سے مار ڈالوں گا اور مجھے نہایت افسوس ہے کہ تیری قربانی قبول ہو گئی اور میری نہیں ہوئی ہابیل نے جواب دیا کہ بھائی اس میں میرا کیا قصور ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (اللہ تبارک وتعالےٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔)

(باقی آئندہ)

(از مولانا سید زاہد القادری صاحب)

سید العارفین حضرت خواجہ حسن بصری رح

آپ کا نام حسن، آپ کے والد کا نام عبد الرحمٰن، کنیت ابو البرکات ہے آپ بصرے کے رہنے والے تھے اسی نسبت سے حسن بصری کہلاتے ہیں، آپ کا علم و فضل زہد و اتقا اور توکل و اخلاص مشہور ہے آپ کی ولادت بصرے میں ہوئی چند روز کے بعد آپکی والدہ ماجدہ مدینہ طیبہ چلی گئیں اور وہیں سکونت اختیار کی اُم المومنین حضرت اُم سلمہ نے اُنکو اپنی خدمت کے لئے رکھ لیا اور وہ رات دن اُم المومنین ہی کی خدمت میں رہنے لگیں حضرت اُم سلمہ کو حسن کے ساتھ بہت محبت تھی بعض معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو حسن بصری اُسوقت دو برس کے تھے ایک حضور اقدس حضرت اُم سلمہ کے گھر میں تشریف لائے تو اُم سلمہ نے حسن کو حضور کی گود میں ڈالدیا حضور نے محبت کے ساتھ سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے حق میں دُعائے خیر کی ارباب معرفت کا بیان ہے کہ حضرت حسن بصری کو جو کچھ ظاہری اور باطنی کمالات حاصل ہوئے وہ محض حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دُعا کے اثر سے ہیں "انوار الاذکیا" میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تعلیم حاصل کی اور اُن ہی سے بیعت ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تجارت کا سلسلہ شروع کیا لیکن چند روز کے بعد اسکو چھوڑ دیا۔ اور عبادت و ریاضت اور مراقبے و مجاہدے میں مشغول ہوئے سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کو آپسے بہت محبت و موانست تھی اور وہ وقتاً فوقتاً آپ کو حقائق و معارف تلقین کرتے رہتے تھے۔ کچھ دن تک ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہنے کے بعد آپ نے وعظ کہنا شروع کیا آپ کا وعظ نہایت پُر تاثیر ہوتا تھا آپ ہفتہ میں ایک دفعہ وعظ فرماتے تھے شروع شروع میں تو مجلس وعظ میں دس بیس آدمی ہی جمع ہوتے تھے لیکن چند روز کے بعد جب آپ کے وعظ کی شہرت ہوئی تو اس قدر اجتماع ہونے لگا کہ آپ کو نہایت بلند آواز سے وعظ کہنا پڑتا تھا حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کی وفات کے بعد آپ اپنے وطن "بصرے" میں واپس تشریف لے آئے۔ یہاں بھی وعظ و تذکیر کا سلسلہ جاری رہا۔ بصرے میں ایک عارفۂ کاملہ تھیں جنکا نام رابعہ تھا وہ آپ کے ہر وعظ میں شریک ہوتی تھیں جب کسی مجلس میں حضرت رابعہ نہ آتیں تو آپ دریافت فرماتے کہ کیا رابعہ تشریف نہیں لائیں حاضرین کہتے کہ یا شیخ وہ موجود نہیں لیکن اور ہزاروں طالبانِ ہدایت موجود ہیں حضرت حسن بصری جواب میں فرماتے کہ جو شربت ہاتھیوں کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ چیونٹیوں کو کسطرح پلایا جائے۔ اسکے بعد کچھ مسائل وغیرہ بیان کرکے وعظ ختم کر دیتے:۔

جب حضرۃ رابعہ مجلس وعظ میں تشریف لاتیں تو حضرت حسن بصری نہایت جوش کے ساتھ وعظ فرماتے اور عجیب عجیب حقائق و معارف بیان کرتے، ایک دفعہ چند طالب علموں نے دریافت کیا یا حضرت! آپ کے جلسۂ وعظ میں ہزاروں آدمی حاضر ہوتے ہیں اور حضرت رابعہ شریک نہیں ہوتیں تو آپ جوش کے ساتھ وعظ نہیں فرماتے اور جب وہ شریک ہوتی ہیں تو آپ غیر معمولی جوش کے ساتھ تقریر کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ آپنے جواب دیا کہ بھائیو! میں کثرت سے خوش نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی عارفِ صادق اور اہل باطن اور عشق الہٰی کا سوختہ آجاتا ہے تو اس کے قلب کا اثر میرے قلب پر بھی پڑتا ہے اور میں غیر معمولی جوش کے ساتھ وعظ کہتا ہوں۔

ایک دفعہ چند نا سمجھوں نے حضرت حسن بصری سے کہا کہ یا حضرت! آپکے وعظ کا ہمارے دِل پر اثر نہیں ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہمارے دل سوئے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا تمہارے دِل سوئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ مُردہ ہیں سویا ہوا ہلانے سے بیدار ہو جاتا ہے لیکن مُردہ بیدار نہیں ہوتا"۔ ایک موقع پر چند طالبعلموں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ قرآن حکیم میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (تم دوسروں کو تو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفس کو بھول جاتے ہو) اس آیت سے استدلال کرکے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مخلوقات کو پند و نصیحت اُسوقت کرنا چاہیئے جب اپنی ذات کو پاک و صاف کر لیا جائے یہ سنکر آپ نے فرمایا یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے شیطان یہ چاہتا ہے کہ "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کا دروازہ بند ہو جائے اسی لئے وہ اہل ایمان کے دِلوں میں اس قسم کے وساوس ڈالتا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسانی فطرت بہت کمزور ہے ہر انسان سے کچھ نہ کچھ غلطیاں اور خطائیں سرزد ہو جاتی ہیں اور باستثنار چند اربابِ عصمت کے کوئی شخص ایسا نہیں جو ہر تقدیس سے متصف اور ہر عیب سے مبّرا ہونے کا دعویٰ کر سکے پھر کیا اصلاح و تبلیغ کا دروازہ بند ہو جانا چاہیئے ہرگز نہیں اگر غلطیاں اور خطائیں سرزد ہوئی ہیں تو صدق و اخلاص کے ساتھ بارگاہِ الہٰی میں توبہ اور دُعائے مغفرت کرنی چاہیئے اور پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مصروف ہونا چاہیئے آیت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی اصلاح کے ساتھ ہی اپنی اصلاح بھی کر دو۔

ایک دن خواجہ صاحب وعظ فرما رہے تھے کہ دفعۃً بصرے کا گورنر مجلس میں آیا ایک دولتمند اُس مجمع میں موجود تھے انہوں نے خیال کیا کہ غالباً آج خواجہ صاحب مرعوب ہو جائینگے اور حکومت پرستی پر زور دینگے لیکن خواجہ صاحب نے گورنر کے آنے کی مطلق پروا نہیں کی اور اسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا بلکہ تقریر کے آخر میں حاکم اور رعایا کے تعلق اور فرائض پر تبصرہ کیا اور فرمایا کہ حاکم ایک خادم کی حیثیت رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ دیانتداری کے ساتھ رعایا کی خدمت کرے اور مغرور اور متکبر بن کر جبر و استبداد سے کام نہ لے۔ اے لوگو! یاد رکھو تمہاری حیاتِ دُنیوی جلد ختم ہونیوالی ہے اور ایک ایسے حاکم کے حضور میں حاضر ہونا ہے جو سزا و جزا کا پورا اختیار رکھتا ہے اور جلال و جبروت کا مالک ہے۔ ان جملوں کو سُن کر گورنر بہت متاثر ہوا اور اس نے عدل و انصاف پر قائم رہنے کا عہد کیا حضرت خواجہ حسن بصری باوجود ایک جلیل القدر اور عظیم المنزلت امام اور مقتدا ہونے کے اپنے آپ کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے تھے ایک دفعہ بصرے میں خشک سالی اور قحط کے اثرات ظاہر ہوئے تو اہل شہر اور گرد و نواح کے باشندے ایک وسیع میدان میں جمع ہوئے اور ایک منبر رکھ کر خواجہ صاحب سے کہا کہ آپ منبر پر چڑھ کر بارگاہِ قدس میں دعا کیجئے ہم آمین کہتے جائینگے خواجہ صاحب نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو کہ بارش ہو تو مجھ گنہگار کو بصرے سے نکالدو۔ پھر اسقدر روئے کہ داڑھی تر ہو گئی اِدھر آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور لبوں کو جنبش ہوئی اُدھر رحمتِ حق جوش میں آئی، اُودی گھٹائیں اُٹھیں ابر نمودار ہوا اور تھوڑی دیر میں اسقدر بارش ہوئی کہ بصرے کا صحرا سرسبز و شاداب ہو گیا۔

آپ کے شاگردوں کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس قدر لرزاں و ترساں رہتے تھے کہ کبھی ہمنے آپکو ہنستے ہوئے نہ دیکھا آپکا قلب ہر وقت جلالِ الٰہی سے متاثر رہتا تھا "تذکرۃ الصالحین" میں ہے کہ ایک دن خواجہ صاحب اپنے بالاخانے پر بیٹھے ہوئے قرآن حکیم کی تلاوت کر رہے تھے بعض حقائق و مطالب پر غور کرکے آپ اس قدر روئے کہ آپکے آنسو سنگِ مرمر کے مصلّے سے بہہ کر نیچے گرنے لگے ایک راہ گیر آپ کے بالاخانے کے نیچے سے گزر رہا تھا چند قطرے اُسکے مُنہ پر گرے اُس نے سخت لہجہ میں پوچھا اے صاحبِ خانہ! یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ خواجہ صاحب چونک پڑے اور کھڑکی سے گردن نکالکر کہا، بھائی دھو ڈالو اس لئے کہ یہ ایک گنہگار اور معصیت آلود بندے کی آنکھ کے آنسو ہیں۔ ایک دفعہ ایک طالب علم نے سوال کیا کہ یا حضرت! بعض بزرگوں کو ہمنے دیکھا ہے کہ ازراہِ عجز و انکسار وہ اپنے آپکو حقیر و ذلیل اور غدار و مکار کہا کرتے ہیں اگر ان کے اس قول پر اعتبار کیا جائے تو وہ ہرگز لائقِ عزت اور قابلِ احترام ثابت نہیں ہوتے اس لئے کہ غدار اور مکار کی تعظیم جائز نہیں اور اگر ان کا قول صحیح نہیں ہے تو وہ کاذب اور جھوٹے ثابت ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا نہیں بھائی وہ راستباز اور راستگو ہوتے ہیں انکی طرف کذب و افترا کو منسوب کرنا نادانی ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اس لئے کہ اُن پر حق تعالےٰ کی عظمت و منزلت اور جلال و جبروت کی حقیقت واضح ہوتی ہے اور وہ حقیقت شناس ہونیکے بعد فی الحقیقت اپنے آپکو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور اُن سے مرضاتِ الٰہی کے خلاف اگر ایک حرکت اور ایک لغزش بھی ہو جاتی ہے تو وہ اسکو غداری اور مکاری قرار دیتے ہیں پس اہل اللہ کو مطعون نکرو کیونکہ جو اللہ کے ولی کو ایذا پہنچاتا ہے اللہ اس سے ناخوش ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ بعض لوگ کچھ ریاضت و مجاہدہ کرنے کے بعد اپنے آپکو بزرگ اور خدا رسیدہ اور ولیٔ کامل اور قابلِ تعظیم سمجھنے لگتے ہیں خواجہ صاحب نے فرمایا یہ نفس کا دھوکہ ہے اگر اس دھوکے میں انسان پھنس گیا تو مارا گیا اور دُنیا اور آخرت میں رُسوائی کا مستحق ہوا۔ سالک کو چاہیئے کہ نفس کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کی سعی کرے اور کبھی اپنے آپکو بزرگ اور قابلِ تعظیم نہ سمجھے دیکھو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کسقدر عظیم الشان رسول تھے لیکن انہوں نے ہمیشہ اپنی عبدیت کو نمایاں طور پر ظاہر کیا اور سب میں مِل جُل کر زندگی بسر کی۔ ایک وعظ میں خواجہ صاحب نے فرمایا مجھے لوگوں کی تین باتوں پر بہت غصہ آتا ہے ایک تو یہ کہ وہ صبح سے شام تک ہزاروں دفعہ دُنیا کو بُرا کہتے ہیں اور اہلِ دُنیا سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں لیکن حال یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر لحظہ دُنیاوی عیش و آرام اور دُنیاوی فائدوں کی طلب و جستجو میں پریشان رہتے ہیں دوسری بات یہ کہ موت کے متعلق یقین رکھتے ہیں کہ وہ آنیوالی ہے اور دُنیا کی زندگی قابلِ اعتماد نہیں لیکن اسپر بھی دارِ آخرت کے لئے کچھ سرمایہ جمع نہیں کرتے۔ تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور دیدارِ الٰہی کی آرزو کی جاتی ہے لیکن حال یہ ہوتا ہے کہ جان بُوجھ کر اور سوچ سمجھ کر اُن کاموں کو کرتے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب کے ایک مُرید نے کہا کہ یا حضرت فلاں شخص آپکی غیبت کرتا رہتا ہے آپ نے فرمایا وہ میرا محسن ہے مجھ پر احسان کرتا ہے کہ اپنی نیکیاں میرے نامۂ اعمال میں منتقل کرتا ہے دوسرے دن سے ہر روز آپنے اُسکے ہاں طرح طرح کے تحفے بھیجنے شروع کئے یہانتک کہ اُس نے آپکی غیبت ترک کر دی خواجہ صاحب کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو آپنے تحفے بھیجنے بند کر دئے اُس شخص نے ایک دن کہا یا حضرت کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں جو آپنے تحائف کا سلسلہ بند کر دیا فرمایا میں تمسے ناراض نہیں ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک تم ہمیں دیتے رہے ہم تمہیں دیتے رہے اب نہ تم ہمکو کچھ دیتے ہو نہ ہم تمہارے ہاں تحفے بھیجتے ہیں اس شخص نے پوچھا کہ میں اس رمز کو نہیں سمجھا آپنے فرمایا تم ہماری غیبت کرکے اپنی نیکیاں ہمیں دیتے تھے ہم بطور شکریہ تمہارے پاس تحفے بھیجتے تھے اب تمنے ہم پر احسان کرنا چھوڑ دیا ہے ہمنے شکریہ ادا کرنا چھوڑ دیا۔ ایک دفعہ ایک عورت برہنہ سر اور پریشان حال آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی نسبت کہا کہ وہ میری طرف التفات نہیں کرتا اور میں اسکی محبت میں دیوانی ہوں خواجہ صاحب نے فرمایا اے خاتون اپنا سر ڈھانک اور حالت درست کر پھر میں تیری داستان سُنونگا۔ اُس عورت نے کہا اے بزرگ! میں ایک آدمی کے عشق میں اسقدر دیوانی ہوں کہ مجھے اپنے آپے کا ہوش نہیں اور تم کیسے خدا کے عاشق ہو کہ تمہیں میرے سر کے کھلنے اور بے پردہ ہو کر آنیکی فکر ہے یہ سنتے ہی خواجہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا اے خاتون تیرا اعتراض درست ہے بیشک میرا جذبۂ عشق ابھی تشنۂ تکمیل ہے اور میں نہایت گنہگار اور معصیت آلود ہوں ؎

ہم گنہ کرکے بھی شرمندہ نہیں کیا تھے وہ لوگ   کہ گناہ بھی نہ کیا اور پشیمان رہے "

اسلامی تلوار کے کارنامے

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا ہی میں مصروف تھے کہ وحی نازل ہوئی اور بارگاہِ قدس سے فتح کی بشارت دی گئی۔ حضور نے سجدے سے سر اٹھایا اور فرزندانِ توحید کو مژدۂ فتح سنایا۔ جب دونوں طرف صف آرائی ہو چکی تو عربی قاعدے کے مطابق "مبارزے" سے جنگ شروع ہوئی۔ مشرکین کی صفوں میں سے عتبہ، شیبہ اور ولید جو نامور جنگجو تھے میدان میں آئے اور مسلمانوں کی طرف سے عوف، معوذ اور عبداللہ بن رواحہ مقابلے کے لئے گئے۔ کافروں نے اُن سے دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں مسلم ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کو واحد و یکتا اور معبودِ حقیقی یقین کرتے ہیں اور بت پرستی سے نفرت کرتے ہیں!

قریش نے کہا نہیں ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ تم کس جماعت اور کس قبیلے سے ہو انہوں نے جواب دیا ہم انصار ہیں۔ عتبہ نے ناک بھوں چڑھا کر تیوری بدل کر غیر معمولی نخوت و غرور کے ساتھ کہا ہم تم سے نہیں لڑنا چاہتے، ہمارے مقابلے کے لئے ہمارے ہم قوم یعنی اہل قریش کو آنا چاہیئے، آنحضرتؐ کے حکم سے انصار پلٹ آئے اور مہاجرین میں سے حضرت حمزہ، حضرت علی، اور عبیدہ بن الحرث گئے، عتبہ حضرت حمزہ کے مقابلے کے لئے ولید حضرت علی سے لڑنے کے لئے اور شیبہ حضرت عبیدہ سے متصادم ہونے کے لئے آمادہ ہوا خوب معرکہ آرائی ہوئی مجاہدینِ حق نے نہایت جوش کے ساتھ کافروں سے جنگ کی حضرت حمزہ نے اپنے مقابل عتبہ کو واصل جہنم کیا اور حضرت علی نے ولید کو قتل کیا۔ شیبہ کسی قدر استقلال کے ساتھ حضرت عبیدہ سے لڑتا رہا۔ لیکن آخر کار ہلاک ہوا۔ حضرت عبیدہ سخت مجروح ہوئے اور حرکت کرنے سے مجبور ہو گئے اس حالت میں حضرت علی اُنکے پاس گئے اور انکو کندھے پر اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ حضور نے اپنے زانو پر اُن کا سر رکھا اور محبت کے ساتھ اُن کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، حضرت عبیدہ نے یا رسول اللہ! میری رُوح محبوب حقیقی کی آغوش میں جانے کے لئے بیتاب ہے میں اس حقیقت پر یقین رکھتا ہوں کہ زندگی ایک حجاب ہے جو خالق و مخلوق اور طالب و مطلوب کے درمیان حائل ہے۔ موت اِس حجاب کو ہٹا دیتی ہے اور بندہ اپنے خالق و مالک کے حضور میں پہونچ جاتا ہے، یا رسول اللہ میں یہ پوچھتا ہوں کہ مجھے شہادت کا درجہ حاصل ہوگا یا نہیں؟ حضور نے فرمایا بے شک تمہیں درجۂ شہادت حاصل ہوگا یہ سُنتے ہی عبیدہ نے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا اور داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اب عام حملہ شروع ہو گیا دونوں طرف سے فوجیں ٹوٹ پڑیں، بڑی گھمسان لڑائی ایک طرف ایک ہزار سے زیادہ جنگجو سپاہی تھے دوسری طرف کُل ۳۱۳ مجاہدینِ حق لیکن غلبہ مسلمانوں کا نظر آتا تھا، اثنائے جنگ میں بعض کفار پکار پکار کر کہتے تھے ہم اپنے گھروں سے اطمینان کے ساتھ آئے ہیں ہمارے پاس سامانِ حرب کافی ہے ہماری جمعیت کثیر ہے اور ہم کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتے یہ مسلمان تھوڑے ہیں بے سر و سامان ہیں مصیبت زدہ ہیں۔ ان کے پاس سامانِ حرب نہیں ہم ان کو کچل کر رکھ دیں گے۔ مسلمان ان جملوں کو سُنکر مسکراتے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل و کرم پر متوکل ہو کر عزم و استقلال کے ساتھ تلواریں چلا رہے تھے، میدانِ جنگ میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں نیزے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے تلواروں کی جھنکار سے صحرا گونج رہا تھا چند گھنٹے تک خونریز جنگ جاری رہی قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ خاتمۂ جنگ پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ شخصوں نے شہادت پائی، جنمیں ۶ مہاجر اور آٹھ انصار تھے لیکن دوسری طرف قریش کی ساری طاقت درہم برہم ہو گئی تھی رؤسائے قریش جو شجاعت میں نامور اور قبائل کے سپہ سالار تھے ایک ایک کر کے مارے گئے ان میں شیبہ، عتبہ، ابوجہل، زمعہ بن اسود، عاص بن ہشام خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں، کفار مکہ کے قریباً ستر آدمی قتل اور اسی قدر گرفتار ہوئے، اسیرانِ جنگ میں سے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث جو غایت درجہ ظالم، سنگدل، بے رحم، مُفسد اور فتنہ پرداز تھے قتل کر دئے گئے باقی گرفتار ہو کر مدینے آئے، ان میں حضرت عباس، حضرت عقیل (حضرت علی کے بھائی) اور ابوالعاص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد) بھی تھے۔

مسلمانوں کا سُلوک اسیرانِ جنگ کیساتھ

اسیرانِ جنگ دو دو چار چار، صحابہ کو تقسیم کر دئے گئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیرانِ جنگ کے متعلق صحابہ کو ہدایت کی کہ ان کے ساتھ مہربانی کرو، حُسنِ سُلوک سے پیش آؤ یہانتک کہ اپنا کھانا اُن کے سامنے رکھو، صحابہ نے بدرجہ اتم اس حکم کی تعمیل کی ان کو عمدہ کھانا کھلاتے، آرام سے سُلاتے اور ہر طرح انکی خدمت کرتے۔ ان قیدیوں میں ابوعزیز بھی تھے جو حضرت مصعب بن عُمیر کے بھائی تھے ان کا بیان ہے کہ مجھ کو جن انصاری کے حوالے کیا گیا تھا وہ نہایت بجا مہمان نوازی

تھے ہر روز صبح اور شام کو میرے لئے اعلیٰ قسم کا قورمہ، روغنی روٹیاں اور طرح طرح کے لذیذ کھانے پکواتے اور خود سادہ کھانا کھاتے مجھ کو شرم آتی اور میں عمدہ کھانے اُن کے سامنے رکھ دیتا لیکن وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے اور مجھ ہی کو واپس دیتے، اور یہ اس بنا پر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تاکید کر دی تھی کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ (تاریخ طبری)

"قیدیوں" میں ایک شخص سہیل بن عمرو تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شانِ اقدس میں نہایت نازیبا الفاظ کہا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے نہایت غصے کے ساتھ کہا یا رسول اللہ! اگر حکم ہو تو اسکا سر قلم کر دوں۔ حضور نے فرمایا نہیں میں اجازت نہیں دیتا "بدر" سے واپسی کے موقع پر جب مجاہدینِ اسلام شام کے وقت مدینے میں پہنچے تو اسیرانِ جنگ کی مُشکیں باندھ کر ان کو ایک خیمے میں ڈال دیا گیا رات کے وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس کے خیمے کے قریب ہی مصروفِ عبادت تھے رات کے بارہ بجے خیمے سے کراہنے کی آواز آئی حضور اس آواز کو سُنکر بیتاب ہو گئے اور آپ نے اسیرانِ جنگ سے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے؟ سب نے کہا ہماری مُشکیں سخت بندھی ہوئی ہیں اور ہمیں تکلیف محسوس ہو رہی ہے حضور نے سب کی مُشکیں کھولدیں اور صبح تک انکی نگرانی فرماتے رہے غرض اسیرانِ جنگ کے ساتھ مسلمانوں نے ایسا اچھا سلوک کیا کہ دُنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں بھی اس کی نظیر نہیں مل سکتی جو لوگ اہلِ اسلام کے جبر و استبداد کے بے اصل فسانے بیان کرتے رہتے ہیں اور کذب و افترا کے عادی ہو گئے ہیں وہ اِن حقائق پر غور کریں اور اگر اُن کے دلمیں ایک ذرّے کے برابر انصاف ہے تو مسلمانوں کی رحمدلی اور شرافت کا اعتراف کریں اور بتائیں کہ دُنیا میں کسی قوم نے اسیرانِ جنگ کے ساتھ مسلمانوں سے زیادہ بہتر سلوک کیا ہے؟

مسلم اور غیر مسلم مورّخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جنگِ بدر درحقیقت شوکتِ اسلام کا سنگِ بنیاد تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس میں شریک ہوئے ان کو جنتی ہونے کی خوشخبری سُنائی گئی، جب اس جنگ کے حالات مخالفین اسلام نے سُنے تو لرز اُٹھے اور ان کو یقین ہو گیا کہ اسلام دُنیا میں فنا ہونے کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ غلبہ حاصل کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور تائیدِ غیبی اس کے ساتھ ہے،

اسلامی رسول کا دُوسرا جہاد

"بدر" میں اہلِ مکہ کو جو شکست ہوئی تھی

اس کے رنج و غم، حزن و ملال، فکر و تردد اور جوشِ انتقام سے ہر کافر بے چین اور مضطرب تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح مسلمانوں سے بدلہ لے، ایکدن چند سردارانِ قریش ان لوگوں کو جنکے عزیز و اقارب جنگِ بدر میں قتل ہو چکے تھے اپنے ساتھ لیکر ابو سفیان کے پاس گئے اور کہا اے سردار! محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم) نے ہماری قوم کا خاتمہ کر دیا اور ہم کو بے حد رنج پہنچایا اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کریں اور اپنے مقتول بزرگوں، عزیزوں اور دوستوں کا بدلہ لیں۔

ابو سفیان نے کہا میں خود بدر کی شکست سے مغموم اور رنجیدہ ہوں اور ہر وقت میرے دل میں مسلمانوں سے انتقام لینے اور ان کو نیست و نابود کرنیکا جذبہ مشتعل اور برانگیختہ رہتا ہے۔ اے قریش اگر میرا بس چلے تو آج ہی اسلام کو مٹا دوں اور آج ہی اسلام کو غارت کر دوں لیکن افسوس میرے پاس کوئی طاقت نہیں بہرحال میں تم سے کہتا ہوں کہ آج ہی سے جنگ کی تیاری کرو سامانِ حرب مہیا کرو اور جب تک سامانِ جنگ مکمل نہ ہو جائے ایک لمحہ کے لئے آرام سے نہ بیٹھو ابو سفیان کی اس تقریر کو سُنکر اہلِ مکہ غم و غصے میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے اور دوسرے دن سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوئے حضرت عباسؓ مسلمان ہو چکے تھے اور اپنے اثر و اقتدار کی وجہ سے بے خوف و خطر مکے میں مقیم تھے انہوں نے کفارِ مکہ کے ارادے اور حالات لکھکر ایک تیز رو قاصد کی معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجے اور قاصد کو تاکید کی کہ محفوظ راستوں سے گذر کر جلد از جلد مدینے پہونچ جائے۔ ۵ شوال ۳ھ کو یہ قاصد مدینے پہونچا اور حضرت عباس کا مکتوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جب حضور کو اہلِ مکہ کے ارادے معلوم ہوئے تو آپ نے صحابہ کو جمع کیا اور جنگ کے متعلق ان سے مشورہ کیا۔ سب نے متفق اللسان ہو کر کہا یا رسول اللہ ہم اسلام کی حمایت و حفاظت میں جان دینے اور آپ پر قربان ہونے کے لئے ہر لمحہ ہر ساعت اور ہر وقت تیار ہیں۔ آپ جو کچھ فرمائیں گے ہم اُس پر عمل کریں گے حضور نے فرمایا میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ شہر میں پناہ گیر ہو کر مقابلہ کیا جائے یا شہر سے نکلکر؟ اکثر تجربہ کار اور سنجیدہ صحابہ نے کہا کہ شہر میں پناہ گیر ہو کر مقابلہ کرنا بہتر ہے لیکن اُن نوخیز صحابہ نے جو جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے اس بات پر اصرار کیا کہ شہر سے نکلکر حملہ کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور "زرہ" پہنکر باہر تشریف لائے اب لوگوں کی ندامت ہوئی کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خلافِ مرضی نکلنے پر مجبور کیا۔ سب نے عرض کی کہ ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں ارشاد ہوا کہ پیغمبر کو زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر اُتار دے۔ اہلِ مکہ ۲ شوال کو مدینے کے قریب پہنچے اور میدان "اُحد" میں مقیم ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو آپ نے اسلامی لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور ایک ہزار صحابہ آپکی معیت میں روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن اُبیّ منافقِ اعظم تین سو آدمیوں کی جمعیت لے کر آیا تھا اور اسلام کی خیر خواہی اور حمایت کا دعویٰ کرتا تھا لیکن پھر یہ کہکر واپس چلا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میری رائے کو منظور نہیں کیا اور میرے مشورے پر عمل نہیں کیا اس لئے میں شریکِ جنگ نہیں ہونا چاہتا اِن تین سو منافقوں کے علٰحدہ ہو جانے کے بعد اب صرف سات سو صحابہ رہ گئے۔

(باقی آئندہ)

غسل

"حدث اکبر" یا جنابت سے بدن غسل کرنے سے پاک ہو جاتا ہے، غسل کے معنی ہیں "نہانا" شریعت میں نہانے کا ایک خاص طریقہ مقرر ہے وہ یہ کہ اوّل دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر استنجا کرے اور بدن سے حقیقی نجاست دھو ڈالے پھر وضو کرے پھر تین مرتبہ تمام بدن پر پانی بہائے۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا، اور تمام بدن پر پانی بہانا،

سنتیں

پانچ سنتیں ہیں۔ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا، استنجا کرنا، جس جگہ پر نجاست لگی ہو اُسے دھونا، ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا، پہلے وضو کرنا پھر تین بار بدن پر پانی بہانا۔ غسل کرنے کے بعد اگر نماز پڑھنی ہو تو دوبارہ وضو کرنیکی ضرورت نہیں ہے جو وضو غسل کرتے وقت کیا گیا ہے وہی کافی ہے، بعض لوگوں میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اگر باوضو شخص کسی کو برہنہ دیکھ لے یا کسی کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ غلط ہے اور اسکی کوئی اصل نہیں۔

موزوں پر مسح کرنا

موزوں پر مسح کرنے کا ثبوت حدیثوں سے ملتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کس قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اس کا جواب فقہائے کرام نے یہ لکھا ہے کہ تین قسم کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ اوّل چمڑے کے موزے جن سے پاؤں ٹخنوں تک چھپے رہیں، دوسرے وہ اونی سوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا ہو تیسرے وہ اونی سُوتی موزے جو اس قدر مضبوط اور موٹے ہوں کہ خالی موزے پہن کر تین چار میل راستہ چلنے سے نہ پھٹیں، موزوں پر مسح اُسوقت جائز ہے جب وضو کر کے یا پاؤں دھو کر موزے پہنے ہوں پھر وضو ٹوٹنے کی حالت میں موزے پہنے ہوئے ہو جو شخص اپنے گھر پر مقیم ہو اس کے لئے وضو ٹوٹنے کے وقت سے ایک دن اور ایک رات تک مسح کرنا جائز ہے اور سفر میں ہو تو تین دن تین رات تک مسح جائز ہے

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

ہاتھ کی اُنگلیاں پانی سے بھگو کر تین اُنگلیاں پاؤں کے پنجے پر رکھ کر اُوپر کی طرف کھینچو صرف پوروں سے اشارہ کرنا کافی نہیں بلکہ پورے طور پر انگلیاں رکھو۔ اور جو موزہ اِتنا پھٹا ہوا ہو کہ اسمیں سے پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر پاؤں نظر آتا ہو یا چلنے میں پاؤں کھل جاتا ہو اسپر مسح جائز نہیں ہے۔ اگر اس سے کم پھٹا ہوا ہو تو اُسپر جائز ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ وضو میں موزوں پر مسح جائز ہے غسل میں موزوں پر مسح کرنا درست نہیں اور وضو ٹوٹنے اور موزہ پاؤں سے نکلنے اور مسح کی مدّت گزر جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگر وضو ہونے کی حالت میں موزہ اُتار دیا یا وضو نہ ہونے کی حالت میں مدّتِ مسح پوری ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لینا کافی ہے، پورا وضو کرنیکی ضرورت نہیں اور اگر پورا وضو کر لیا جائے تو مستحب ہے۔

زخم پر مسح کرنا

اُس پٹی یا کپڑے یا پھاہے کو جو زخم پر حفاظت کے لئے باندھی یا رکھی ہیں اسکو فقہی اصطلاح میں "جبیرہ" کہتے ہیں اسپر مسح کرنا درست ہے ساری پٹی پر مسح کرنا چاہئے خواہ اسکے نیچے زخم ہو یا نہو اگر پٹی کھولنے سے نقصان اور تکلیف نہو تو زخم کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور اگر نقصان پہنچنے یا تکلیف بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو مسح کرنا واجب ہے اور اگر زخم پر مسح کرنا بھی باعثِ نقصان یا باعث تکلیف ہو تو اُسوقت پٹی یا پھاہے پر مسح کرنا جائز ہے۔

نجاستِ حقیقی

نجاستِ حقیقی اُس ظاہری ناپاکی کو کہتے ہیں جو دیکھنے میں آسکے جیسے پیشاب" پاخانہ" وغیرہ۔ نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں ایک نجاست غلیظہ دوسری نجاستِ خفیفہ۔ نجاست غلیظہ وہ ناپاکی ہے جو سخت ہو اور جو نجاست کہ ہلکی ہو اسے نجاستِ خفیفہ کہتے ہیں۔ نجاست غلیظہ یہ ہیں آدمی کا پیشاب، پاخانہ، اور جانوروں کا پاخانہ اور حرام جانوروں کا پاخانہ اور حرام جانوروں کا پیشاب اور آدمی اور جانوروں کا بہتا ہوا خون اور شراب اور مُرغی اور بطخ کی بیٹ یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ نجاستِ خفیفہ یہ ہیں۔ حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ۔ نجاستِ غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ تو وہ ساڑھے تین ماشہ وزن تک معاف ہے اور اگر پتلی ہو جیسے پیشاب یا شراب تو وہ ایک انگریزی روپے کے برابر معاف ہے۔ معاف ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اگر اتنی نجاست بدن یا کپڑے پر لگ جائے اور اسکو دھونے کا موقع نہ ہو تو نماز ہو سکتی ہے۔ لیکن مکروہ ہوگی۔ اور اگر دھونیکا موقع ہو تو فوراً دھو ڈالنا چاہیئے۔ قصداً اتنی نجاست بھی لگی رکھنا جائز نہیں۔ اور اگر نجاستِ خفیفہ چوتھائی کپڑے یا چوتھائی عضو سے کم ہو تو معاف ہے۔ نجاستِ حقیقی سے پاکی حاصل کرنیکے متعلق یہ حکم ہے کہ نجاست حقیقی خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ کپڑے پر ہو یا بدن پر پانی سے تین بار دھو لینے سے پاک ہو جاتی ہے کپڑے کو تین دفعہ خوب بھگو کر دھونا اور تینوں دفعہ خوب نچوڑنا ضروری ہے۔ جو چیزیں کہ دھونے میں نچوڑی نہیں جا سکتیں مثلاً لحاف، توشک وغیرہ ان کے دھونے اور پاک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ ایکمرتبہ دھو کر چھوڑ دو جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوسری بار دھو کر چھوڑ دو جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھو ڈالو یہ طریقہ گھر میں پاک کرنیکا ہے اگر دریا میں یا تالاب میں دھونیکا موقع ہو

ہندو خواتین اشاعتِ اسلام کریں گی

اشاعت اسلام کے تاریخی حالات پر نظر کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اشاعت زیادہ تر مخالفوں کے ذریعہ سے ہوئی ہے مثلاً۔ سب سے بڑے دشمن اسلام کے کفار مکہ تھے لیکن کفار مکہ ایمان لائے مہاجر ہوئے اور انہیں نے اسلام کی اشاعت کی۔ اہل مدینہ گو انصار رسول تھے لیکن اشاعت اسلام میں اہلِ قریش سے پیچھے تھے مہاجرین میں حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ ابتدا میں جیسے مخالف تھے ظاہر ہے لیکن اسلام کے متعلق ان دونوں کے نام سب سے پہلے لئے جاتے ہیں۔ ترک حالت کفر میں اشاعت اسلام میں سدراہ تھے لیکن عربوں کے انحطاط پر انہیں نومسلم ترکوں سے اسلام کا نام روشن ہوا۔ کفار مغل نے تمام بلاد اسلام پر قبضہ کرکے اسلام کا نام صفحہ دنیا سے مٹانا چاہا تھا مگر دفعتہً ان کے قلب میں حرکت پیدا ہوئی اور دین اسلام قبول کرکے انہیں کفار نے نئی روح اسلام میں پھونکی۔ اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ انّا لہ لحٰفظون (قرآن مجید کی حفاظت ہم خود کریں گے) یعنی قومیں اُبھرتی اور گرتی رہتی ہیں عرب ہمیشہ برسرعروج نہ رہینگے لیکن مختلف وقتوں میں ہم مختلف قوموں میں ایسے لوگ پیدا کرینگے جو دین اسلام اختیار کرکے قانون اسلام یعنی قرآن پاک کی حفاظت کریں گے اور ایسا زمانہ نہ آئے گا کہ دنیا سے قرآن کے ماننے والے اُٹھ جائیں اور اسکی حفاظت کرنیوالا کوئی نہ رہے۔

ہر شے جو آئندہ آنیوالی ہوتی ہے اُسکے موافق حالات کبھی کبھی پہلے سے ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس لئے اُن حالات پر نظر ڈالکر اگر آئندہ آنے والی چیز کی اُمید دلائی جائے تو یہ غیب دانی نہیں ہے پیشین گوئی ہے۔ اور ان معنوں میں پیشین گوئی درست ہے۔ مجھے اسوقت حالات و واقعات زمانہ پر نظر کرکے یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ ہندوؤں کی عورتوں کے ذریعہ سے ہندوستان میں مذہب اسلام کی اشاعت ہوگی اور اسطرح قدرت الٰہی اپنا جلوہ دکھائیگی۔ اس خیال کی تائید میں حالات اور واقعات یہ ہیں:-

(۱) ہندوؤں نے اپنی عورتوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی طرف بڑی توجہ کی ہے اور قریب ہے وہ زمانہ کہ بااثر ہندوؤں کی عورتیں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔

(۲) اعلیٰ تعلیم کے دو نتیجے لازمی ہیں۔
(الف) خیالات کا آزاد ہونا۔ اور
(ب) اپنے حقوق کا طلب کرنا۔

(۳) موجودہ ہندو لا میں عورتوں کے حقوق جسقدر نظرانداز کئے گئے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ اس لئے آزاد خیال اور تعلیم یافتہ ہندو عورتوں سے یہ اُمید رکھنا کہ وہ اپنے مذہب کی ناگوار پابندیاں پسند کرینگی محالات عقلی سے ہے

(۴) اپنے آبائی دین سے بیزار ہو کر جب وہ کسی اور مذہب کی طرف خیال کرینگی تو لامحالہ مذہب اسلام کی طرف جھکیں گی اس لئے کہ اسمیں عورتوں کے حقوق اور جائز آزادی کا سب سے زائد خیال کیا گیا ہے اور مساوات اور سچی اخوت بھی اس میں تمام مذاہب سے زائد تر صریح نظر آتی ہے۔

(۵) عورتوں کو تعلیم دلوانے کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ روشن خیال ماؤں کے بچے بھی ماؤں کے خیالات سے روشن خیال ہو جائینگے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ جس مذہب کو مائیں پسند کرینگی بیٹے بھی اس سے محبت رکھیں گے اور رفتہ رفتہ تعلیم نسواں کے ساتھ مذہب اسلام کی محبت ہندوؤں کے دلوں میں جگہ کرتی جائے گی اور ایک دن وہ آئے گا کہ مغلوں کی طرح تمام ہندو دین اسلام کے پیرو نظر آئیں گے۔

یہاں یہ لکھنا بے موقع نہیں ہے کہ یہ میرا خیال محض مفروضات اور امور موہوم پر مبنی نہیں ہے بلکہ میں نے سُنا ہے کہ بنگال میں ایک ہندو لیڈی نے حقوق نسواں پر لیکچر دیتے ہوئے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں عورتوں کے حقوق کی عزت بہت زائد ہے۔ یہ سنتے ہی میرا ذہن منتقل ہوا کہ وہ تمام معزز عورتیں جو اعلیٰ تعلیم پا جائیں گی اسی لیڈی کی طرح سے اسلام سے اُنس رکھینگی اور رفتہ رفتہ یہ اُنس تبدیل خیالات اور پھر تبدیل مذہب کا باعث ہوگا۔

میں نے جو یہ خیالی تصویر اشاعت اسلام کی کھینچی ہے بظاہر بڑی اُمید افزا ہے۔ لیکن ایک امر امیدوں پر خاک ڈالنے والا بھی اور وہ مسلمانوں کی نخوت بیجا ہے۔ کیا معنی۔ کہ مثل ترکوں اور مغلوں کے نومسلم آریوں نے بھی اشاعت اسلام میں مدد کی تھی جنہیں ہم ترکی افغان کہتے ہیں جنمیں نومسلم آریہ قوم شریک غالب تھی۔ ان مسلمانوں نے مواکلت اور عبادت میں مساوات کا درجہ تو ضرور ملحوظ رکھا لیکن اصلی مواخات اور مواسات میں جو مناکحت کے سلسلہ میں قائم ہوتی ہے پہلو تہی کی۔ یعنی مثل ہندوؤں کے قومیت کا

خیال دل سے محو نہ ہونے دیا اور نومسلموں سے سلسلہ مناکحت پسند نہ کیا آج بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان ہندوؤں میں ایسے ہیں جو طریقہ اسلام پسند کرتے ہیں مگر اس خیال سے علانیہ اسلام قبول نہیں کرتے کہ اگر وہ مسلمان ہوئے تو ان کے اہل برادری اُنہیں چھوڑ دیں گے اور معزز خاندان اسلام میں اُنہیں گھسنا نصیب نہ ہوگا تو پھر وہ نہ اُدھر کے رہیں گے اور نہ ادھر کے ہونگے یہ سچ ہے کہ ہنود کی عورتیں بہ نسبت مردوں کے زائد تر کیا بلکہ سب کی سب دین اسلام کو اپنے آزادی حقوق کے لحاظ سے پسند کریں گی جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ ہماری تنگ نظری سدراہ ہوگی۔ شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ نومسلم جب مسلمان ہوتا ہے تو اس کے تمام سابق معاصی معاف ہو جاتے ہیں اور اس کا درجہ اسلام میں اُن تمام مسلمانوں سے اعلیٰ ہوتا ہے جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ گویا نومسلم مثل نوزائیدہ بچے کے معصوم ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں نومسلم کے ساتھ مناکحت کرنے میں ذرا بھی معزز مسلمانوں کو تامل نہیں ہوتا تھا لیکن اب ایسا خیال مسلمانوں کا نہیں ہے اور ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں کی دیکھا دیکھی نومسلموں کے ساتھ کیا قدیم مسلمانوں کے گھروں میں بھی مناکحت کرنے میں ذات کا خیال مقدم رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کفو میں شادی بیاہ ہونا چاہئے۔ کفو کا خیال شادی بیاہ میں ضرور اچھا ہے لیکن وہ کفو کے معنی غلط سمجھتے ہیں۔ حیثیت ظاہری جو دولت۔ طرز ماند و بود کسب معاش تعلیم۔ تربیت۔ عزت ظاہری سے قائم ہوتی ہے وہی کفو کا معیار ہے بزرگوں کی گذشتہ حالت پر فخر و مباہات کرنا اور موجودہ حالت پر نظر نہ کرنا کفو کے لئے ناقابل لحاظ شے ہے۔

اشاعت اسلام کے وعظ سنا کر تم لوگوں کو بتاتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں بڑی بڑی نعمتیں ہیں آؤ اور لو لیکن جب لوگ آتے ہیں تو ہمارے دروازوں پر سنکھنے کتے دیکھ کر واپس جاتے ہیں اور اندر گھسنے کی اجازت نہیں پاتے۔ کنکھنا کتا کیا ہے؟ وہ ہمارا طرز عمل ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ معزز خاندان کے لوگ بھی دین اسلام قبول کرنے پر ہمارے معزز گھروں میں مناکحت کے سلسلہ سے داخل نہیں ہو سکتے۔ ہمارے معزز واعظین صرف گمراہ مسلمانوں کو راہ دکھانے کے لئے وعظ سنائیں تو بجا ہے۔ لیکن غیر قوموں کو اسلام کی خوبیاں دکھا کر دین اسلام کا وعظ کہیں تو انہیں تیار رہنا چاہئے کہ اگر کوئی معزز ہندو خاندان کا لڑکا اسلام قبول کرکے اُن کی بہن یا لڑکی کا خواستگار ہو اور بظاہر کوئی امر مانع نہ ہو تو اس کی درخواست محض اس لئے کہ وہ نومسلم ہے رد نہ کریں گے، محض زبان سے اسلام کی خوبیاں بیان کرنا کافی نہیں ہے۔ طرز عمل سے ہمیں بتانا چاہیئے کہ انصاف، آزادی، پیروی عقل، اخوت اور مساوات میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو فطرت کے موافق ہے اور نوع انسانی کیلئے باعث رحمت و برکت ہے ؛

(از علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

ہم اور ہمارے رہنما

(از شوکت علی فہمی)

اگر تم سے کہا جائے کہ اپنے سینہ میں خنجر پیوست کر لو تو تم کبھی تیار نہ ہوگے، اگر تم سے کہا جائے کہ اپنی آنکھوں کو بے نور کر ڈالو تو تم کبھی آمادہ نہ ہوگے۔ اگر تم سے کہا جائے کہ اپنے بازو قلم کر ڈالو تو تم ایسا ہرگز نہ کروگے۔ لیکن افسوس تمہارے رہنما ایسا کر رہے ہیں، ایک مسلمان لیڈر دوسرے مسلمان لیڈر پر حملہ کر رہا ہے۔ ذاتی برائیوں اور کاوشوں سے متاثر ہو کر اسلام کے سینہ میں خنجر پیوست کر رہا ہے۔ اپنے ہی ایک بھائی کو جو اسکا سیدھا بازو ہے کاٹ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور اپنی قوت کو اپنے ہاتھوں مٹانا چاہتا ہے کیا تم نے ہندوؤں اور آریوں میں بھی کبھی ایسی خانہ جنگیاں سنی ہیں۔

خدا نے تمہیں بھی ایک سوچنے والا دماغ دیا ہے، ذرا موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے غور کرو کہ مولانا محمد علی کے وہ اوراق جو مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور جنکو حضرت خواجہ حسن نظامی کی برائیوں کی تلاش کے لئے وقف کر دیا ہے مسلمانوں کیلئے کسقدر نقصان دہ ہیں۔ کاش اگر وہی طاقت جو فضول باتوں کے لئے اپنے ایک بھائی کو مٹانے کے لئے صرف کی جا رہی ہے اگر اغیار پر صرف کیجاتی تو کتنی بڑی اسلامی خدمت ہوتی اور یہی چند اوراق کسقدر مفید ثابت ہوتے، مولانا محمد علی اپنے ایک بھائی کو تو ذلیل کرنے کے لئے انتہائی کوشش صرف کر رہے۔ لیکن اسلام کے جانی دشمنوں نے جب پیارے نبی کو گالیاں دی تھیں اور آپکی شان میں گستاخانہ مضامین لکھے تھے اسوقت یہ کہکر خاموش ہو گئے تھے کہ

"اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں اور اگر ہندو قرآن کو ٹھوکر ماریں اور اگر ہندو محمد علی کی اہلیہ کی بے عزتی کریں تب بھی میں ان پر ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا"

چنانچہ آجتک محمد علی اپنے اس قول پر کاربند ہیں۔ مولانا محمد علی سیاست کی خاطر اور سیاسی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے تبلیغ جیسی اہم تحریک کو مٹانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی مخالفت پر صرف اس لئے آمادہ ہیں کہ وہ تبلیغ کے نہایت سرگرم کارکن ہیں چنانچہ انہوں نے بارہا کہا ہے کہ حسن نظامی میرے سیاسی کاموں میں ایک روڑا ہے اسے راستہ سے ہٹانے کی ضرورت ہے۔ مسلمان اگر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ مولانا محمد علی خواجہ حسن نظامی کو دشمن نہیں ہیں، تبلیغی تحریک کے مخالف نہیں ہیں بلکہ وہ اسلام کو مٹا رہے ہیں اور آج بھی اسیطرح مسلمانوں کو مٹانا چاہتے ہیں جسطرح سیاسی تحریک کے زمانہ میں مسلمانوں کی کروڑہا روپیہ کی تجارت کو مٹا کر انہیں دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

مولانا محمد علی نے ہندو اسلام ازم کے سلسلہ میں اپنی اسی جذبہ کو تسکین دینے کیلئے خواجہ صاحب پر کچھ الزامات تراشے تھے جنکا جواب خواجہ صاحب نے نہایت مدلل طریقہ پر دیدیا اور جو اس پرچہ میں بھی شامل ہے اس جواب کے پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص بالکل مطمئن ہو گیا جو خواجہ صاحب سے ذاتی بغض نہ رکھتا تھا۔ خواجہ صاحب کی اس تحریر کو پڑھنے کے بعد مولانا محمد علی بھی اگر اپنے دل میں کوئی چور نہ رکھتے ہوتے اور انکا مقصد محض اپنے خیالات کی صفائی ہوتا تو اسیطرح گلے مل لیتے جسطرح کسی اختلاف کے مٹ جانیکے بعد دو بھائی گلے مل لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ محمد علی نے جواب پڑھنے کے بعد جھنجلا کر گالیاں دینی شروع کر دیں جو مولانا کی شان سے بہت گری ہوئی حرکت ہے، اور ابھی تک انکی گالیاں روزانہ ہمدرد جیسے اسلامی اخبار کے کالم سیاہ کر رہی ہیں نہیں معلوم یہ مسلمانوں کی خانہ جنگی کب دور ہوگی، موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے اور خواجہ صاحب کی سرگرم کوششوں کو سامنے رکھتے ہوئے مناسب تھا کہ اگر ان سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو اسے فروگذاشت کر دیا جاتا کیونکہ خواجہ حسن نظامی ہی مسلمانوں کے وہ سپہ سالار ہیں جو تن تنہا مخالفین اسلام کی صف میں کھڑے ہوئے

عورتوں اور غلاموں کی نسبت اسلامی احکام

مسٹر پاسورتھ سمتھ جو ایک فاضل عیسائی ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"اگر کسی مذہب کی سچائی پرکھنے کیلئے اس امر کو معیار قرار دیا جائے، کہ اُسنے زمانہ کی حالت کے موافق عورتوں سے کیا رعایت کی اور غربا و مساکین اور مظلوموں کیلئے کیا کیا تو محمدؐ کا مذہب بیشک اس آزمائش پر پورا اتر سکتا ہے۔ نبی عربیؐ نے ان دونوں باتوں کیلئے جو قانون بنائے وہ مشرکین بلکہ بعض حالتوں میں یہودیوں کے طریقہ سے بہت زیادہ عمدہ تھے۔ زمانہ جاہلیت کے عرب جتنی جورویں چاہتے تھے کر لیتے تھے۔ مگر قرآن نے شرعی طور پر انکی تعداد کو صرف چار پر محدود کر دیا ان میں طلاق صرف خاوند کی طبیعت کی ایک ترنگ پر منحصر تھا۔ اور طلاق دی ہوئی عورت اپنے مہر اور نیز تمام حقوق زوجیت سے محروم ہو جاتی تھی۔ مگر قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ مہر ہر حالت میں واپس دیا جائے۔

زمانہ جاہلیت کے عرب خاوند یا باپ کی ملکیت میں عورت کو کوئی حق نہیں دیتے تھے اس بنیاد پر کہ جو شخص ہتھیار نہیں اٹھا سکتا وہ ملکیت کا وارث نہیں ہو سکتا۔ مگر قرآن حکم دیتا ہے کہ عورتوں کو حق وراثت حاصل ہے مثلاً بیٹی کو بیٹے سے نصف حصہ پہنچتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے عرب متوفی خاوند کی جورو کو اسکے وارث کا حق سمجھتے تھے جو اکثر عورتوں کا سوتیلا بیٹا ہوتا تھا۔ محمد عربیؐ نے اس قسم کی تمام شادیوں کو برا کہا جو ان سے پہلے عام طور پر کی جاتی تھیں اس زمانہ کے عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دبا دیا کرتے تھے جیسا کہ عرب کی اس مثل سے ظاہر ہے کہ "عورتوں کو پہلے سے دوسری دنیا میں بھیجدینا فائدہ مند ہے اور سب سے بہتر داماد قبر ہے" اور جب کسی شخص کی نئی شادی ہوتی تو انکو یہ مبارکباد دیجاتی کہ "تم سدا اتفاق سے رہو اور تمہارے بیٹے ہوں مگر بیٹی نہ ہو"

محمد عربیؐ نے نہایت سختی کے ساتھ اس بے رحمانہ طریقہ کو منع فرمایا اور کہا کہ اس لڑکی سے جو زندہ زمین میں دبائی گئی ہے قیامت کے روز باز پرس ہوگی کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی۔ زمانہ جاہلیت کے عرب جنکو یہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد کسی نہ کسی قسم کی آئندہ زندگی ہوگی عورت کو اس سے بالکل خارج سمجھتے تھے اور بہت سے لوگوں (عیسائیوں) نے خیال کیا ہے کہ محمدؐ نے بھی ایسا ہی کہا۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ جو شخص نیک عمل کرے اور سچا ایماندار ہو خواہ مرد ہو یا عورت بہشت میں داخل ہوگا۔ ایک بڑھیا عورت ایک دفعہ نبی عربیؐ کے پاس آئی اور ان سے درخواست کی کہ دعا کرو میں بھی بہشت میں داخل کی جاؤں۔ محمدؐ نے جواب دیا کہ کوئی بڑھیا عورت بہشت میں داخل نہ ہوگی۔ یہ سنکر جب وہ رونے لگی تو محمدؐ مسکرائے اور اس مہربانانہ ہنسی کے طور پر جو ان کی عادت تھی فرمایا کوئی بڑھیا عورت بہشت میں جائیگی کیونکہ وہاں سب دوبارہ جوان ہو جائینگی۔"

یہ کہا جاتا ہے کہ خاوندوں کو چاہیئے کہ اپنی جوروؤں سے محبت کریں۔ انجیل کا حکم نہ کہ قرآن کا مگر سنہ حجۃ الوداع کا خطبہ محمدؐ کا جو انہوں نے کوہ عرفات پر جو حاجی جمع ہوئے تھے ان سے مخاطب ہو کر اپنی وفات سے ایک سال پہلے فرمایا تھا یعنی اے لوگو تمہاری بیویوں پر تمہارے حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں اپنی بیویوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ کیونکہ فی الحقیقت تمنے انکو اپنی زوجیت میں خدا کی کفالت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے حکم سے وہ تم پر جائز ہوئیں۔"

"نبی عربیؐ کا ذاتی خیال طلاق کو مروجہ دستور کی نسبت نہایت خوبی کے ساتھ اس مقولہ میں مندرج ہے جو روایات میں ان سے منسوب کیا گیا ہے۔ یعنی "مخلوقات الٰہی میں کوئی چیز غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ مجھ کو پسند اور طلاق دینے سے زیادہ قابل نفرت نہیں ہے" اور یہ بھی قبول کرنا چاہیئے کہ اس معاملہ میں ان کا نمونہ ایسا ہی عمدہ ہے جیسا کہ انکا حکم۔ جو کچھ کہ محمدؐ نے عورتوں کی بہتری کیلئے کیا وہ صرف یہی روایتیں نہیں جو میں نے اوپر بیان کی ہیں بلکہ تعدد ازدواج کی نسبت سخت قوانین کی قید لگانے اور اس قوی اخلاقی خیال کے پیدا کرنے کے علاوہ جو ان قوانین سے بعد میں پیدا ہوا وہ اس زمانہ تک کے مسلمانوں کے ملکوں کو ان پیشہ ور عورتوں سے ایک ایسے بڑے درجہ تک پاک کرنے میں کامیاب ہوا جیسا کہ اور کسی ملک میں کبھی نہیں ہوا۔" (النبی والاسلام)

الفاظ کے باطنی اشارے

نیچ اور چین

اسلامی دنیا بے چین ہے۔ ہر شخص چین کی تلاش میں بے چین نظر آتا ہے بڑے بڑے خاندانی اور معزز ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں کسی کو چین میسر نہیں اب بے چین لوگوں کی جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مہاتما گاندھی کو لیڈر بنائینگے اور اللہ میاں کے پاس ڈیپوٹیشن لیکر جائینگے۔

لیکن ہندو قوم مہاتما گاندھی کو اللہ کے گھر جانے سے روکتی ہے کیونکہ اسے چین ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر مہاتما گاندھی۔ لالہ لاجپت رائے۔ اور مدن موہن مالوی۔ اور سوامی شردھانند جی اس بے چین جماعت کے لیڈر بنکر خدا کے ہاں چلے جائیں تو چاروں طرف چین ہی چین ہوگا۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ اب چین ملنا دشوار ہے کیونکہ جب میں بے چین ہو کر چین کی تلاش میں نکلا تو حکم ہوا کہ لفظ چین ہی میں چین کا راز پوشیدہ ہے۔ چین کو پلٹ کر دیکھو تو نیچ بنجاتا ہے، بس اس زمانہ میں ان ہی لوگوں کو چین میسر آسکتا ہے جو نیچ ہیں۔

شان اور ناش

مسلمان ظاہری شان پر مٹے ہوئے ہیں۔ انکی آمدنی کم ہے مگر شان قائم رکھنے کے لئے ان کے اخراجات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ انکی لباس میں شان ہے۔ ان کے کھانے پینے میں شان ہے۔ انکی باتوں میں شان ہے، مگر شاید انکو بیجا اظہار شان کے نتائج سے آگاہی نہیں۔

میں بھی مسلمان ہوں، مجھ میں اور دوسروں میں کوئی امتیاز نہیں ظاہری شان پر میں بھی مٹا ہوا تھا کہ میرے کانوں میں آواز آئی کہ شان تباہی چھپی ہوئی ہوئی ہے۔ اگر شان کے دوسرے رُخ کو جسے صرف عقل کی آنکھ دیکھ سکتی ہے دیکھا جائے تو تباہی دکھائی دیتی ہے۔ میں نے شان کے لفظ کو پلٹ کر دیکھا تو وہ ناش بن گیا جسکے معنی تباہی کے ہیں۔

(از شوکت علی فہمی)

عیّار تاجر

(۱)

جو کچھ تھا اسے آفتاب دوستوں کی خاطر مدارات کی نظر کر چکا تھا رکھنے والے کے لیئے چالیس ہزار کی جائداد کم نہیں ہوتی۔ لیکن آفتاب کی نظر میں وہ ایسی ہی تھی جیسے ایک کروڑ پتی کے لیئے ایک روپیہ۔ ناعاقبت اندیشی نے اس کے دل کو اور ہاتھ کو کھولدیا تھا۔ جسطرح کئی مہینے کا مریض اپنی طاقت پر غلط بھروسہ کر کے کسی لانبے سفر کا ارادہ کرتا ہے لیکن وہ راستہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑتا ہے اسیطرح آفتاب دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے ہوئے آنیوالی زندگی پر غور کر رہا تھا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ آفتاب صبح سے شام تک سیکڑوں خرچ کر دیتا تھا اور ایک یہ زمانہ بھی آیا کہ اسے غور کرنا پڑ رہا تھا کہ کس کے آگے دست طلب دراز کرے میمونہ کی نگاہیں آفتاب کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ گویا وہ آفتاب کے چہرے کے آئینہ میں اپنے مستقبل کے دیکھنے کی کوشش میں تھی۔ آفتاب کے چہرے پر مسرت کی ایک لہر آئی۔ میمونہ کے چہرے پر بھی تازگی دوڑ گئی۔ آفتاب نے اپنے ایک ہاتھ سے دسرے ہاتھ کو نہایت مضبوطی کے ساتھ گرفت میں لیا۔ اسکی آنکھیں چمکنے لگیں اُسنے آگے بڑھ کر نہایت بے پرواہی کے ساتھ کچھ سوچتے ہوئے شیروانی پہنی اور سر پر ٹوپی رکھ کر بوسیدہ کرایہ کے مکان کے شکستہ دروازے کو کھول کر باہر چلا گیا۔

(۲)

میمونہ میرا خیال غلط نکلا۔ میں نے جنکو دوست سمجھا تھا وہ سب میرے دشمن نکلے جب تم انکی مخالفت کرتی تھیں تو اسوقت مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ تم میرے دل پر تیر و نشتر چلاتی ہو کاش میں بھی تمہارے الفاظ کو سنتا تو آج مجھے ان مصیبتوں کا سامنا نکرنا پڑتا۔ میں نے سعید سے مدد کے لیئے کہا تو اس نے ناداری کا عذر کیا۔ مشتاق حسین کے سامنے میں نے دست طلب دراز کیا تو انہوں نے کاروبار کے نہ چلنے کا بہانہ پیش کیا۔ شہر کے ان معززین اور ان رؤسا کے پاس میں گیا جو میرے دسترخوان پر سیکڑوں مرتبہ دعوتیں کھا چکے ہیں تو سب نے صاف انکار کر دیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ دُنیا میں میمونہ ہی صرف میری دوست ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہکر آفتاب نے اپنی باہیں میمونہ کی گردن میں حائل کر دیں۔ میمونہ نے افسردہ لہجہ میں آفتاب کیطرف ایک مخصوص انداز میں دیکھتے ہوئے کہا تو اب کیا کروگے۔ آفتاب نے اپنے دونوں ہاتھوں میں میمونہ کا ہاتھ دبا کر کہا کہ اب صرف تمہاری مدد درکار ہے۔ میمونہ میں تجارت کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیئے تمہیں قربانی کرنی پڑیگی۔ کچھ دن کیلئے تمہیں اپنے خوبصورت جسم کو زیوروں کی منتوں سے آزاد کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ ہزار بارہ سو روپے ابتدائی کام کے لیئے بالکل کافی ہونگے۔ عورت کو زیور بہت زیادہ عزیز ہوتا ہے لیکن شریف عورتیں خاوند کو زیور سے بھی زیادہ عزیز سمجھتی ہیں۔ میمونہ نے زیور کے صندوقچہ کی کنجی آفتاب کے حوالہ کی کیونکہ وہ زیور کی چمک کے مقابلہ میں مستقبل کو روشن دیکھنے کی تمنا بہت زیادہ اپنے دلمیں رکھتی تھی۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام مراحل طے ہوگئے اور بازار میں ایک نئے جنرل مرچنٹ کا اضافہ ہوگیا۔

(۳)

آفتاب جیسے آرام طلب کے لیئے تجارت کرنا اور وہ بھی اسقدر قلیل سرمایہ سے کچھ آسان نہ تھا۔ وہ آمدنی اور خرچ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ دوکان کی تمام آمدنی کو وہ خالص آمدنی سمجھ کر اپنے صرف میں لانے لگا۔ اس کی بے اعتدالیاں پھر شروع ہوئیں اور اس کی خراب سوسائٹی نے پھر ایک مرتبہ اسے بالکل مفلس کر دیا۔ تین مہینے کے اندر اندر نیا تاجر بچا ہوا مال قرضخواہوں کی نظر کر کے گھر آبیٹھا۔ تجارت میں ناکامی ہو چکی تھی کپڑوں کے سوا اب کوئی سرمایہ گھر میں نہ تھا۔ معمولی تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اچھی ملازمت کا ملنا ناممکن تھا۔ معمولی ملازمت آفتاب اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا۔ وہ نوجوان جنکی زندگی کا انحصار محض جائداد کی آمدنی پر ہوتا ہے بالکل ناکارہ اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ بُری سوسائٹی کی بدولت یہ اپنے اس مستقل ذریعہ معاش کو کھو بیٹھتے ہیں تو پھر ان کے رنگ آلود ہاتھ پاؤں دنیا کی جدوجہد میں کبھی ترقی نہیں حاصل ہونے دیتے۔ یہی حالت بالکل آفتاب کی تھی۔ اس لئے تجارت کی وہ ناکام رہا۔ معاش کی مجبوریوں نے اس سے ملازمت کرائی مگر اس کی سستی اور لاپرواہی کی ملازمت زیادہ مدت تک متحمل نہ ہو سکی۔ اور پھر ایک بار اسے دنیا کی پریشانیوں کے مقابلہ کے لیئے تیار ہونا پڑا

افلاس کی مصیبت نے آفتاب کو ترک وطن کرنے پر مجبور کیا اس نے اپنی خوبصورت بیوی پر حسرت بھرے انداز میں ایک الوداعی نظر ڈالی۔ دونوں طرف سے آنکھوں نے موتی برسائے۔ اب آفتاب کو پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ زمانہ کے حوادث انسان کو جدائی کی ناقابل برداشت تکلیف میں بھی مبتلا کر سکتے ہیں اور وہ بغیر فیصلہ کئے گھر سے چل نکلا میمونہ زیادہ مدت تک شوہر کی جدائی اور افلاس کی مصیبت برداشت نہ کر سکی اور وہ مسلسل ڈیڑھ ماہ بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوئی۔

(۴)

راجن اینڈ کو کلاتھ ڈیلرس کا ایجنٹ محمد آفتاب پوری سرگرمی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہا تھا اسکی لسانی بڑے بڑے چالاکوں کی جیبوں کو لوٹتے

دیتی تھی۔ وہ نہایت ارزاں اور نہایت اعلیٰ کپڑوں کے نمونے دکھاتا تھا، اور ایک جانٹ رسید دیکر خریداروں کو مطمئن کر دیتا تھا۔ آفتاب کی زبان ایک ایسی قینچی تھی جس سے لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے جیبیں کترواتے تھے اور اپنی اس حماقت کا انکو ذرہ برابر بھی احساس نہ ہوتا تھا۔ وہ آفتاب جو کبھی آرام طلبی کے سوا دنیا میں کچھ نہ جانتا تھا آج اسکی مستعدی کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنا ایک منٹ بھی بیکار نہ کھوتا تھا۔ وہ ریل میں تقریریں کرتا تھا وہ بازاروں میں لکچر دیتا تھا اور لوگوں کو لد صیانہ کے دیسی مال کی طرف توجہ دلاتا تھا۔ وہ قومیت کا سوال پیش کرکے کبھی پبلک کی ہمدردی جذب کرتا تھا اور کبھی لوگوں کو انکو دیسی مال کی بائیکاٹ کی ترغیب دیتا تھا۔ غرض یہ کہ ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں سے آفتاب نے ہزاروں آرڈر حاصل کر لئے اور انکی پیشگی رقمیں جو کئی ہزار روپیہ سے تجاوز کر چکی تھیں جیب میں ڈالکر کچھ مدت کے لئے خاموش ہو گیا۔ خریداروں نے اس قومی ایجنٹ کے وعدہ کا اسیطرح انتظار کیا ہوگا جسطرح سیدھے سادھے ہندوستانی آجتک قومی لیڈروں کے وعدوں کے منتظر ہیں، آخرکار انہیں اپنی حماقت پر افسوس کرنا پڑا ہوگا۔ اور اسوقت انہیں معلوم ہوا ہوگا کہ چھپے ہوئے فارموں اور رسید بکوں کا نام دیانت نہیں بلکہ دیانت ان تمام ظاہری چیزوں کی قیدوں سے بالکل آزاد ہے۔

(۵)

ایک ہفتہ بمبئی میں میرین کمپنی کے اشتہارات تقسیم ہو رہے ہیں بڑے بڑے پوسٹر دیواروں پر چپاں ہیں۔ سنا جا رہا ہے کہ یہ کمپنی مصر سے آئی ہے۔ اسمیں کم و بیش پچاس حسین عورتیں مصری ناچ دکھائینگی۔ آفتاب اس کمپنی کے منیجر ہیں۔ ایک ہفتہ پہلے سیٹیں رزرو ہو رہی ہیں۔ آفتاب پر روپیہ کی بارش ہو رہی ہے بمبئی کے سیٹھ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں آفتاب کی نگاہوں سے غرور نما بارش ہو رہی ہے لوگ اس کے سامنے روپیہ پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کے عوض کاغذ کے ٹکڑے خریدکر بھی خوش ہیں۔ ہفتہ کا دن بڑے درجوں کی تمام کرسیاں رزرو ہو چکی ہیں چھوٹے درجہ کا ٹکٹ فروخت ہو رہا ہے۔ آفتاب بکنگ آفس میں بیٹھا دولت سے کھیل رہا ہے۔ سات بجے کے بعد ٹکٹ فروخت جگہ نہ ہونے کی وجہ سے بند کر دی گئی۔ مگر لوگ پھر بھی ٹکٹ حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

تمام تھیٹر روشنی سے جگمگا رہا ہے۔ لوگ نہایت بے چینی سے تماشہ کے شروع ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ چھوٹے درجہ والے تالیاں بجا کر اپنے اشتیاق کا اظہار کر رہے ہیں۔ ۹½ بج چکے ہیں۔ لیکن تھیٹر کا پردہ بدستور ساکت ہے۔ دس بج گئے مگر پردہ کو کوئی جنبش نہ ہوئی۔ تماشائیوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں غرض گیارہ بج گئے لیکن بھیس نگاہوں کی تسکین کی صورت ہنوز پردہ اخفا میں ہے۔ منیجر کی تلاش شروع ہوئی مگر کچھ پتہ نہ چلا آخر کچھ لوگ غصہ کے عالم پردہ اٹھاکر اسٹیج کے اندر داخل ہو گئے۔ وہاں تاریکی کے سوا کچھ نہ تھا آخر ساڑھے گیارہ بجے کے قریب پبلک کو احمق بنائے جانے کا اعلان کیا گیا اور لوگ میاں آفتاب کو گالیاں دیتے ہوئے تھیٹر سے باہر نکلے۔ پولیس نے آفتاب کی تلاش میں اپنی تمام قوتیں صرف کر ڈالیں لیکن کچھ سراغ نہ چلا۔ پولیس والوں نے اور ملازمین نے جب یہ دلچسپ واقعہ سنا تو انکو اندازہ ہوا کہ ایک شخص متعدد اشخاص کو کس خوبی کے ساتھ احمق بنا سکتا ہے۔ آفتاب سیٔ ہزار کی رقم اپنی چالاکی سے وصول کرکے پھر کچھ مدت کے لئے روپوش ہو گیا اور وہ اپنی اس ناجائز کمائی کے حصول پر اسی طرح خوش تھا جسطرح ایک چالاک طوائف کسی بیوقوف نوجوان کو لوٹنے کے بعد خوش ہوا کرتی ہے۔ اب اس کا دماغ دن رات اسی قسم کی چالاکیوں کے اختراع کرنے پر مصروف رہتا تھا۔ اور وہ نہایت آرام کی زندگی بسر کر رہا تھا۔

(۶)

اس کے چالاک دماغ نے ایک ہفتہ وار اخبار سراب کے نکالنے کا فیصلہ کیا اور خورشید علی کے نام سے اپنے آپ کو پبلک میں روشناس کیا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ اس کا اصلی نام کہیں اسے حکومت کا مہمان نہ بنا دے۔ اس نے اخبار ایک بڑی تعداد میں شائع کیا۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس نے ہندوستان کے گوشہ میں سراب کو نمونہ کی صورت میں پھیلا دیا۔ یہ تیس صفحہ کا باتصویر اخبار تھا۔ آٹھ دس رنگین تصویریں ناظرین کے قلب کو بے چین کر دینے کے لئے کافی تھیں۔ اعلیٰ درجہ کے مضامین سے آراستہ تھا۔ جنکو کچھ پرانے رسائل اور اخبارات سے منتخب کیا گیا تھا۔ چندہ ان خوبیوں کے مقابلہ میں نہایت کم تھا، اور اس کے علاوہ انعامات کا بھی لالچ تھا۔ لوگ اخبار پڑھتے تھے۔ اور لاہور کی اخباری ترقی کی تعریفیں کرتے تھے۔

خورشید علی یعنی آفتاب اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا۔ اس ہفتہ وار پرچہ کے انتظام میں مصروف تھا اخبار مقبول ہوا۔ روپیہ کی بارش شروع ہوئی۔ نمونہ کا پرچہ لوگوں کے نام دوبارہ وی۔ پی کر دیا گیا۔ اور وہی ایک مرتبہ کا چھپوایا ہوا اخبار اسوقت خورشید علی صاحب کے کاروبار کر چلاتا رہا جبتک کہ ایک معقول رقم انکے پاس نہ ہو گئی۔ آفتاب نے موصولہ رقم کو بھی پہلی رقموں کے ساتھ شامل کر دیا اور پھر ایک مرتبہ دنیا کو دھوکہ دیکر لاہور سے روپوش ہو گیا۔

اخبار کے ناظرین ہر ہفتہ سراب کا انتظار کرتے ہونگے ان بیچارے سیدھے سادھے لوگوں کو کیا معلوم کہ ہر چیز جو چمکتی ہے وہ سونا نہیں ہوتی۔ آفتاب میں ترقی کا جذبہ تھا۔ وہ ایک اچھا دماغ رکھتا تھا۔ لیکن انسان کا دماغ ایک آئینہ کی طرح گردوپیش کے اثرات قبول کرتا ہے۔ سوسائٹی اور تربیت کا گہرا عکس دماغ پر اپنے گہرے نقوش پیدا کر لیتا ہے۔ آفتاب کی تربیت کی خامیاں اسے تاریکی کی طرف لیجا رہی تھیں۔ اسکی بری سوسائٹی نے پہلے تو اسے جائز دولت سے محروم کیا پھر اسکے بعد بری صحبت نے اسکے دماغ کو ان شرمناک حرکتوں کی طرف رجوع کر دیا وہ لوگوں کو دھوکہ دیکر خوش ہوتا تھا اسکا دل سیاہ ہو گیا تھا وہ روپیہ چاہتا تھا اور اسکے علاوہ کچھ نہیں چاہتا تھا۔

(۷)

وہ لوگ جو عیارانہ زندگی گذارنے کے عادی ہو جاتے ہیں انکا شریر دماغ ہر وقت شرارت کے ذرائع تلاش کرتا ہے۔ اور وہ ہستیاں جنکے منہ کو ناجائز کمائی کا خون

لگ جاتا ہے دولت کی طمع ان سے ہزاروں شرمناک حرکتیں عمل میں لانے پر انہیں مجبور کرتی ہے چنانچہ آفتاب کچھ مدّت تک خاموش رہنے کے بعد اب ایک کامل درویش کا جامہ پہنکر ہندوستان کے مختلف حصّوں میں گشت کرتا ہوا - اب نجوّ شاہ کے نام سے حیدرآباد میں اپنے درویشی کے جال میں پرستوں کو پھنسا رہا تھا - حیدرآباد کے گلی کوچوں میں نجوّ شاہ کا نام لوگ بڑی عزّت سے لیتے تھے - معتقدین کی ایک بڑی تعداد روزانہ نجوّ شاہ کے گرد جمع رہتی تھی - ہزاروں وہ سر جنکو کہ خدائے عزّ وجل کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکنا چاہئے تھا نجوّ شاہ کے روبرو خاک پر جھکے ہوئے تھے - عورتوں کے بڑی تعداد نجوّ شاہ کی نگاہ کرم کی اُمیدوار نظر آتی تھی - نجوّ شاہ نے ایک مہینے کے اندر اندر ہزاروں کی تعداد میں چاندی کے ٹکڑے فراہم کرلئے -

نجوّ شاہ یعنی آفتاب کی نگاہوں سے تجسس ٹپک رہا تھا - وہ کسی کے لئے بیچین تھیں - رات کی تاریکی کیلئے وہ اسیطرح منتظر تھا - جسکو چکور چاند کے لئے بیتاب ہوا کرتی ہے رات کی تاریکی پھیلنی شروع ہوئی - اس نے مجمع کو برخاست کیا اور وہ سوچنے لگا کتنی خوبصورت عورت ہے - چہرہ پر کسقدر بھولا پن اور سادگی ہے - بلا سے دُنیا کچھ کہے مگر اب میری زندگی اسکے بغیر ناممکن ہے - میں ایک بڑی دولت کا مالک ہوں مگر پھر بھی بیچین ہوں نہ جانے ان دو آنکھوں میں کونسا طلسم پوشیدہ ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تمام دولت انپر قربان کردوں - مشتری کی گاڑی جھونپڑی کے قریب آکر رکی شاہ صاحب کا دل اندر سے دھڑکنے لگا - رات کی تاریکیاں تھیں اور درویش ان تاریکیوں میں اپنے گناہوں کو چھپائے ہوئے تھا مشتری اس کے تاریک دل کی تاریکی میں اضافہ کررہی تھی - غرض یہ کہ ایک ہفتہ مشتری کی آمدورفت نے اسکو نجوّ شاہ یعنی آفتاب کا گرویدہ بنالیا اور ایک ہفتہ کے بعد لوگوں نے سُنا کہ شاہ صاحب اور مشتری دونوں غائب ہیں -

ایک عیار اور ایک مکّارہ ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے - لیکن آفتاب کی عیاریوں کے مقابلہ میں مشتری کی چالاکیاں کوئی حقیقت نہ رکھتی تھیں - مشتری اگرچہ طوائف تھی مگر پھر عورت تھی آفتاب کے دھوکہ میں آگئی اور اس نے حیدرآباد چھوڑ کر اپنی تمام جائداد فروخت کی زیور اور دوسرا قیمتی سامان لیکر آفتاب کیساتھ کلکتہ میں زندگی گذارنے لگی آفتاب نے ہمیشہ سے نشیب و فراز دیکھے تھے وہ طوائفوں کی فطرت سے خوب واقف تھا اسکو خیال تھا کہ مشتری ایک نہ ایک دن اسے ضرور دغا دیگی، اسے مشتری سے زیادہ مشتری کے پچیس تیس ہزار روپیہ سے محبت تھی وہ مشتری کو جدا کرنے کیلئے تیار تھا - لیکن اس روپیہ کو جدا کرنے کیلئے وہ آمادہ نہ تھا آخرکار دولت نے عورت پر فتح پائی اور ایک رات کو مشتری کو قتل کرکے اس نے اسکی لاش کو مکان کے اندر دفن کردیا اور پولیس میں اسکے فرار ہونیکی رپٹ درج کرادی، اب وہ ایک بڑی دولت کا مالک تھا اگرچہ اسکا دل مطمئن نہ تھا مگر اسکی جیب ضرور پُر تھی۔

(۸)

آفتاب کلکتہ میں احمد سیٹھ کے نام سے روشناس ہوچکا تھا یہ ہندوستانیں جاپانی کھلونوں کو رواج دے رہا تھا، اگرچہ اسکا یہ کاروبار نہایت معقول تھا لیکن وہ اس تجارت کے پردہ میں افیون کی تجارت کررہا تھا اسکے ایجنٹ جاپان اور چین میں پھیلے ہوئے تھے،

ایک دن وہ دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یوروشین حسین عورت کی امید نے اسکی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا - یہ ملازمت کے لئے آئی تھی جس کی تجلیاں آفتاب کے دولت پرست دل پر گریں اور بہت جلد ٹائپسٹ کی جگہ پر مس ڈروتھی کا تقرر ہوگیا - ہر آئینوالا لمحہ مس ڈروتھی کی خوبصورت تصویر کو احمد سیٹھ کے دلمیں پیوست کرتا چلا جاتا تھا - مس ڈروتھی کی رعنائیاں اسکے دل پر پورا قابو حاصل کرچکی تھیں - اور اب حسین مس کی انگلیاں ٹائپ کی مشین پر رقص نہیں کرتی تھیں بلکہ دل کی رگوں میں مسرّت و شادمانی کی رو دوڑا نا انکے فرائض میں داخل تھا - زن - زر - زمین تینوں چیزیں احمد سیٹھ کو حاصل ہوچکی تھیں اور وہ اسی اپنی زندگی کی معراج سمجھتا تھا - اور ہر اس شخص کی نگاہ میں جو دولت پرست ہے احمد سیٹھ کی زندگی ایک قابل رشک زندگی تھی - احمد سیٹھ مس ڈروتھی کے ساتھ نہایت عیش سے زندگی بسر کررہا تھا - لیکن اسمتھ کے ساتھ مس ڈروتھی کی ضرورت سے زیادہ وابستگی اس کے عیش کو منغض کئے دیتی تھی اسکے ساتھ ہی ساتھ احمد سیٹھ کو یہ بھی خیال تھا کہ بہت ممکن ہے کہ مس ڈروتھی کے یہ تعلقات افشائے راز کا سبب بن جائیں - احمد سیٹھ نے کئی مرتبہ خیال کیا کہ اسمتھ کو ملازمت سے علیٰحدہ کردوں - لیکن اسکے ہاں کسی کو ملازم رکھ کر علیٰحدہ کرنے کا دستور نہ تھا کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کو دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا جو اسکی خفیہ تجارت سے واقف ہو - وہ جب کسی کو ملازمت سے برطرف کرنا چاہتا تھا تو اسکی زندگی کا فیصلہ کردیا کرتا تھا - چنانچہ ایک روز رات کو رقابت اور افشائے راز کے خیال سے وہ مسٹر اسمتھ کے کمرہ میں دبے پاؤں گیا - اس نے کلوروفارم کی مدد سے اسمتھ کو بالکل بیہوش کردیا - اور انجکشن کے ذریعہ سے خون میں زہر کی کافی مقدار شامل کردی جس نے پندرہ منٹ کے اندر نہایت خاموشی کے ساتھ اسمتھ کو ہمیشہ کیلئے غافل کردیا - احمد سیٹھ نے اسکی لاش کو اٹھا کر برابر کے کمرہ میں سے قالین اٹھا کر تیزاب سے بھرے ہوئے تالاب میں ڈالدیا - احمد سیٹھ کو خیال تھا کہ قیامت تک ان واقعات کی کسی کو اطلاع نہ ہوگی لیکن دو آنکھیں اسکی ان تمام حرکتوں کو بغور دیکھ رہی تھیں -

(۹)

کلکتہ کے تجارتی حلقہ میں احمد سیٹھ کی گرفتاری پر سرگوشیاں ہورہی تھیں، احمد سیٹھ ایک مجرم کی حیثیت سے کلکتہ کی عدالت میں کھڑا تھا - اسکے چہرہ سے ذرہ برابر بھی افسردگی نہ ظاہر ہوتی تھی - کیونکہ کلکتہ کے تمام بڑے بڑے بیرسٹروں نے سیٹھ کو بالکل مطمئن کردیا تھا - گورنمنٹ نے افیون فروشی کے الزام کے شبہ میں احمد سیٹھ کو گرفتار کیا تھا - گورنمنٹ کے اس بے بنیاد الزام پر لوگ مسکراتے تھے - بعض کا خیال تھا کہ حکومت کو اپنی اس حماقت پر افسوس کرنا ہوگا اس نے اتنے بڑے آدمی کو صرف شبہ پر گرفتار کیا ہے بعض لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص کلکتہ میں بالشویک تحریک پھیلانا چاہتا تھا اسلئے گورنمنٹ نے خوامخواہ اسے گرفتار کرنا چاہتی ہے، مقدمہ شروع ہوا عدالت نے خفیہ افیون فروشی اور اسمتھ کے قتل کا الزام احمد سیٹھ پر لگایا - احمد سیٹھ کی طرف سے بیرسٹروں نے دھواں دھار تقریریں کیں، تقریریں بتا رہی تھیں کہ سیٹھ بالکل بیگناہ ہے - ایک گھنٹہ بحث کے بعد لوگوں کو یقین ہوگیا کہ سیٹھ بیگناہ ہے اور چاروں طرف احمد سیٹھ یعنی آفتاب کی بیگناہی اور حکومت کے ظلم پر سرگوشیاں ہونے لگیں -

ڈروتھی تحکمانہ انداز سے عدالت کے کمرہ میں داخل ہوئی - پولیس کے چھوٹے افسروں نے اس خوبصورت ڈٹکٹو افسر کو نہایت احترام کی نگاہوں سے دیکھا - یہ ایک سال سے زیادہ احمد سیٹھ کے ساتھ رہ چکی تھی، اور اسوقت اپنی رپورٹ کو مکمل کرکے احمد سیٹھ کے حالات پر روشنی ڈالنے کے لئے عدالت میں آئی تھی، مس ڈروتھی کی تقریر نے بڑے بڑے بیرسٹروں کی زبانیں بند کردیں، اور اس نے نہایت خوبی کے ساتھ احمد سیٹھ کے خلاف ثبوت پیش کئے - احمد سیٹھ عرف آفتاب کو پھانسی کا حکم سنایا گیا - اخبارات نے اس تاریک خیال نوجوان کی تصویریں شائع کیں تو معلوم ہوا کہ یہ شخص دو سو سے زیادہ جرائم کا مرتکب ہے ٭ (از شوکت علی فہمی)

مولانا محمد علی کا اعلان جنگ

اور

خواجہ حسن نظامی کا بیان

الحمد للہ۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدرد نے سالہاسال کی بے چینی اور ناراضی کو جسے اس وجہ سے کہ عام طور پر مسلمان میرے ہمخیال ہیں وہ چھپائے رکھتے تھے آج مجبوراً ظاہر کردیا اور ۱۷ نومبر سے اپنے اخبار ہمدرد میں میرے خلاف اعلان جنگ فرمادیا۔

مجھے اس اعلان جنگ پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ حضرت مولانا نے جس چیز کو سالہاسال سے اپنے دل میں پوشیدہ رکھ چھوڑا تھا اور جس کو مخفی رکھنے کے لئے ان کو بہت زیادہ مخلصانہ اور بے تپاک ظاہر داری میرے ساتھ برتنی پڑتی تھی آج اُس کا پردہ فاش ہوگیا اب وہ بناوٹی میل کرینگے اور نہ مجھے ان کے ظاہر و باطن کا فرق معلوم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

میں اس بات کو برسوں سے محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب میرے تبلیغی کام سے از حد ناراض ہیں۔ اور ان کی ناراضی کئی وجہ سے تھی ایک تو اس لئے کہ وہ اشدھی اور تبلیغ کی تحریکوں کو ہندوستان کے مقاصد آزادی کے لئے مخدوش سمجھتے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کو سیاسی مفاد کا مذہبی مفاد سے زیادہ خیال تھا۔ اگرچہ چند سال ہو انہوں نے اپنی صورت و سیرت مذہبی بنالی ہے لیکن درحقیقت ان کے اقوال اور ان کے افعال اور ان کی تحریرات سے کبھی ثابت نہیں ہوا کہ وہ مذہب کو سیاسیات پر مقدم رکھتے ہیں۔ انہوں نے اور ان کی پارٹی نے ہربات میں شروع سے آجتک سیاسی ضرورتوں کو اسلام کی مذہبی ضرورتوں پر مقدم رکھنے کی کوشش کی اور چونکہ میں اول دن سے آجتک مذہب کو سیاست پر مقدم رکھنے کی کوشش کرتا تھا اس واسطے وہ ہمیشہ دل ہی دل میں ناراض ہوتے تھے اور موقع ڈھونڈھتے تھے کہ کسی طرح مجھکو مسلمانوں کی نظروں سے گرائیں اور اپنی سیاست کی سڑک کو ایک مذہبی روڑے سے صاف کردیں۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا کسی دوسرے مسلمان کا یا کسی دوسرے ہندو کا رسوخ نہیں دیکھ سکتے۔ سیاسی آدمیوں کی طرح ہمیشہ ان کی یہ خواہش رہتی ہے کہ کوئی آدمی ان کے مقابلہ میں زیادہ ہردلعزیز نہ ہوجائے چنانچہ مولانا ابو الکلام صاحب اور مولانا ظفر علی خاں صاحب وغیرہ بزرگوں سے وہ اسی لئے ناراض رہتے ہیں کہ ان دونوں کا رسوخ مولانا کا مدمقابل ہوتا جاتا ہے۔ بلکہ مولانا ابو الکلام صاحب جب ایک زمانہ میں علی برادران سے زیادہ ہردلعزیز ہوگئے تھے تو مولانا محمد علی نے ان کو پست اور زیر کرنے کی شاندار کوششیں کی تھیں۔

اور تو سب اپنی جگہ رہے مولانا محمد علی اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبد الباری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو بھی نہ دیکھ سکے اور جن پیر و مرشد نے علی برادران کو مسٹر سے مولانا بنادیا تھا اور ہر موقعہ پر اندرونی طور سے ہزارہا روپے کے سلوک کئے گئے تھے آخر وقت میں انہی پیر و مرشد کے خلاف انہوں نے اعلان جنگ کردیا تھا اور مجبوراً پیر و مرشد نے بھی ان کو عاق کردیا اور مردود طریقت بنادیا تھا۔

اپنے پیر و مرشد سے اعلان جنگ کرنا بھی محض دو وجہ سے تھا ایک تو وہی بنیادی چیز جس کو میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ مولانا محمد علی سیاست کو مذہب سے مقدم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ مولانا عبد الباری صاحب مذہبی آدمی ہونے کے سبب سیاست کو موخر اور مذہب کو مقدم رکھتے تھے اس واسطے مولانا محمد علی ان کے بھی مخالف ہوگئے اور دوسری وجہ محض یہ تھی کہ مولانا عبد الباری صاحب کا عروج اور رسوخ ان سے نہ دیکھا جاتا تھا۔

یہانتک کہ ڈاکٹر انصاری صاحب اور حکیم اجمل خاں صاحب کے عروج اور رسوخ کو بھی یہ حسد اور رشک کی نظر سے دیکھتے تھے اور دیکھتے ہیں اور جب ڈاکٹر انصاری صاحب نے ان کی مرضی کے خلاف پنڈت موتی لال نہرو کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا تو دبی زبان سے انہوں نے ڈاکٹر انصاری کی مخالفت بھی شروع کردی۔

اور یہ رشک و حسد محض مسلمانوں ہی کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ ان ہندوؤں کے ساتھ بھی ہے جن کے طفیل ان کی عزت بڑھی یعنی مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کے عروج و رسوخ کو بھی یہ نہ دیکھ سکے اور ان کے خلاف بھی علانیہ کہا اور لکھا۔

میرا یہ کہنا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو مذہب پیارا نہیں ہے محض سیاست پیاری ہے کچھ الزام و بہتان نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کی بے شمار دلیلیں بیان کرسکتا ہوں۔ اگر پڑھنے والے خدا غور کریں اور علی برادران کی زندگی پر شروع سے آخر تک ایک نظر ڈالجائیں تو ان کو خود ہی سینکڑوں واقعات یاد آجائینگے جن سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے مذہب کو پس پشت ڈال کر سیاست کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ کیا لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ انہوں نے مسٹر تلک کی ارتھی کو کندھا دیا اور شاید رام رام ست ہے کہتے ہوئے چلے۔ اور کیا لوگ بھول گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے ماتھے پر ہندوؤں کے مذہبی تلک اور قشقے لگوائے۔ اگر ان کو مذہب مقدم معلوم ہوتا تو وہ سیاست کے لئے کبھی

ایسا نہ کر سکتے۔

غرض ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہیں۔ انہی کے خیالات کی پیروی کرنے والی پارٹی نے سوامی شردھانند جیسے مخالف اسلام ہندو کو محض سیاسی اغراض کے لئے دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر چڑھا دیا تھا اور جنہوں نے دہلی کے ہندو مسلم فساد کے وقت بیان شائع کیا تھا کہ قصوروار مسلمان ہیں۔ اور مسلمانوں نے ہندو عورتوں کی چھاتیوں میں چھریاں ماریں اور انہی کے بیان کی وجہ سے بہت سے بے گناہ مسلمان جیل خانہ بھیج دیئے گئے اور تمام ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں مسلمانوں کی بدنامی اور رسوائی ہوئی حالانکہ یہ واقعہ محض غلط تھا اور مسلمانوں نے کسی ہندو عورت کی چھاتی نہیں کاٹی تھی۔ اس واسطے میں اسی دن خود حضرت مولانا محمد علی کے دربار میں حاضر ہوا اور میں نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ آپ کی یہ اطلاع صحیح نہیں ہے کسی مسلمان نے کسی ہندو عورت کی چھاتی نہیں کاٹی اس بیان سے میرے دہلی شہر کے بھائی بے گناہ پھنس جائیں گے اور بہت سے پھنس چکے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں ان کی عورتیں اور بچے رو رہے ہیں اور اپنے شاتوں کی گرفتاری سے پریشان حال ہیں تو اس کے جواب میں مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میری تحقیق یہی ہے۔ میں خود اسپتال میں جا کر نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ بیمار ہوں لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ اسپتال میں ایسی ہندو عورتیں موجود ہیں جن کی چھاتیاں مسلمانوں نے کاٹیں۔

غرض مولانا محمد علی صاحب نے نہ میرے بیان کی تحقیقات کی نہ اپنے بیان کی تردید کی اور نہ دہلی کے مسلمانوں کو اس مصیبت میں کچھ امداد پہنچائی اور نہ ان [illegible] جنہوں نے اپنے انجمن اسلامیہ بنا کر دہلی کے مسلمانوں کو سہارا دیا تھا۔ کیونکہ انجمن اسلامیہ میں وہ مسلمان کام کر رہے تھے جن کا عروج اور رسوخ مولانا محمد علی صاحب کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اور جن میں سے حضرت مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی کے خلاف تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دی تھیں اور کوئی دقیقہ امام صاحب کو رسوا اور بدنام کرنے کا باقی نہ چھوڑا تھا کیونکہ مولانا محمد علی صاحب دیکھتے تھے کہ میں دہلی میں آکر آباد ہوا ہوں اور رامپور میں اب واپس جانا نہیں ہے۔ اس واسطے دہلی کے ایک بارسوخ مسلمان کی پگڑی اتار کر اپنے سر پر رکھ لوں تاکہ مجھے دہلی میں پاؤں جمانے کا موقع مل جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بہرحال مولانا محمد علی صاحب نے میرے خلاف جو اعلان جنگ کیا ہے میں اس پر یقیناً خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ یہ اعلان جنگ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کر کے دکھا دے گا۔

جب یہ اعلان جنگ ہوا میں دہلی میں موجود نہ تھا۔ کیونکہ ۱۶ نومبر کی شام کو بمبئی چلا گیا تھا اور ۲۱ نومبر کو ایک بجے دہلی واپس آیا اور یہاں آکر اخبار ہمدرد پڑھا تو معلوم ہوا کہ کئی روز سے میرے اوپر زور شور سے گولہ باری ہو رہی ہے۔ میں نے چاہا کہ فوراً اس کا جواب شائع کر دوں۔ مگر اپنی بیوی خواجہ بانو کو دیکھا کہ وہ سخت نمونیہ میں مبتلا ہیں۔ اس واسطے میں نے اپنے بچاؤ سے زیادہ اپنی شریک زندگی کی تیمارداری کو مقدم سمجھا

اور مولانا کی گولہ باری کا کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی انتظار تھا کہ مولانا کو جو کچھ لکھنا ہو وہ سب لکھ لیں تب جواب لکھوں۔ کیونکہ میں مولانا سے اس لڑائی کو جاری رکھنا نہیں چاہتا۔ مجھے تبلیغی کام کرنا ہے اور اس سے مجھے ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ مولانا تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح میں تبلیغ کا کام چھوڑ دوں اور ان کے محبوب و مطلوب ہندو دوستوں کو اطمینان کی نیند سونے دوں۔ چنانچہ حضرت مولانا پہلے تو بطور خوش طبعی کے جب مجھے دیکھتے تھے تو ہنس کر فرماتے تھے کہ "آئیے خواجہ تبلیغ کے راجہ" اور اب گولہ باری کے مضامین میں اس لفظ کو جگہ جگہ بطور طعن کے استعمال فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا میرے تبلیغی کاموں کو نہایت ناپسند فرماتے تھے اور اس اعلان جنگ کی اصل اور بنیادی وجہ محض یہی تھی کہ کسی بہانہ اور حیلہ سے حسن نظامی مسلمانوں میں بدنام ہو جائے اور حسن نظامی کا تبلیغی کام رک جائے۔

اس اعلان جنگ کی نسبت دہلی میں مختلف چرچے ہو رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ چونکہ حسن نظامی نے ریاست پٹیالہ کی مخالفت کی تھی اور پٹیالہ میں نماز اور اذان کی بندشوں کی خبر سن کر مہاراجہ پٹیالہ کو الٹی میٹم دے دیا تھا اس واسطے گورنمنٹ پٹیالہ نے درپردہ مولانا محمد علی کو خوش کر کے حسن نظامی کی مخالفت پہ آمادہ کر دیا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ آریہ سماج نے مولانا محمد علی کو ایک معقول رقم دی ہے تاکہ حسن نظامی کا تبلیغی کام مولانا کے ہاتھوں پامال کرا دیا جائے اور زیادہ آدمی یہ کہتے ہیں کہ مولانا محمد علی کو اعلیٰ حضرت حضور نظام سے کچھ روپیہ حاصل کرنے کی توقع ہے۔ اس واسطے انہوں نے یہ اعلان جنگ کیا ہے۔

مگر میں ان میں سے کسی افواہ کو بھی سچا نہیں سمجھتا۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ انہوں نے [illegible] دیرینہ عداوت کے سبب یہ مخالفت شروع کی ہے اور چونکہ ان کو میرا رسوخ اور ہر دلعزیزی برسوں سے سوہان روح معلوم ہوتی تھی اور کوئی موقعہ مخالفت کرنے کا اور بدنام کرنے کا نظر نہ آتا تھا اس واسطے انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ آپ مولانا محمد علی سے جنگ کریں گے یا نہیں؟ تو میں جواب دیتا ہوں کہ جس طرح آج تک میں نے آریہ سماج کے حملوں سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کی اور خود آریہ سماج پر کوئی حملہ نہیں کیا اسی طرح سے میں صرف مولانا محمد علی کے الزامات کا جواب تو لکھوں گا مگر میرا ارادہ اس سلسلہ بحث مباحثہ اور لڑائی جھگڑا کرنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل سمجھتا ہوں اور میری تبلیغ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے لڑنے والے فرقوں کو لڑائی سے باز رکھنے کی کوشش کروں اور ان کو یکدلی اور اتحاد کے مرکز پر لاؤں۔ اس واسطے میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور اس لڑائی کو جاری رکھنا قطعی نہیں چاہتا۔ اگرچہ مولانا محمد علی سے لڑنے میں میری عزت ہے کیونکہ مولانا بخیال خود ہندوستان کے سب سے بڑے مسلمان لیڈر ہیں۔ اور میں سب سے چھوٹے درجہ کا معمولی مسلمان ہوں۔ پس اگر مولانا کو میرے مقابلہ میں شکست ہوگئی تو ان کی رہی سہی لیڈری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور اگر میں ہار گیا تو میرا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ میں پہلے ہی سے

لیڈری کی دولت نہیں رکھتا ایک معمولی مسلمان تھا اور ہارنے کے بعد بھی ایک معمولی مسلمان رہجاؤں گا۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے میرے خلاف اعلان جنگ کر تو دیا مگر وہ دل ہی دل میں پریشان ہو رہے ہیں کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہو اور حسن نظامی مقابلہ میں اگر کس قسم کے ہتھیار چلائے۔ اسی واسطے حضرت مولانا نے علاوہ اخباری مضامین کے ۱۹۔ نومبر کو جمعہ کے دن جامع مسجد نمازیوں کے سامنے پیش بندی شروع کردی کہ از خود ملکی کے کہے سنے اپنے تمام گذشتہ قومی اور اسلامی گناہوں کو گن گن کر سنایا کہ تم سے میرے خلاف یہ یہ کہا جائے گا اس لئے میں تم سب کے سامنے ان گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ میری وجہ سے حضرت مولانا کو اپنی خطاؤں اور گناہوں کا خیال تو آیا اور انہوں نے خدا کے گھر میں جا کر توبہ کرلی۔ سوامی شردہانند تو اس کو مولانا کی شدھی کہیں گے۔ چونکہ شدھی کے لفظی معنی پاک کرنے کے ہیں لیکن میں تو نہایت ادب کے ساتھ یہی کہوں گا کہ الحمد للہ الحمد للہ آج حسن نظامی کی لڑائی کے طفیل حضرت مولانا نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا۔ اور توبہ بھی کرلی۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی صاحب سے اس وقت لڑتا جبکہ مولانا نے دہلی کی ملاپ کانفرنس میں مالوی جی۔ لالہ لاجپت رائے جی اور نہرو جی اور سب ہندو مسلمان لیڈروں کے سامنے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ان الفاظ کے ذریعہ اسلام کے دل و جگر پر چھریاں چلائی تھیں کہ:۔

"اگر ہندو کعبہ کی بے حرمتی کریں، اور اگر ہندو قرآن شریف کے ٹھوکر ماریں، اور اگر ہندو مولانا محمد علی کی اہلیہ کی بے حرمتی کریں تب بھی محمد علی ہندوؤں پر ہاتھ نہ اٹھائیگا۔"

یہ الفاظ ہر مسلمان کے دل پر تیر ہو کر لگے اور مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے پنڈت موتی لال نہرو اور مسز سروجنی نائیڈو کی موجودگی میں چپکے سے مولانا محمد علی کے قریب جاکر عرض کیا کہ وہ ان الفاظ کی تلافی کردیں کیونکہ مسلمانوں کو ان الفاظ سے بہت سخت صدمہ ہوا ہے مگر مولانا نے نہایت سخت اور کرخت لہجہ میں جواب دیا کہ

"میں تو یہی کہوں گا اور اسی طرح کہونگا"

اگرچہ مسز سروجنی نائیڈو نے بھی اسی وقت میرے سامنے مولانا کو سمجھایا کہ خواجہ صاحب تمہارے ہی فائدہ کی بات کہتے ہیں مگر مولانا کا غصہ بڑھتا ہی گیا اور انہوں نے تلافی کو ہرگز منظور نہ کیا۔

پس اگر میں مولانا سے لڑنا چاہتا تو ان ہی فقروں کی بنیاد پر ایسا لڑ سکتا تھا کہ مولانا کی رہی سہی لیڈری خاک میں مل جاتی مگر میں نے محض باہمی خانہ جنگی کے خیال سے اس کو کافی سمجھا کہ زبانی عرض کردوں اور روزنامچہ میں مختصر طور سے اس کا ذکر لکھدوں بات کو زیادہ نہ بڑھاؤں۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی صاحب کے اس بیان پر لڑ سکتا تھا جو انہوں نے میرے خلاف اور میرے رسالہ داعی اسلام اور تبلیغی کاموں کے خلاف ہندو اخباروں میں شایع کرایا تھا۔ مگر میں نے محض لڑائی مٹانے کے خیال سے صبر کرلیا۔

اگر میں لڑنا چاہتا تو مولانا محمد علی سے سخت لڑائی لڑ سکتا تھا جب مولانا نے سوامی شردہانند جی سے میری نسبت کہا تھا کہ:۔

سوامی جی آپ آریہ قوم کے ایک بڑے پیشوا ہیں اور بہت بڑی وجاہت اور عزت رکھتے ہیں تعجب ہے کہ آپ حسن نظامی جیسے بے حقیقت اور ذلیل آدمی سے مقابلہ کررہے ہیں جس کی مسلمانوں میں کسی قدر کی عزت بھی نہیں ہے۔

اور جب میں نے یہ خبر سنی اور خود مولانا محمد علی صاحب سے اس کی اصلیت دریافت کی تو مولانا سراسیمہ سے ہوگئے اور فرمانے لگے کہ میں نے تو مظہر الدین کی نسبت یہ کہا تھا۔ آپ کی نسبت نہیں کہا۔ لیکن یہ روایت ایسے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوئی تھی کہ میں نے مولانا محمد علی کے جواب کو ناکافی سمجھا تاہم مولانا کی اس حرکت کو جو دراصل اسلام کے ایک بڑے دشمن کے سامنے سب مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی حرکت تھی محض اس وجہ سے معاف کردیا کہ مولانا سے لڑائی نہ ہو جائے کیونکہ میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کو اسلام کا سب سے بڑا جرم سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔

مولانا محمد علی کے اعلان جنگ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے ان کے موجودہ حریف مولانا ظفر علی خاں صاحب سے اتنی جلدی صلح کیوں کرلی؟ اور ان کی صف میں کھڑے ہوکر مولوی ظفر علی خاں صاحب پر تیر اندازی کیوں نہ کرتا رہا؟ چنانچہ مولانا محمد علی نے اس اعلان جنگ سے پہلے میرے کئی دوستوں سے اس کی شکایت کی اور مولانا محمد عرفان صاحب اور مولانا ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف پنجاب نے جو مولانا محمد علی کے مہمان تھے خود مجھ سے شکایت کی کہ ظفر علی خاں صاحب سے آپ کی صلح ذاتی صلح ہے۔

بس اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ مولانا محمد علی صاحب کو جلال آرہا ہے اور وہ اس صلح سے بہت ناراض ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ میرے خلاف اعلان جنگ کرنے کے لئے کونسی بات کو بہانہ بنائیں اور اسی واسطے جب میں نے یہ سنا کہ تہذیب ڈاکو کا خط اشاعت کے لئے ان کے پاس آیا ہے تو میں خود مولانا محمد علی کے پاس چلا گیا اور ان کو خط کی تمام حقیقت سمجھائی تاکہ وہ اس خط کو اعلان جنگ کا بہانہ نہ بنائیں ورنہ مجھے اس خط کی اشاعت کا ذرا بھی خوف نہ تھا کیونکہ مولانا محمد علی کے پاس یہ خط بعد میں آیا ہے اس سے پندرہ روز پہلے ہلالی پریس کے مالک شیخ فضل حسین صاحب کے پاس تہذیب ڈاکو صاحب نے ان کے پریس میں چھاپنے کے لئے یہ خط بھیجا تھا اور چونکہ شیخ فضل حسین صاحب سے میرے عرصہ کے تعلقات ہیں اس واسطے وہ خود میرے پاس درگاہ میں تشریف لائے اور مجھ سے دریافت کیا کہ اس قسم کا خط میرے پاس آیا ہے میں اس کو چھاپوں یا نہ چھاپوں میں نے شیخ فضل حسین صاحب سے کہا آپ اس خط کو ضرور چھاپئے اگر میرا کوئی چھاپہ خانہ ہوتا تو چھپائی کی اجرت لیکر میں اس کو خود چھاپ دیتا اور اس کا ذکر انہی تاریخوں کے روزنامچہ میں بھی میں نے لکھدیا تھا اب یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے خط کو چرانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ قطعی جھوٹ اور بہتان ہے

ذرا میرے سامنے اس شخص کا نام بیان کرنا چاہیئے جس سے میں نے خط چرانے کو کہا تھا۔ مولانا نے ساری تحقیقات تو کی مگر اس شخص کا نام نہ لکھا۔ یا۔ مگر کوئی آدمی ہوتا تو نام لکھتے مولانا۔ تو خط کو خوفناک بنانے کے لئے اس قسم کے قصے سنی سنائی باتوں پر جمع کر دینے ضروری سمجھتے تھے میں نے تو اس خط کی کوئی اہمیت ہی نہیں سمجھی اس لئے شیخ فضل حسین صاحب کو اجازت دیدی کہ وہ اس کو چھاپ دیں۔ مولانا محمد علی کے پاس خود جانا اور ان کو اس خط کی اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کرنا اس لئے نہیں تھا کہ میں اس خط کو خطرناک سمجھتا تھا، بلکہ اس لئے تھا کہ میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا اور مسلمانوں کی خانہ جنگی بڑھانا اور خود اس آگ میں کودنا اسلام کی اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کے لئے خطرناک سمجھتا تھا۔

حدیث شریف میں آیا ہے اکرموا عزیز قوم ذل عزت کرو قوم کے اُس سردار کی جس کی عزت مٹ گئی ہو۔ مولانا محمد علی مجھے اس حدیث کے مصداق نظر آتے تھے کہ یا تو ان کی وہ عزت تھی کہ جب گھنٹہ گھر کے نیچے لبرٹی جہاز بنایا گیا اور میں نے دہلی شہر کی طرف سے ان کو ایڈریس پڑھکر سنایا تو چاندنی چوک کے بازار میں لاکھوں ہندو مسلمان ان کو دیکھنے کے لئے جمع تھے اور یا ایسا انقلاب آیا کہ مولانا محمد علی کی محترمہ والدہ ماجدہ کا رات کے دو بجے انتقال ہوا اور رات کے دو بجے سے دن کے ۲ بجے تک اشتہاروں اور رضا کاروں کے ذریعہ ہر ہندو مسلمان کو اطلاع دی گئی کہ وہ جنازہ کی شرکت کے لئے آئیں مگر ڈھائی سو سے زیادہ آدمی بھی جمع نہ ہو سکے جن میں ہندو صرف تین تھے اور ان تین میں ایک گاندھی جی تھے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق مجھے ایک آبرو باختہ سردار قوم کے مقابلہ میں آنا اچھا نہ معلوم ہوا کیونکہ ان کی موجودہ آبرو باختگی کا تقاضہ یہ ہے کہ میں ان کی عزت کروں اور کوئی بات ایسی نہ کروں جس سے ان کو صدمہ ہو۔

لیکن مولانا نہ مانے اور انہوں نے اعلان جنگ کر ہی دیا اب میں مجبور ہوں کہ ان کے الزامات کا جواب دوں مگر اسی لہجہ اور انداز سے جواب لکھوں جو ایک سید کے لئے زیبا ہے۔ مولانا محمد علی کا طرز تحریر اختیار نہ کروں کیونکہ وہ طرز انہی کی ذات اور قومیت کو زیبا ہے چنانچہ ناظرین میرے اس جواب کے انداز تحریر سے خود سمجھ لینگے کہ میں نے مولانا محمد علی کی طرح نہ ان پر کوئی خانگی یا ذاتی حملہ کیا ہے نہ ایسے الفاظ لکھے ہیں جو غیر سنجیدہ یا ناشائستہ سمجھے جائیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میرے سامنے ہے

یہ تو میں نے اوپر لکھدیا . . . . کہ میں مولانا محمد علی صاحب سے لڑنا نہیں چاہتا۔ اور صرف الزامات کی صفائی کرنی چاہتا ہوں اور اس کے بعد خاموش ہو جانے کا ارادہ ہے۔ لیکن اگر مولانا محمد علی اور ان کے ساتھی اپنی موجودہ حرکات سے باز نہ آئے اور انہوں نے جنگ کے سلسلہ کو ختم نہ کیا۔ تو مجبوراً مجھے بھی سامنے آنا پڑے گا اور میں ایسی ثابت قدمی سے لڑوں گا کہ مولانا محمد علی اور ان کے رفیق چند روز بھی مقابلہ میں نہ ٹھیر سکینگے۔

کاش مولانا کو سمجھ ہوتی اور وہ کوئی اصلی ہمدرد اور دوست تلاش کرتے جو ان کو مولانا کی موجودہ طاقت سے آگاہ کر دیتا۔ آجکل مولانا کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے کہ میں اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا اس لئے جو کہوں گا اور جو لکھوں گا تمام ہندوستان سر جھکا کر اس کو قبول کر لیگا۔ مگر حضرت مولانا کو معلوم ہو کہ موسم بدل گیا ہے خود ان کے گھر میں بھی سب آدمی ان کے ہمخیال نہیں ہیں تو پھر باہر کا تو اللہ بیلی ہے۔

حضرت مولانا کے اعلان جنگ کی تحریرات میں بار بار اس لفظ کی تکرار ہے کہ وہ میری خواجگی اور برتری کو مٹانے کے لئے میدان میں آئے ہیں اور انہوں نے غالباً رات کو پلنگ پر لیٹ کر یہ تصور باندھ لیا ہوگا کہ بس میرے کہنے کی دیر ہے اور حسن نظامی کی خواجگی اور برتری کے مٹنے میں دیر نہیں ہے مگر مولانا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا میں دوسروں کی سعی کے بغیر ہی ہر شخص کی عزت اور ہر شخص کی ذلت خود بخود فنا ہوتی رہتی ہے۔ سورج نکلتا ہے تو رات کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ سورج چھپتا ہے تو دن کی عزت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کس کی عزت رہی ہے جو میری عزت رہجائے گی جب گاندھی جی اور علی برادران کا عروج ختم ہو گیا جس کی دھاک سے دنیا گونج رہی تھی تو پھر ایک معمولی آدمی حسن نظامی اپنی چند روزہ واہ واہ پر گھمنڈ کرے تو یہ اس کی نادانی اور بے عقلی ہوگی۔ یہ غرور تو مولانا ہی کو مبارک رہے کہ ہر شخص جلسہ میں ان کو آتا دیکھتے ہی بے اختیار کہتا ہے کہ "وہ آئے مولانا جندہ" مگر پھر بھی مولانا محمد علی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دنیا اب تک ان کی غلامی میں دست بستہ حاضر ہے۔

حضرت مولانا اپنی زبان اور اپنے قلم کے ارمان حسن نظامی کی مخالفت میں اچھی طرح نکال لیں انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوشش سے حسن نظامی کی خواجگی اور برتری مٹی یا نہیں جس کا مولانا کو بہت فکر ہے اور یہ بھی دیکھ لیں کہ حسن نظامی کی کتابوں کا بکنا بند ہوا یا نہیں اور اس کے ساتھ منسوب اخباروں اور رسالوں کی خریداری مسلمانوں نے چھوڑ دی یا نہیں؟ جس کو مولانا نے اپنے مضامین میں نہایت رشک وحسد کے ساتھ لکھا ہے اور وہ یہ بھی دیکھ لیں کہ ان کے قول کے بموجب "حسن نظامی کے تبلیغی دام" سے مسلمان رہا ہونا چاہتے ہیں یا نہیں؟

مگر مولانا کے دل کو ابھی سے دگدا ہے۔ اور ڈبکر پکڑ میں ہیں کہ دیکھیے میری بات کا اثر مسلمانوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس سلسلہ مضامین میں ان۔ کے دل کی یہ گھبراہٹ قلم کی زبان پر آگئی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مسلمان ایسے احمق ہیں کہ میری بات نہ مانینگے اور حسن نظامی کی گرویدگی ترک نہ کرینگے۔

مولانا کی شان رشک وحسد بالاتر ہونی چاہیئے ان کو مسلمان بھائیوں کی خصوصاً اپنے مددگار اور رفیق کار لوگوں کی ہر دلعزیزی اور ترقی وعروج سے بجائے حسد کے خوش ہونا چاہیئے۔ میں تو خیر ان کے خیال میں بہت برا آدمی ہوں مگر مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان تو ایک سپہ سالار ہیں۔ شروع سے آجتک مولانا کی ہر خدمت کے لئے اور ہر چندہ کے

لئے کمر بستہ دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے یا چندہ مانگنے کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے چوبداروں کی طرح آگے آگے چلتے ہیں۔ اور جنہوں نے مولانا محمد علی کا میرے خلاف اعلان جنگ سنتے ہی شیر کوٹ کی فرو قبل از وقت ختم کردی اور فوراً دہلی تشریف لے آئے اور فوراً ایک مورچہ تیار کرکے مولانا محمد علی کی ہراول کی حیثیت میں اپنے الامان کے ذریعہ مجھ پر گولہ باری شروع کردی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ایسے فدوی خانہ زاد جاں نثار وفادار رفیق کا احقر مظہر الدین کی ہردلعزیزی بھی آپ کو گوارا نہیں ہے چنانچہ آپ نے خود مجھ سے فرمایا کہ میں نے سوامی شردھانند کے سامنے تم کو نہیں مظہر الدین کو برا کہا تھا۔ اور اب جبکہ اخبار الامان پر ایک مذہبی فتویٰ شایع کرنے کے جرم میں دہلی گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا تو میں نے جو مولانا مظہر الدین کی نگاہوں میں ہمیشہ سے معتوب تھا اور وہ اپنے اخبار میں ہمیشہ میرے خلاف لکھتے رہتے تھے، منادی کے ذریعہ نہایت مضبوط مضامین مولانا کی حمایت میں لکھے اور اپنے مرید کشفی شاہ نظامی سے ایک سو بیس روپے مقدمہ کے لئے وصول کرکے مولانا مظہر الدین کی نذر کئے اور پھر واحدی صاحب کو ہمراہ لیکر خود آپ کے یعنی مولانا محمد علی کے پاس حاضر ہوا کہ اس موقع پر مولانا مظہر الدین کی امداد کے لئے آپ کو بھی کچھ کام کرنا چاہیئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مولانا مظہر الدین کے مکان پر گیا تھا اور میں نے **اس فتویٰ کو دیکھا وہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ ایک لغو مضمون** ہے اور مولانا مظہر الدین محض اپنی ہردلعزیزی بڑھانے کے لئے رات دن ایسے نئے نئے کام ایجاد کیا کرتے ہیں اس واسطے میں مولانا مظہر الدین کی اس معاملہ میں کچھ بھی مدد نہ کرونگا۔ مولانا مظہر الدین صاحب اپنی خوش قسمتی پر فخر کریں یا افسوس ان کو اختیار ہے مگر مجھے مولانا محمد علی صاحب کا یہ جواب سنکر حیرت ہوگئی۔ جب مولانا محمد علی اپنے اتنے مقرب حمایتوں کی ہردلعزیزی سے رشک وحسد کرتے ہیں اور اڑے وقت پر اپنے ماتحت کے کام نہیں آتے جو سرداروں کا شیوہ ہونا چاہیئے تو دوسرا آدمی تو کس شمار و قطار میں ہے۔

بہر حال مجھے ثابت ہوگیا اور میں سمجھتا ہوں کہ گہری نظر سے اصلیت پر غور کرنے والے ناظرین کو بھی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مولانا محمد علی صاحب نے یہ خط محض اس وجہ سے شایع کیا ہے کہ ان کو میرا تبلیغی کام پسند نہیں ہے اور وہ میری ہردلعزیزی سے رشک وحسد کرتے ہیں اسلئے انہوں نے اپنی موجودہ طاقت کو آزمانے کے لئے مجھ غریب پر گولہ باری شروع کی ہے۔

ایک ہاتھی نے ناچیز چیونٹی کو اپنے پاؤں سے کچلنا چاہا ہے یقیناً چیونٹی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے زندہ نہیں رہ سکیگی۔ لیکن اگر ہاتھی نے چیونٹی کو بیگناہ سمجھنے کے باوجود محض اس لئے کچلنا چاہا ہے کہ یہ مجھ سے جسامت میں چھوٹی ہے اور سب لوگ باوجود اتنا چھوٹا ہونے کے اسی کو دیکھ رہے ہیں مجھ ہاتھی کو نہیں دیکھتے اس واسطے میں اس چیونٹی کو کچل ڈالونگا تو بہت اچھا چیونٹی حاضر ہے لیکن ہاتھی اس سے غافل نہ رہے کہ چیونٹی بعض اوقات ہاتھی کی سونڈ میں گھس جاتی ہے اور ہاتھی کو سر پٹک پٹک کر مرنا پڑتا ہے اور نمرود کے ناک کا مچھر تو مولانا نے سنا ہی ہوگا اور شاید اسی واسطے مولانا نے میرے مضمون مچھر کا اعلان جنگ کا ذکر اپنی تحریر میں کیا ہے ممکن ہے لکھتے وقت ان کو نمرود اور مچھر کا قصہ یاد آگیا ہو۔

قصہ مختصر اب میں مولانا کے بنیادی الزام کا جواب لکھنا چاہتا ہوں جس کا خلاصہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ جو خط آپ نے شایع کیا ہے اس کو حضور نظام سے مخالفانہ تعلق نہ تھا بلکہ درحقیقت ایک ایسے پُر آشوب زمانہ میں کہ جب پین اسلامزم کا نام حکومت برطانیہ کے لئے ہوا سے کسی طرح کم نہ تھا حضور نظام کی سلطنت کو برطانوی نگاہوں میں مشتبہ ہونے سے بچانے کی ایک ہی تدبیر تھی۔ میں نے چیف کمشنر دہلی سے حضور نظام کے خلاف کچھ بھی نہیں کہا تھا بلکہ جو کچھ لکھا تھا ان کی موافقت میں تھا۔ مولانا محمد علی نے اس خط کو خواہ مخواہ حضور نظام کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آگے جاکر تفصیلات میں جو دلیلیں میں نے لکھی ہیں اگرچہ وہ بالکل سادہ اور قانونی اور تاویلی جوڑ توڑ سے پاک ہیں لیکن انصاف کرنے والوں کے لئے کافی ہیں وہ غور کرتے ہی سمجھ جائینگے کہ میرا یہ خط درحقیقت حضور نظام کے مفاد سے متعلق تھا اور اسے ان کی مخالفت سے کچھ بھی سروکار نہ تھا۔

اس صفائی کے سلسلے میں بعض باتوں کا مجبوراً ذکر آگیا ہے جن سے مولانا محمد علی کا بگڑنا اور ناراض ہونا لازمی ہے۔ میں نے وہ واقعات مولانا کو بدنام کرنے کی نیت سے نہیں لکھے بلکہ اپنی صفائی کے لئے ان کا لکھنا ضروری اور لابدی تھا۔ تاکہ ناظرین مولانا کی تحریر اور مولانا کی علمی حالت اور اندرونی کیفیت کا اندازہ کرکے اس اعلان جنگ پر غور کرسکیں اور ہم دونوں کے لئے پبلک ایک فیصلہ صادر کرسکے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے۔

اصلی الزام کا جواب

تمہید میں طوالت زیادہ ہوگئی کیونکہ جبتک مولانا محمد علی کی نیت اور اس خط کی اشاعت کا مقصد صفائی سے اور وضاحت سے بیان نہ کیا جاتا اس وقت تک ناواقف لوگ میرے جواب کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھ سکتے اب ان کو جب تمہید کے ذریعہ مولانا محمد علی کا دلی مقصد معلوم ہوجائیگا تو میرا جواب سمجھنے میں آسانی ہوجائیگی۔ میرا جواب بہت بڑا نہیں ہے خلاصہ جواب کا تو میں نے اوپر لکھدیا کہ میرا جو خط تہذیب ڈاکو سے حاصل کرکے مولانا محمد علی صاحب نے شایع کیا ہے اور جس کو جاسوسی اور مخبری کے رنگ میں رنگا گیا ہے وہ درحقیقت جاسوسی اور مخبری سے ذرا تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس میں ایک ایسے شخص کی اطلاع کا تذکرہ ہے جو تہذیب ڈاکو کے بیان کے موافق اعلیحضرت حضور نظام کو مصیبت میں پھنسانے کے لئے کام کر رہا تھا پس اگر میں نے چیف کمشنر سے اس شخص کی شکایت کی اور چیف کمشنر سے کہا کہ گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ اس شخص کا جو پنجاب کا رہنے والا تھا تدارک کرایا جائے تو یہ کوئی مخبری اور جاسوسی کی بات نہیں تھی بلکہ ایک طرح کی درخواست تھی جس طرح کہ سینکڑوں ہزاروں آدمی اپنے حکام سے انتظامی معاملات کی نسبت کہتے سنتے رہتے ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب مہاراجہ نابھہ کے ایک معاملہ کے لئے جو مہاراجہ نابھہ کے مخالفوں کے خلاف تھا باوجود تارک موالات ہونے کے خود وائسرائے کے سکرٹریوں کے پاس تشریف لے گئے اور مہاراجہ نابھہ کی حمایت میں ان کے مخالفوں کی شکایتیں کیں لیکن کوئی شخص مولانا محمد علی کے اس فعل کو مخبری

اور جاسوسی نہیں کہہ سکتا کیونکہ انہوں نے اپنے اس فعل سے صرف ترک موالات یعنی حکام سے نہ ملنے کے اصول کو توڑا تھا جس کے لئے انہوں نے ہزاروں ہندو مسلمانوں کو جیل خانہ بھجوا دیا لیکن جاسوسی اور مخبری نہیں کی تھی اور نہ میں اس کو جاسوسی اور مخبری کہہ سکتا ہوں۔

بہر حال میرے جس خط کو جاسوسی خط بیان کیا گیا ہے اس پر مخبری اور جاسوسی کی حد کسی طرح سے عائد نہیں ہو سکتی اور اگر پڑھنے والے ذرا بھی غور سے سوچیں گے تو خود سمجھ لیں گے کہ میرا چیف کمشنر کو اطلاع دینا جاسوسی اور مخبری نہیں تھی بلکہ ایک اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے بچانے کے لئے ایک طریقہ کار تھا اس تمام جھگڑے میں جس کو مولانا محمد علی نے چار پانچ دن کے اندر لکھا ہے۔ صرف تین باتیں ایسی ہیں جن پر غور کرنے سے معاملہ صاف ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جو اطلاع دی تھی وہ حضور نظام کی نسبت تھی یا مولانا ظفر علی خاں کی نسبت۔ دوسرے یہ کہ پان اسلامزم دیسی والیان ریاست کے لئے ان کی مجبوریوں اور ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھکر مفید ہے یا مضر۔

تیسرے یہ کہ میرا یہ فعل کہ میں نے چیف کمشنر صاحب کو مولانا ظفر علی خاں کی نسبت اطلاع دی یا ان سے درخواست کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ ظفر علی خاں کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرا دیں جاسوسی تھی یا جاسوسی نہیں تھی۔

پس پہلی بات تو خط کی عبارت سے ظاہر ہے کہ چیف کمشنر سے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت کہا گیا تھا حضور نظام کی بابت نہیں کہا گیا تھا۔ کیونکہ خط میں یہ الفاظ ہیں۔

"اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نظام کو کسی دوسرے سبق دینے والے کا ذکر ہے جو پان اسلامزم کے سبق دیتا تھا اور اسی کے خلاف کہا گیا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مولانا محمد علی نے بھی لکھا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف بھی کیوں کہا۔ کیا یہ ایک مسلمان کے نقصان کی بات نہ تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے مولانا ظفر علی خاں کی نسبت یہ نہیں کہا کہ وہ بمب بنا رہے ہیں ان کو پھانسی دیدو۔ بلکہ یہ کہا کہ ان کی صحبت حضور نظام کے لئے مفید نہیں ہے۔ یہ کہنا بیشک مولانا ظفر علی خاں کے مالی مفاد کے لئے تو مضر ہوا مگر ان کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اگر ان کی صحبت کی وجہ سے حضور نظام کو نقصان پہنچ جاتا یا ان کی اسلامی سلطنت کو صدمہ پہنچتا تو ایک شخص واحد کے ذاتی اور محض مالی نقصان سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا۔ اور اس سے دکن کے لاکھوں مسلمانوں کو مالی و جانی نقصانات پہنچ جاتے۔

دوسری بات یہ کہ پان اسلامزم تحریک اچھی چیز ہے یا بری اور اس کا سبق دینا اچھا کام ہے یا برا۔ مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ بہت اچھا کام تھا کہ حضور نظام کو وحدت و اخوت اسلامی کے سبق دیئے جاتے تھے میں بھی مانتا ہوں کہ وحدت و اخوت اسلام کی تحریک بہت ضروری تحریک ہے اور بہت بے ضرر تحریک ہے اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو اس میں شریک ہونا اور حصہ لینا چاہئیے۔

مگر اس تحریک کو آپ جیسے سیاسی لیڈروں نے ایسے غلط اور غیر مذہبی طریقہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ پان اسلامزم تحریک یورپ کی گوری قوموں کو خوفناک ہوا۔ اور گوری اقوام کو نگل جانے والا اژدہا نظر آنے لگی۔

سب سے پہلے نوجوان ترکوں نے جن میں سے اکثر نماز روزہ کے تارک اور علانیہ شراب پینے والے اور اسلامی تعلیم کا مذاق اڑانے والے تھے محض سیاسی اغراض کے لئے اس تحریک کو اپنا ہتھیار بنایا اور گوری اقوام کو دھمکی دی کہ ہم تمام مسلمانان عالم کو تمہارے خلاف جمع کر دینگے۔

اس کے بعد ایران اور ہندوستان کے نوجوان مسلمانوں نے اس تحریک کو محض سیاسی رنگ میں چلانا چاہا۔ اس واسطے ہندوستان کی حکومت بھی اس تحریک کو بدگمانی کی نظروں سے دیکھنے لگی۔

اگر ترک اور ایرانی اور ہندوستانی مسلمان مذہبی رنگ میں اس تحریک وحدت اسلام کو چلاتے تو سب سے پہلے ان کو نماز باجماعت کی تحریک کرنی پڑتی کہ نماز باجماعت ہی اصلی بنیاد وحدت اسلام کی ہے۔ مگر ان "روشن خیال" مسلمانوں کو تو جن کے ہاتھ میں یہ تحریک تھی نماز سے گھبراہٹ ہوتی تھی۔ بھلا وہ اس تحریک کو مذہبی اصول پر کیونکر چلا سکتے تھے۔

مولانا محمد علی غالباً چند روز سے نماز پڑھنے لگے ہیں مگر سوائے جمعہ کے۔ جہاں ان کو چندہ وصول کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور بہت کم جماعت کی نماز پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز باجماعت کے لئے بلانے والے لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۔ نومبر کو جامع مسجد دہلی میں میرے خلاف جو تقریر فرمائی تھی اس میں ایک الزام مجھ پر یہ بھی لگایا تھا کہ حسن نظامی اور اس کے ساتھی صبح کے وقت لوگوں کو جگاتے پھرتے ہیں کہ اٹھو نماز پڑھو نماز کے لئے اٹھو۔

اس طعن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اخوت و وحدت اسلامی کے حامی مولانا محمد علی کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر وقعت ہے۔

پس جب پان اسلامزم نماز باجماعت کے بنیادی اصول سے جدا ہو کر بے نمازی اور محض سیاسی لیڈروں کے ہاتھ میں پڑی اور انہوں نے وحدت اسلام کا کام تو خاک بھی نہ کیا البتہ اس کے ذریعہ حکمران اقوام کو دھمکایا بہت تو پان اسلامزم حکومت کی نگاہ میں نہایت خطرناک بن گئی۔

اب سوچئے کہ اگر حضور نظام کو پان اسلامزم سے کچھ دلچسپی پیدا ہونے کا شک انگریزوں کے دل میں پیدا ہو جاتا تو انگریز ان کو چین نہ لینے دیتے اور ان کا اسلامی ملک حضور نظام کے قبضہ میں رہنے پاتا۔

لہذا میرا حضور نظام کو پان اسلامزم تحریک سے بچانا حضور نظام کی اصلی خیر خواہی تھی۔ اور ایک اسلامی سلطنت کا حقیقی بچاؤ تھا۔

اب تیسرا سوال باقی رہا کہ **میرا یہ فعل جاسوسی تھا یا نہیں؟**

اس کے لئے جاسوسی کی تعریف معلوم کر لی ہوگی کہ وہ ہے کیا چیز۔

عام طور پر جاسوسی خفیہ پولیس والوں کا کام ہے کہ وہ ہر قسم کے مجرموں کی خفیہ اطلاعات حکام کو دیتے ہیں یا بعض خوشامدی لوگ حکام کے پاس

جاکر ایک دوسرے کی چغلیاں کھاتے ہیں اس کو بھی جاسوسی کہہ سکتے ہیں مگر ملکی یا قومی یا جائز ذاتی ضروریات کے لئے حکام کے پاس جانا یا حکام سے میل جول رکھنا **جاسوسی نہیں ہے** مولانا محمد علی کے استاد اول یعنی ہز سر سید احمد خاں صاحب کی تمام زندگی حکام کے میل جول میں گزری اور ان کے بعد ان کی ہدایت کے بموجب تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی پالیسی بھی یہی رہی کہ وہ حکام سے میل جول رکھیں اور اپنی قومی ضروریات سے حکام کو آگاہ کرتے رہیں۔

مگر اس کے بعد جب ترک موالات کا دور آیا تو حکام سے ملنا جلنا قومی غداری بن گیا۔ جو شخص حکام سے میل جول رکھتا تھا اس کو جاسوس کا خطاب ملتا تھا۔ چنانچہ تارکین موالات نے اپنے خیالات کے ناموافق لوگوں کو دق کرنے اور ان کی بدنامی و رسوائی بڑھانے کے لئے یہ ایک موثر ہتھیار بنا لیا تھا کہ جس کو بدنام کرنا ہوتا تو کہہ دیتے کہ یہ تو سرکاری جاسوس ہے۔ یہ تو مخبر ہے۔

شمس العلما مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی جو ہمیشہ مسلمانوں کی ضروریات اور سفارشات کے لئے حکام کے پاس جاتے تھے انہی مولانا محمد علی کے ہاتھوں محض اس ہتھیار سے کہ امام صاحب جاسوس ہیں برسوں بدنام رہے۔ مگر جب مولانا محمد علی کا زور قدرت نے ڈھا دیا تو مسلمانان دہلی کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے امام صاحب سے معافیاں مانگیں۔

میرے خلاف بھی سال ہا سال یہ مشہور رہا کہ میں سرکاری مخبر ہوں اور جب میں نے پہلی دفعہ اپنے مکان پر ٹیلیفون لگایا تو تمام دہلی میں شہرت دیگئی کہ خواجہ صاحب کو سرکار نے ٹیلیفون دیدیا ہے اور اب وہ گھر بیٹھے وائسرائے کو خبریں پہنچا کرینگے۔ اور جب میں نے روزانہ اخبار رعیت جاری کیا تو انہی مولانا محمد علی کی پارٹی نے افواہیں اڑائیں کہ یہ سرکاری اخبار ہے۔ اور پانچہزار روپے دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے خواجہ صاحب کو دیئے ہیں لیکن جب دہلی میں پہلا ہندو مسلم فساد ہوا اور مولانا محمد علی یا ان کے معتقدین کی غلط بیانی کے سبب سینکڑوں مسلمان بے گناہ گرفتار ہوگئے اور ان پر قتل کے جرم لگائے گئے تو میں شملہ پر گیا اور وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری سے مل کر مسلمانوں کی مظلومیت و بیکسی بیان کی تب دہلی کے حکام کے پاس اوپر سے احکام آئے اور سب ملزم جن پر قتل کے الزام تھے بری ہوگئے (اس سفر شملہ میں حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب بھی میرے ہمراہ تھے)

پس اگر حکام سے میل جول ایسا ہی حرام ہوتا جیسا کہ مولانا محمد علی کا عقیدہ ہے تو خبر نہیں دہلی کے کتنے مسلمان پھانسیوں پر لٹکا دیئے جاتے۔

مگر مولانا محمد علی کو دہلی والوں کی تباہی سے کیا سروکار تھا وہ تو یہاں پردیسی آدمی اجنبی ہیں رام پور سے آکر بس گئے ہیں انہیں دہلی والوں سے ہمدردی ہو ہی نہیں سکتی

اب جاسوسی کا فرق معلوم ہو گیا کہ ایک تو پولیس کے نوکر مخبری کرتے ہیں اور وہ ان کی نوکری ہے اور دوسرے خوشامدی لوگ مخبری کرتے ہیں اور یہ ان کی شرارت یا خود غرضی ہے۔

مگر جو لوگ اپنے شہر کی یا اپنی قوم کی ضروریات کے لئے حکام سے ملیں تو وہ نہ جاسوس ہیں نہ مخبر ہیں جو لوگ تارکین موالات ہیں اور حکام سے ملنا حرام کہتے ہیں ان کو اپنے عقیدہ کا اختیار ہے میرا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ میں شروع سے آجتک حکام سے ملتا رہا ہوں۔ اگرچہ اب تبلیغی کاموں کے سبب فرصت نہیں ملتی اور میں حکام کے پاس بہت ہی کم جاتا ہوں مگر میں حکام سے ملنا گناہ اور حرام نہیں مانتا۔ اگر قومی مفاد کے لئے ملنا ہو۔ مولانا محمد علی اگرچہ حکام سے ملنا حرام سمجھتے ہیں مگر پرہیز صرف ملاقاتوں سے ہے۔ گرم نوش جان فرما لیتے ہیں۔

مہاراجہ صاحب محمود آباد سراپا حکام اور بالکل حکومت کے آدمی مانے جاتے ہیں۔ مگر مولانا محمد علی کے مدتوں سرپرست رہے ہیں اور زیادہ تر انہی کی امداد سے مولانا کا کشکول گدائی بھرتا رہا ہے۔

ہز ہائینس سر آغا خاں خالص حکومت کے آدمی ہیں مگر خدا مولانا محمد علی ایمان سے بتائیں کہ سر آغا خاں کی جیب سے ان کو کتنی مدت تک گزر اوقات کے لئے امداد ملی ہے۔ وہ اگر نہ بتائیں تو مجھے اجازت دیں کہ میں ہی کچھ ڈھکی چھپی باتیں ظاہر کردوں؟

اور مہاراجہ نابھہ کے لئے تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا محمد علی بذات خود وائسرائے کے سکرٹریوں کے پاس تشریف لے گئے (جس کی نسبت مولانا کو افسوس ہے کہ مہاراجہ کے آدمی نے ٹیکسی کا کرایہ بھی مولانا کو نہ دیا)

اب مولانا بتائیں کہ انہوں نے حکام سے ملاقات کیوں کی اور ایک ایسے فعل کے مرتکب کیوں ہوئے جس کو وہ حرام سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ ان حکام سے ملنا جاسوسی کی حد میں آتا ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی ملاقات جاسوسی کی حد میں ہرگز نہیں آتی وہ ایک ضرورتمند مہاراجہ کی امداد کے لئے حکام تک گئے اور انہوں نے بڑے ثواب کا کام کیا۔

مگر میں ایک اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے حکام سے ملا اور حکام سے اس کو بچانے کی بات کہی تو جاسوس اور مخبر کیونکر بن گیا۔

اب میں سب مسلمانوں اور مولانا محمد علی سے پانچ سوال کرتا ہوں۔ ہر شخص خدا کو حاضر ناظر سمجھکر اچھی طرح غور کرکے ان پانچ سوالوں کا جواب دے

مولانا محمد علی سے
اور ہر مسلمان سے
پانچ سوال

(۱) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جاسوسی کی حیثیت میں اطلاع دی تھی۔

(۲) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میرے کسی خط سے حضور نظام کو کچھ نقصان پہنچا۔

(۳) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں حکومت کے لئے جاسوسی کے فرائض ادا کر رہا ہوں۔

(۴) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ اس وقت جو تکالیف حضور نظام کو پیش آ رہی ہیں وہ میرے اس خط کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں۔

(۵) کیا مولانا محمد علی یا کوئی اور شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ مولانا محمد علی نے میرے خلاف جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہے وہ سب اس خط کے دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ انتقام ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر مولانا محمد علی مسلمان ہیں تو ان کا ایمان اور ان کا دل اور ان کا ضمیر لرز جائیگا اور وہ ایک بات کا اقرار بھی حلف سے نہ کر سکیں گے۔

اور کوئی مسلمان بھی جو مجھ سے مولانا کی طرح واقف ہے یہ حلف نہ اٹھا سکیگا

خط پر ایک نظر

اب ذرا اس خط پر غور کیجئے جس کو حسن نظامی کے شکار کی ٹٹی بنایا گیا ہے۔ ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ وہ خط ۱۴ اگست ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا ہے یعنی اس خط کو لکھے ہوئے پورے آٹھ سال گزر گئے۔ مگر آٹھ برس تک حضرت مولانا محمد علی اور ان کے قوت بازو مہذب ڈاکو صاحب نے اس خط کی جاسوسی اور مخبری پر توجہ نہ فرمائی اور ان دونوں کو حضور نظام کے نقصان کا فکر نہ ہوا۔ مگر آج ۱۹۱۹ء میں یکایک کیا اسباب پیش آئے کہ حضرت اقدس مولانا محمد علی اور مہذب ڈاکو صاحب کو دفعتاً اس خط میں زہر نظر آنے لگا۔ اگر آپ خط کو سامنے رکھکر ایک ایک فقرہ پر غور کرینگے تو مولانا محمد علی کے ہر الزام کی قلعی کھل جائیگی۔ خط کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو

اس فقرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسن نظامی نے کسی سوال کا جواب دیا ہے۔ یعنی مکتوب الیہ حسن نظامی سے بذریعہ خط دریافت کرتا ہے کہ

ظفر علی خاں حیدر آباد سے علیحدہ کر دیئے گئے معلوم نہیں اس کی کیا وجہ ہوئی؟ شاید گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہے۔

تو اس کے جواب میں حسن نظامی نے لکھا ہے "کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو" یعنی گورنمنٹ انگریزی نے حضور نظام کو لکھا ہو کہ ظفر علی خاں کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دو۔

میرے اس خط کے فقرہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور دونوں سے مولانا محمد علی کے بہتان کی صاف تردید ہوتی ہے۔

ایک تو یہ کہ خط ظفر علی خاں کی نسبت تھا حضور نظام کی نسبت نہ تھا اور دوسرے یہ کہ یہ خط میں نے مہذب ڈاکو کے جواب میں لکھا تھا کیونکہ میرا فقرہ "کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو" صاف ظاہر کر رہا ہے کہ میں سائل کے سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ فقرہ ہے

"میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی سے مفصل حالات بیان کر دیئے تھے اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی باضابطہ اطلاع دیدی تھی۔

اس فقرہ سے بھی ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور نظام کو اس پان اسلامزم کے سبق دیئے جانے کے متعلق مفصل حالات کسی شخص نے لکھے تھے جس کو اب جواب دیا جا رہا ہے۔

باضابطہ کا لفظ

مولانا محمد علی نے زیادہ زور "باضابطہ" کے لفظ پر دیا ہے یعنی چونکہ حسن نظامی سرکاری مخبر تھا اس لئے اس نے اپنی نوکری کا اصطلاحی لفظ "باضابطہ" استعمال کیا ہے۔

مولانا محمد علی کا یہ مغالطہ ممکن ہے ان لوگوں پر اثر کرے جو خط کے تمام حالات پر غور نہ کر سکتے ہوں۔ مگر معقولیت سے سوچنے والے انصاف پسند سمجھ لیں گے کہ یہ لفظ میں نے اپنی جاسوسی یا مخبری کی حیثیت ظاہر کرنے کے لئے نہیں لکھا تھا کیونکہ مخبری یا جاسوسی کی حیثیت ایسی چیز نہیں ہے جس کا اظہار کسی شخص کے لئے بھی فخر کا باعث ہو۔ میرا مقصد صرف اس قدر تھا کہ میں نے چیف کمشنر دہلی سے جو کچھ کہا ہے وہ محض ایک سرسری اور تفریحی گفتگو کے طور پر نہیں کہا ہے بلکہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ اسے پوری اہمیت دیکر بیان کیا ہے تاکہ اس پر حکومت کی جانب سے مناسب کارروائی کا عملدرآمد یقینی ہو جائے اور یہ لفظ محض مکتوب الیہ کو یقین دلانے کے لئے لکھا گیا تھا۔ میری کتابوں اور اخباری مضامین کی عبارتوں میں ہمیشہ تاکیدی موقعوں پر باقاعدہ اور باضابطہ کے الفاظ میری قلم سے نکلا کرتے ہیں تو کیا میرے تمام مضامین اور میری سب کتابوں کی عبارتوں میں جہاں جہاں باضابطہ کا لفظ آیا ہے مولانا محمد علی اس کے جاسوسی ہی کے معنے لینگے۔ چونکہ مولانا ظفر علی خاں صاحب پنجاب کے باشندے تھے اور دہلی کے چیف کمشنر کا پنجاب کے صوبہ میں کچھ دخل نہ تھا اس لئے جب تک چیف کمشنر دہلی پنجاب گورنمنٹ کو باضابطہ اطلاع اس معاملہ کی نہ دیتے کوئی عملی اثر نہ ہوتا پس چیف کمشنر دہلی کی نسبت میرا باضابطہ لفظ کا استعمال ایک معمولی طرز تحریر ہے اور اس پر اعتراض یا شبہ کرنا اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کے دل میں چور ہو۔

مولانا محمد علی صاحب اس باضابطہ کے لفظ کو سمجھ گئے تھے کہ اس کا مفہوم اور خط کا سلسلہ عبارت وہ نہیں ہے جو مولانا محمد علی لکھ رہے ہیں مگر ان کو بہتان لگانا تھا اور بہتان کو خوب رنگین اور خوفناک بنانا تھا اگر خدانخواستہ وہ اپنی خواہش کے موافق ہندوستان کے راجہ بنجاتے تو شاید ایسے ہی انصاف بھی کرتے۔

خط چاک کر دو

اب خط کے آخری حصہ کی بحث باقی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:—

"یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ یعنی میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے اور کسی کو نہ ہو۔"

اس فقرہ پر مولانا محمد علی نے اتنی نعلیں بجائی ہیں کہ ان کے بازو اب تک دکھ رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی سب قوتیں اس فقرہ سے بدگمانی پھیلانے کے لئے خرچ کر دیں۔

میرا جواب سنئے آپ کو خود معلوم ہوجائے گا کہ مولانا محمد علی کا تمام غل و شور محض بناوٹی تھا ورنہ اگر وہ غور کرتے کہ یہ خط کس زمانہ میں لکھا گیا تھا اور اس زمانہ میں ہندوستان کی کیا حالت تھی اور حضور نظام اور مسٹر علی امام

کے خلاف اخبارات کس قدر سخت اور مخالفانہ مضامین شایع کر رہے تھے تو مولانا خود ہی سمجھ لیتے کہ یہ فقرہ احتیاط کے تقاضہ سے لکھا گیا تھا کہ مکتوب الیہ اگر اپنے احباب سے یا کسی اور شخص سے اس کا ذکر کریگا کہ حسن نظامی نے مولانا ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے علیحدہ کرایا تو تمام ملک میں ظفر علی خاں سے ہمدردی پیدا ہو جائے گی۔

۱۹۱۸ء کی نسبت لوگوں کو یاد ہوگا کہ تمام ہندوستان میں ایک ہل چل مچی ہوئی تھی اور ہندو مسلمانوں کے خیالات و جذبات مشتعل ہو رہے تھے اس وقت کسی شخص کو یہ تمیز نہ تھی کہ اچھا کام کونسا ہے اور برا کام کونسا ہے۔

ایسے وقت میں ہر شخص کو تحریر و تقریر کے وقت پوری احتیاط مدنظر رہتی تھی پس میں نے جب مہذب ڈاکو کو یہ لکھا کہ ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے علیحدہ کرانے کے لئے میں نے کوشش کی تھی تو مجھے خیال ہوا کہ مکتوب الیہ بے احتیاطی سے کام نہ لیں اور اس خط کو اور اس کی عبارت کو جگہ جگہ کہتے اور دکھاتے نہ پھریں۔

چنانچہ خط کا یہ فقرہ کہ "اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہو" خود ہی منہ سے بول رہا ہے کہ ظفر علی خاں صاحب اور ان کے ہمخیال لوگوں سے اس حال کو مخفی رکھنا تھا۔

مہذب ڈاکو سے تعلق مولانا محمد علی صاحب نے بار بار طعنے دیئے ہیں کہ جب آپ مہذب ڈاکو سے اور اس کی شرارتوں سے واقف تھے تو پھر اتنے تعلقات اس سے کیوں بڑھا لئے؟ اور اس سے اتنی زیادہ خط و کتابت کیوں جاری رکھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے مجھے مہذب ڈاکو صاحب کے خطرناک ہونے کا کوئی علم نہ تھا اور مدت تک مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ اتنے شریر آدمی ہیں۔ ایک عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ مجھے ان کی خصلت اور ان کے پیشہ اور ان کی کارستانیوں کا علم ہوا۔ مجھے علم غیب نہ تھا۔ انسان کو آزمائش اور امتحان کے بعد ہی تجربہ ہوا کرتا ہے۔

پس جب تک مجھے ان کی حالت پوری طرح معلوم نہ ہوئی اور ان کی خصلت میری ذاتی آزمائش میں نہیں آئی میں ان سے خط و کتابت کرتا رہا اور جب مجھے ان کی حالت معلوم ہوگئی تو میں نے ان سے تعلقات قطع کر لئے ظاہر ہے کہ اگر میں ان کی خصلت سے واقف ہوتا تو بجائے انہیں یہ ہدایت کرنے کے کہ خط کو پڑھ کر فوراً چاک کر دیجئے میں انہیں خط ہی نہ بھیجتا۔

دلالی مولانا محمد علی صاحب نے ایک اور خط چھاپا ہے جو بوہروں کے ملا صاحب اور سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کے جھگڑے کے متعلق ہے۔ جس میں سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں نے میرے ذریعہ سے ملا صاحب کے خلاف ایک پمفلٹ مہذب ڈاکو صاحب سے لکھوانے کی خواہش کی تھی اور پانسو روپے اس پمفلٹ کا معاوضہ قرار پایا تھا جو میرے ہاتھوں مہذب ڈاکو صاحب کو کارونیشن ہوٹل دہلی میں پیشگی ادا کر دیا گیا تھا لیکن مہذب ڈاکو صاحب نے کوئی پمفلٹ نہ لکھا اور جس قدر کاغذات پمفلٹ لکھنے کے لئے ان کو دیئے گئے تھے وہ بھی انہوں نے ہضم کئے اور ملا صاحب کے آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیئے اور میرے دیئے ہوئے پانسو روپے بھی چٹ کر گئے اس واقعہ کے بعد سے مجھے مہذب ڈاکو صاحب کی بداخلاقی اور کمینہ خصلتی کا تجربہ ہوا اور اس کے بعد سوائے اس کے کہ چند روز تک میں نے ان کو تقاضے کے خط لکھے اور کوئی تعلق میل جول اور خط و کتابت کا باقی نہیں رہا۔

اب میں مولانا محمد علی کے اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں انہوں نے میرے اس کام کو دلالی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ایسے فحش الفاظ استعمال کئے ہیں کہ حلال خوروں کے شرابخانہ میں کسی کلال نے بھی ایسے الفاظ شراب پئے ہوئے حلال خوروں سے نہ سنے ہوں گے۔ مگر میرا عمل کلام ربانی پر ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراما میں بدتہذیبی کا جواب بدتہذیبی سے نہیں دینا چاہتا اور اس واسطے مولانا محمد علی کی سخت کلامی کو معاف کر کے اصل جواب لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

بوہروں کے موجودہ ملا صاحب نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں سیدنا حضرت سید جعفر شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کو نہایت سخت گالیاں دی گئی تھیں . . . .

اور سید جعفر شیرازی صاحب ایک صوفی بزرگ تھے جن کا احمدآباد گجرات میں مزار ہے اور سید جعفر صاحب نے لاکھوں شیعہ بوہروں کو اپنی تلقین و تبلیغ سے سنت جماعت بنا دیا تھا چنانچہ ان سنی بوہروں سے گجرات کے تمام بڑے بڑے شہر بھرے ہوئے ہیں اور بوہروں کے ملا صاحب نے سید جعفر شیرازی صاحب کو محض اس وجہ سے برا لکھا تھا کہ انہوں نے ملا صاحب کی جماعت کو شکست دیکر سنی بنا دیا تھا۔

لہذا مجھے ملا صاحب کے اس حملہ کا جو ایک صوفی اور سنی بزرگ پر کیا گیا تھا انتقام لینا ضروری ہوا اور میں کھلم کھلا ملا طاہر سیف الدین صاحب کے مقابلہ میں آیا اور میں نے پوری مضبوطی کے ساتھ ہندوستان کے تمام اخبارات و رسائل میں ان کے خلاف مضامین لکھے اور اکثر اخبارات کو سو سو دو دو سو روپے دیکر مضامین لکھوائے اور ان سب مضامین کو ایک کتاب میں جمع کر کے شایع کیا جس کا نام ملا صاحب کے نام کی مناسبت سے "سیف بردین" رکھا گیا تھا اور جس کی پچیس ہزار کاپیاں ہندوستان میں تقسیم کی گئی تھیں

سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکے بھینجے اور بہت سے بوہرے جو ملا صاحب کے خلاف ہیں اس جنگ میں میرے معاون اور مددگار تھے تو پس میں نے دلالی نہیں کی بلکہ اپنا کام سمجھ کر کیا اور وہ کام میرا ہی ذاتی کام نہیں تھا بلکہ تمام سنیوں اور تمام صوفیوں کا کام تھا۔ چونکہ یہ پمفلٹ سر آدم جی پیر بھائی کے لڑکوں کی طرف سے اور ان کے خرچ سے لکھوانا تجویز ہوا تھا اس واسطے میں نے اپنے خطوط میں مہذب ڈاکو صاحب کو تاکید یہ لکھیں کہ "بمبئی سے تقاضے آرہے ہیں"۔

میرے ان خطوط کے بعض فقروں کو مولانا محمد علی صاحب نے موٹے قلم سے شایع کیا ہے جن میں سے ایک فقرہ یہ ہے کہ "میں ہی کچھ کہوں" ان فقروں کو جلی قلم سے لکھکر بہت خوش ہوئے ہوں گے کہ ایک بڑا راز معلوم ہو گیا۔ مگر اب ان کو حقیقت کھل جائے گی کہ یہ کام دلالی کے طور پر نہیں بلکہ

میں اپنا سمجھ کر رہا تھا اور ملا صاحب کا مدمقابل میں خود تھا۔ ان کے مخالف تو محض میرے مددگار تھے۔

اور اگر بالفرض میں خود ان کے مقابلہ میں نہ بھی ہوتا تب بھی کسی دوست کا کام کرنا دلالی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی شخص بمبئی میں رہتا ہو اور دہلی میں اس کا کوئی واقف کار نہ ہو اور وہ مولانا محمد علی کو لکھے کہ فلاں کتاب چھپوا کر مجھے بھیج دیجئے اور مولانا محمد علی اس کو چھپوا دیں۔ یا اس کے لئے کوشش کریں تو اس کو دلالی کہا جائے گا یا نہیں؟ میرا خیال تو یہ ہے کہ کوئی احمق ہی آدمی اس کو دلالی کہیگا

میں پوچھتا ہوں کہ جب مہاراجہ نابھ نے مولانا محمد علی کو لکھا کہ میرا فلاں کام انگریزوں کے پاس جا کر کر دیجئے اور محمد علی باوجود اس کے کہ انگریزوں کی صورت دیکھنی حرام سمجھتے تھے۔ دوڑے ہوئے وائسرائے کے سکرٹریوں کے پاس گئے اور اپنے عقیدہ کے حرام و حلال کو گھر کے طاق میں رکھ گئے۔ کیونکہ مہاراجہ نابھ سے اپنی اس مفلسی کے زمانہ میں کچھ حاصل ہونے کی توقع تھی۔ تو کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ نابھ کی دلالی کی تھی اگرچہ اسے دلالی کہا جا سکتا ہے۔ مگر میں تو اسے بھی دلالی نہیں کہتا کہ ایک حاجتمند کا کام کر کے کچھ روپیہ پیدا کر لے۔ اور خود مولانا محمد علی کے بیان کے موافق ۱۹۱۱ء میں جب مہاراجہ بڑودہ نے کنگ جارج کے دربار کے موقع پر کنگ جارج کے حضور میں بے ادبی کی حرکت کی اور انگریزوں کے ہاتھوں مہاراجہ پر آفت آنے کا اندیشہ ہوا تو مہاراجہ کی درخواست پر مولانا محمد علی نے ان کی حمایت میں دھواں دھار کوشش کی اور مولانا محمد علی کے بیان کے موافق جو پانچ ہزار روپے معاوضہ کے مہاراجہ سے قرار پائے تھے وہ مہاراجہ نے آج تک نہیں دیئے تو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا محمد علی نے مہاراجہ بڑودہ کی دلالی کی تھی؟ مگر نہیں میں اس کو دلالی نہیں مانتا؟ تو پھر میں نے بوہروں کے ملا صاحب کے خلاف اگر بمبئی کے ایک دوست کی خواہش سے کوئی پمفلٹ لکھوانے کی کوشش کی تو یہ دلالی کیونکر ہو سکتی ہے۔

خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا

اس بات کے مزید ثبوت کے لئے کہ میرا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں تھا بلکہ محض مولانا ظفر علی خاں کی نسبت تھا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ میں جانتا تھا کہ جس شخص کو خط لکھ رہا ہوں اس کے سگے بھائی حضور نظام کے ہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں اگر حضور نظام کی مخالفت کا ناقعہ میں ان کو لکھوں گا تو مہذب ڈاکو اپنے عہدہ دار بھائی کے ذریعہ ممکن ہے کہ حضور نظام تک پہنچا دیں، تو پھر بھلا ایسا کونسا عقلمند آدمی ہوگا جو مخبری اور جاسوسی جیسے مخفی کام سے اس شخص کو آگاہ کر دے گا جس کا بھائی حضور نظام کے ہاں اعلیٰ عہدہ دار ہو؟

حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا

اب مجھے یہ بھی لکھنا ہے کہ جب حضور نظام نے کبھی پان اسلامزم کا کوئی عملی کام ہی نہیں کیا تھا تو میں ان کی شکایت انگریزوں سے کس بنا پر کرتا؟

ناظرین یاد کریں کہ میں نے یہ خط مہذب ڈاکو کو اگست ۱۹۱۸ء میں لکھا تھا جس کے بعد حضور نظام کے سب کام پان اسلامزم کے خلاف ہی ہوتے رہے حمایت میں کوئی نہ ہوا۔ مثلاً جب مولانا محمد علی کے خلافتی رفیقوں نے حیدرآباد میں سلطنت اسلام کے خلاف شورش کی تو حضور نظام نے ان سب کو جیل خانہ میں ڈال دیا جس کی وجہ سے مولانا محمد علی کے تمام حمایتی اخباروں نے حضور نظام کو نہایت سخت مغلظات گالیاں دیں مگر میں نے جو بقول مولانا محمد علی کے حضور نظام کا دشمن تھا اس بھڑکتی ہوئی آگ میں نظام کی حمایت کا کام کیا یعنی ایک پمفلٹ اختلاف کے نام سے لکھ کر ہزارہا کی تعداد میں تقسیم کرایا جس میں خلافت والوں کو نصیحت کی گئی تھی کہ وہ حضور نظام کی سلطنت میں خلافت کی شورش نہ پھیلائیں یہ پمفلٹ میرے پاس موجود ہے اور میں اس کی نقل اخبارات میں شایع کرا دوں گا جس سے معلوم ہوگا کہ مہذب ڈاکو صاحب کو جو خط میں نے لکھا تھا اگر وہ حضور نظام کی مخالفت میں ہوتا تو اس خط کے بعد جبکہ مولانا محمد علی کے ساتھیوں نے حضور نظام کی سلطنت میں فساد کرنے کی کوشش کی تھی تو میں نے حضور نظام کی حمایت کی یا فسادیوں کی حمایت کی۔ میرا پمفلٹ پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ میں نے تمام ہندوستان کی بھڑکتی ہوئی آگ میں اپنے آپ کو ڈالا اور حضور نظام کی سلطنت کو مولانا محمد علی کے ساتھیوں سے بچایا اور میرے سوا ایک شخص بھی حضور نظام کی حمایت کے لئے اس نازک زمانہ میں کھڑا نہ ہوا اور اس وقت مولانا محمد علی کے حمایتی اخباروں نے مجھ پر الزام لگائے کہ میں نے حضور نظام سے ۲۰ ہزار روپے لے لئے ہیں حالانکہ خود اعلیٰ حضرت نے ایک دفعہ اپنے دربار میں فرمایا "خواجہ حسن نظامی پر اخباروں کا یہ الزام کہ میں نے ان کو ۲۰ ہزار روپے دیئے محض غلط تھا میں نے ان کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا تھا۔"

رسالہ اختلاف لکھنے کے بعد میں نے مہاتما گاندھی اور حضرت مولانا عبدالباری صاحب سے تحریریں حاصل کیں کہ دیسی ریاستوں میں خلافت کا ایجی ٹیشن مناسب نہیں ہے اور پھر ایک دوسرا رسالہ شایع کیا جس کا نام "مہاتما گاندھی کا فیصلہ" تھا یہ رسالہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ ہر شخص بلا قیمت منگا کر پڑھ سکتا ہے۔

فیصلہ

ان واقعات سے کئی باتیں بطور نتیجہ کے ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پان اسلامزم کے بانیوں یعنی خلافت والوں کو فساد کرنے کے جرم میں جیل خانہ پہنچا دیا اور دوسرے یہ کہ میں حضور نظام کا اس خط کے لکھنے کے بعد بھی مخالف نہ تھا بلکہ حامی اور مددگار رہا اور تیسرے یہ کہ آج جو مولانا محمد علی کسی کی توقع سے حضور نظام کے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں اس وقت میں انہی کی جماعت نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو زیر و زبر کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

خطاب واپس کر دیا

اس ثبوت کے لئے کہ حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام نہیں کیا یہ واقعہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مولانا محمد علی کی پارٹی نے حیدرآباد

میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی تو خلافتی پارٹی کا دیا ہوا خطاب حضور نظام نے واپس کر دیا اور فرمان شائع کیا کہ میرے لئے "آصف جاہ" خطاب اور برٹش گورنمنٹ کا ہز اگزالٹڈ ہائنس خطاب کافی ہے۔ بس اگر حضور نظام پان اسلامزم کے حامی ہوتے تو خلافت والوں کا خطاب واپس نہ کرتے اور انگریزوں کے دیئے ہوئے خطاب کی تعریف کرتے۔ پس ناظرین ہی انصاف کریں کہ جب حضور نظام نے پان اسلامزم کا کوئی کام ہی نہ کیا تھا تو میں انگریزوں سے شکایت ہی کس بات کی کر سکتا تھا۔

آٹھ برس کے بعد

سب سے زیادہ غور کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ اگر میں نے بقول مولانا محمد علی کے ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء کو دہلی کے چیف کمشنر سے "مخبری" کی اور حضور نظام کے خلاف انگریزوں کو بھڑکایا تو انگریزوں نے آٹھ برس تک میری مخبری پر عمل کیوں نہ کیا۔ اور اب ۱۹۲۶ء میں پورے آٹھ برس کے بعد ان کو یاد آیا کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی شکایت کی تھی۔ لہذا اب حضور نظام کی گرفت کرنی چاہیئے۔ اس بات کو مولانا محمد علی جیسے عقل باختہ بزرگ ہی باور کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے حسن نظامی کی مخبری پر آٹھ برس کے بعد عمل کیا اور پورے آٹھ سال حضور نظام سے دوستی قائم رکھے رہے یہاں تک کہ اس آٹھ سال کے زمانہ میں ان کو اعلیٰ درجہ کا خطاب بھی دیدیا۔ گویا میری مخبری ایسی بھاگوان ہے کہ اس کا نتیجہ بجائے نقصان کے یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ایک اعلیٰ خطاب مل جاتا ہے۔

مولانا محمد علی دشمن نظام

آج مولانا محمد علی حضور نظام کے دوست بنتے ہیں اور کل کی بات بھول گئے کہ مراد آباد کے جلسہ جمعیت العلماء میں جب حضرات علماء نے حضور نظام کے مطالبہ واپسی برار کی تائید میں ریزولیوشن پیش کیا تو یہی جناب رستم دوران سہراب زمان ارجن ثانی بھیم استخوانی حضرت مولانا محمد علی مقدس بیابانی حضور نظام کی مخالفت کے لئے ایک شیر غراں کی طرح جلسہ میں کھڑے ہو گئے اور ایسے سخت الفاظ میں حضور نظام کی مخالفت کی کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ مولانا محمد علی بول رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لالہ لاجپت رائے یا سوامی شردھانند یا پنڈت مالوی جی کی تقریر ہو رہی ہے انہوں نے اس تقریر میں بڑے بڑے علماء کو لالچی اور زر پرست اور حضور نظام کے نمک خوار وغیرہ مکروہ الفاظ سے مخاطب کیا جس کے جواب میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ حضرت ارجن مآب بھیم القاب محمد علی کے دانت کھٹے ہو گئے اور آپ کو بھیشم پتامہ کی طرح لوہے کے کانٹوں پر لیٹنا پڑا یعنی حضرت مولانا نے واپسی برار کی جس قدر مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے جتنا عذر حضور نظام کی مخالفت اور مولانا محمد علی کی حمایت میں خرچ کیا وہ سب اکارت گیا اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علماء ہند کی پارٹی نے جناب مولانا محمد علی کو پوری شکست دیدی اور واپسی برار کا ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو گیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج مولانا محمد علی میری مخالفت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کے بیان کے موافق میں نے حضور نظام کی اسلامی سلطنت کو مشکلات میں پھنسایا۔ لیکن ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنے گنہگار ضمیر سے پوچھیں کہ اس نے برار کے ہندو مرہٹوں کو خوش کرنے کے لئے ایک مسلمان بادشاہ کی کس شدومد سے مخالفت کی؟ محض اس لئے کہ مسلمان بادشاہ کو اس کا موروثی ملک برار واپس نہ دیا جائے کیونکہ اس سے مولانا محمد علی کے محبوب و مقصود ہندو بھائیوں کو رنج پہنچے گا۔

لالچ

اس سلسلہ میں ایک بہت پوشیدہ اور بہت رازکی لیکن نہایت مزیدار بات ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرنی چاہتا ہوں جس سے مولانا محمد علی کے "لالچی کیرکٹر" اور "طامع خصلت" کا اندازہ ہو جائے گا۔

اور وہ یہ ہے کہ مراد آباد کے جلسہ کے بعد جب میں حیدرآباد گیا تو ایک روز اعلیٰ حضرت حضور نظام نے افسوس کے لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"محمد علی کو مراد آباد کے جلسہ میں واپسی برار کی مخالفت زیبا نہ تھی"

جب میں حیدرآباد سے واپس آیا تو ایک روز تخلیہ میں مولانا محمد علی سے حضور نظام کے اس شکوہ کا ذکر کیا۔ جس کو سنکر مولانا کی زبان سے بیساختہ یہ فقرے نکلے

> "مجھ سے حضور نظام نے برار کے کام کے لئے کہا ہی کب تھا؟
> وہ دوسروں کو لاکھوں روپے دیکر واپسی برار کا کام کر رہے
> ہیں مجھ سے کام لیتے اور کچھ خرچ کرتے تو ان کو واپسی برار میں
> مایوسی نہ ہوتی اور میں نے مراد آباد میں جو مخالفت کی اس کی
> بھی ایک مصلحت تھی۔ تم اعلیٰ حضرت کو لکھدو کہ وہ واپسی برار
> کے لئے بے نتیجہ لوگوں کو روپیہ نہ دیں بلکہ ایسے لوگوں کو دیں
> جو برار کی واپسی کے لئے کوئی موثر اور مفید کام کر سکیں"

مولانا کے اس ارشاد میں ناظرین خود تلاش کریں گے کہ لالچ اور طمع کہاں کہاں پوشیدہ ہے اور وہ حضور نظام سے واپسی برار کا کام کرنے کے لئے بیتابی کے ساتھ زبان حال سے روپے کے خواہش مند نظر آتے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں مولانا نے برار کے چند خلافتی آدمیوں کے نام بھی بتائے کہ ان کو روپیہ دیکر ان سے کام لیا جائے اور اس کے بعد ایک فقرہ ان کی زبان سے ایسا اندرونی لالچ کے تقاضے میں ایسا نکلا جس کو سنکر مجھے بہت تعجب ہوا اور وہ فقرہ یہ تھا "خدا نے یہ ایک دروازہ میرے لئے کھولا ہے"

یعنی واپسی برار کی کوشش کے سلسلہ میں حضور نظام کی کنگ کوٹھی کا دروازہ مولانا محمد علی کے لئے کھلا تھا تاکہ اعلیحضرت حضور نظام دروازہ پر آئیں اور سائل مولانا کی جھولی میں کچھ ڈال دیں۔

میں نے مولانا محمد علی کی خواہش کے موافق مولانا محمد علی کا جواب اعلیٰ حضرت نظام کو خط کے ذریعہ بھیجدیا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے اس خط کا کچھ جواب نہیں دیا کیونکہ حضور نظام جیسا عاقل و فرزانہ بادشاہ مولانا محمد علی کی عادت کو اور حرکتوں کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ تو اب کیا امید ہے کہ مولانا محمد علی کو اس بناوٹی خیر خواہی کے صلہ میں کوئی نفع ہو سکے گا۔ جس کو وہ آجکل ظاہر کر رہے ہیں۔

پولیٹیکل گرگٹ کا خرچ

مولانا محمد علی صاحب نے مہذب ڈاکو

کا ایک خط چھاپا ہے کہ رسالہ پولیٹیکل گرگٹ کا خرچ حسن نظامی نے نہیں دیا تھا۔ مگر حسن نظامی نے اس کا دعویٰ کب کیا تھا؟ یہ تو مولانا محمد علی کی سمجھ کا پھیر ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ رسالہ پولیٹیکل گرگٹ میں لے چھپوایا اس کا مطلب یہ تھا کہ اپنے اہتمام سے چھپوایا یہ مطلب نہیں تھا کہ اپنے خرچ سے چھپوایا۔

مولانا محمد علی سے درخواست

الزامات اور بہتانوں کا جواب دینے کے بعد اب

مجھے حضرت اقدس امیدوار سلطنت ہند مولانا محمد علی صاحب سے بڑے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ آپ مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائیے اور فرقہ بندی کے اختلافات کا کام چھوڑ دیجئے کہ اس سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہوتی ہے اور اسلام کے دشمنوں کو اسلام پر اور مسلمانوں پر ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔

آج ہندوستان کا کوئی شخص جو کچھ کام کرنا چاہتا ہو آپ کی نکتہ چینی اور نفرت و غصہ کے تیروں سے بچا ہوا نہیں ہے خود اپنی ذات کے علاوہ آپ کو دنیا کے کسی شخص میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ ابوالکلام آپ کو غیر محبوب۔ ظفر علی خاں آپ کے معتوب و مغضوب۔ انصاری آپ سے نالاں اجمل خاں آپ سے خائف و ترساں اور اب ان بڑی بڑی شخصیتوں سے گزر کر آپ نے غریب حسن نظامی کی طرف نگاہ التفات فرمائی ہے۔ کیا کبھی فرصت کے وقت آپ نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ آپ ایک مضبوط عزم کے ساتھ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اُٹھے تھے اور ہندوستان کی دفتری حکومت سے جسے آپ اکثر شیطانی حکومت کہا کرتے تھے آپ نے جنگ کی ٹھانی تھی اسے بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اور آپ شیطانی حکومت کے بجائے رحمانی بندوں سے لڑنے لگے۔ احتیاج اور افلاس اکثر انسانوں کو حواس باختہ کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم آپ کی ذات اس سے بالاتر ہونی چاہئے تھی۔ حسن نظامی جیسے فقیر سے الجھکر آپ ذلت اور افسوس کے سوا اور کیا لیں گے۔ حضور نظام بھی اپنے روپے کا صحیح مصرف خوب جانتے ہیں اس لئے وہاں سے بھی توقعات قائم کرنی بیکار ہونگی۔ اپنے زور قلم پر بھروسہ کرکے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانے کے بجائے اُس ذات باری پر بھروسہ کیجئے کہ جس نے نہایت واضح الفاظ میں اطمینان دلا دیا ہے کہ "و ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا" وہ رزاق حقیقی ہے اور ضرور رزق پہنچائیگا۔

اسلام کی کشتی تباہی کے بھنور میں پھنسی ہوئی چکر کھا رہی ہے اگر ملاح اسی طرح آپس میں دست و گریباں ہوتے رہے اور ان میں اسی طرح جوتیوں میں دال بٹتی رہی تو یہ کشتی اب ڈوبی اب ڈوبی خدا کے لئے مولانا! آنکھیں کھولئے اور دیکھئے کہ اب پانی سر سے گزرا ہی جاتا ہے۔ آپ کی ذات اور آپ کا قلم اب بھی قوم کے کام آسکتا ہے اگر آپ قومی ضرورت پر ذاتی اغراض کو ترجیح خدا کے لئے نہ دیا کریں دشمنوں کے تیغ و تبر تو اس بدنصیب قوم پر چل ہی رہے ہیں کم از کم دوستوں کے ہاتھ تو کلہاڑے نہ چلائیں وما علینا الا البلاغ۔

انجام اس آخری درخواست کے بعد میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ مسلمانوں کی خانہ جنگی میرے عقیدہ میں سخت گناہ ہے اس واسطے میں یہ جواب لکھنے کے بعد پھر اور کچھ نہ لکھوں گا۔ البتہ اگر مولانا محمد علی نے کوئی اور الزام لگایا اور وہ حد سے بڑھ گیا تو پھر میں بھی مجبوراً بادل ناخواستہ ان کا مقابلہ کرکے آخر تک لڑوں گا۔ یہاں تک کہ مولانا محمد علی کی فتنہ انگیزیاں ختم ہو جائیں کہ فتنہ و فساد دور کرنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ والسلام

حسن نظامی ۲۵۔ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء

مولینا محمد علی اور خواجہ حسن نظامی کے بیانات پر ایک نظر

(ایک غیر جانبدار کے قلم سے)

خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک خط اگست سنہ ۱۹۱۸ء میں لکھا تھا اور غالبا خط لکھتے وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ آٹھ سال کے بعد سنہ ۱۹۲۶ء میں سلسلہ ارتقا کے ماتحت وہ اس قدر ترقی کرے گا کہ اس کی حیثیت ایک ہنڈی یا پرامیسری نوٹ کی سی ہو جائیگی اور ایک سے زیادہ اچھی خاصی مقتدر ہستیاں اسے بھنا لینے کی آرزو کرینگی۔ اس خط اور اس کے متعلق اخبار ہمدرد کے آدھے درجن سے زیادہ مقالات افتتاحیہ کے پڑھنے کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام معاملات پر ایک منصفانہ اور بالکل غیر جانبدارانہ نظر ڈالی جائے اس مضمون سے ہمارا مقصد ہرگز ہرگز کسی ایک فریق کی طرفداری کرنا نہیں ہے بلکہ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ اس وقت تک طرفین کے بیانات کی بدولت جس قدر حالات اور واقعات بروئے عام آچکے ہیں ان پر ناقدانہ نگاہ ڈالیں اور اپنی عقل اور اپنے علم کی بساط کے موافق صحیح نتیجے اخذ کر سکیں اس قسم کے تبصرہ کے لئے ضروری ہے کہ خواجہ صاحب کا اصل خط پیش نگاہ ہو اس لئے ہم سب سے پہلے اس کی نقل ذیل میں شایع کئے دیتے ہیں:

۷۸۶ از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی دہلی

۱۲ / اگست سنہ ۱۹۱۸ء

مکرمی سلام علیکم۔

دو خط پہنچے۔ ابھی دو چار دن کی اور مصروفیت ہے۔ اس کے بعد خط لکھنے کی کوشش کروں گا۔ لکھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھ کر مطلع کروں گا۔

کیا عجب ہے گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی سے مفصل حالات بیان کر دیئے تھے اور نظام کو پان اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی باضابطہ اطلاع دیدی تھی۔ اور مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے آگاہ بھی کیا تھا۔ یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ یعنی میرے اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو)

حسن نظامی

خط حضور نظام کی نسبت نہیں تھا

مولانا محمد علی صاحب کو اس خط پر یہ اعتراض ہے کہ خواجہ صاحب نے حکومت ہند کے ایک جاسوس کی خدمت انجام دیکر ریاست حیدر آباد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش کی اطلاع اس خط کے ذریعہ سے مکتوب الیہ کو (جو زید و عمر و بکر کوئی بھی ہو) دی ہے۔ بیک نگاہ مولانا محمد علی کا یہ الزام بہت کچھ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور مولانا کا وکیلوں جیسا طرز تحریر آسانی سے ذہن کو کسی اور طرف منتقل نہیں ہونے دیتا لیکن اگر ہم یہ خیال دل سے نکال دیں کہ مولانا محمد علی نے اس پر کیا اعتراض کیا ہے اور بالکل خالی الذہن ہو کر بطور خود اس کو پڑھیں تو سب سے پہلے تو اس کے انداز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ خط کسی ایسے شخص کو لکھا ہے جسے پہلے سے بھی ان باتوں کے متعلق کچھ علم ہے اور جس سے اس معاملہ کے متعلق پیشتر بھی کچھ خط و کتابت ہو چکی ہے اس لئے ہم بجا طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ خط "مہذب ڈاکو" کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا صحیح اور قابل یقین ہے۔ چونکہ خط سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ مہذب ڈاکو نے اپنے خط میں خواجہ صاحب کو کیا لکھا تھا اس لئے ہم ابھی خواجہ صاحب کے اس بیان پر کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہتے کہ مہذب ڈاکو نے انہیں یہ اطلاع دی تھی کہ مولانا ظفر علی خاں حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق پڑھایا کرتے ہیں۔

حضور نظام کو پین اسلامزم کے سبق ملنے کا ذکر خواجہ صاحب نے جن الفاظ میں کیا ہے وہ یہ ہیں کہ "اور نظام کو پین اسلامزم کے جو سبق دیئے جاتے تھے۔" مولانا محمد علی ان الفاظ سے یہ معنی لینا چاہتے ہیں کہ یہ حضور نظام کی شکایت ہے جو خواجہ صاحب نے کی ہے، لیکن اردو زبان کا محاورہ کسی طرح بھی مولانا کے اعتراض کو بجا نہیں ٹھیراتا ہم اگر اپنے کسی دوست کے لڑکے کو کسی بدمعاش آدمی کے ساتھ دیکھیں اور اپنے دوست سے یہ کہیں کہ "فلاں شخص آپ کے لڑکے کو عیاشی سکھاتا ہے" "آپ کے لڑکے کو آجکل عیاشی کے سبق پڑھائے جا رہے ہیں" تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے دوست سے اس کے لڑکے کی شکایت کر رہے ہیں بلکہ حقیقتاً اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ لڑکے کو بعض بدمعاشوں نے اپنے فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے اور جلد سے جلد اسے اس صحبت سے علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے اگر لڑکے کی شکایت مقصود ہوگی۔ تو اردو میں ہمیشہ اس طرح کہا جائے گا کہ "آپ کا لڑکا عیاشی کے سبق سیکھ رہا ہے"؛ مولانا محمد علی صاحب نے آکسفورڈ میں رہ کر ہندوستانی زبان کو اور مکہ معظمہ جاکر ہندوستانی وضع و لباس کو اگر خیرباد کہدیا ہے تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ہندوستانی عوام بھی اپنی مادری زبان کے محاوروں کو بھول گئے ہیں اگر مولانا اردو زبان کو بھول نہیں گئے ہیں تو ہم مجبور ہو کر یہ نتیجہ نکالینگے کہ انہوں نے قصداً کسی خاص مصلحت کی بنا پر عوام کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے یقیناً یہ کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا محمد علی جو ہمدرد جیسے اخبار کے ایڈیٹر ہیں اردو کے ان سیدھے سادے فقروں کا مطلب نہیں سمجھ سکتے اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا کہ یہ یقین کیا جائے کہ مولانا نے کسی خاص مصلحت اور کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھکر عامۃ المسلمین کو اس ادبی مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا کا وہ مقصد خاص کیا ہے اس کا حال یا تو خود مولانا جانتے ہوں گے یا وہ علیم خبیر اس سے آگاہ ہوگا جو ہر ایک دل کا حال جانتا ہے ہمارے سامنے صرف خواجہ صاحب کا خط ہے مولانا محمد علی صاحب کے اعتراضات ہیں اور خواجہ صاحب کا وہ بیان ہے جو انہوں نے مولانا کے جواب میں دیا ہے ہم کوشش کرینگے کہ ان ہی تینوں چیزوں سے اس قسم کا مواد فراہم کریں کہ جس طرح دو اور دو ملانے سے چار ہوتے ہیں اسی طرح ان کے ٹکڑے جوڑنے سے مولانا کے مقصد علی تک ہماری عقل کی رسائی ہو سکے

اگرچہ خط کے الفاظ ہی سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ حضور نظام کے خلاف نہیں ہے بلکہ پین اسلامزم کے سبق دینے والوں کے خلاف ہے لیکن ہم صرف اس ثبوت کو کافی خیال کر کے مزید تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اگر یہ خط مولانا محمد علی کے خیال کے مطابق حضور نظام کے خلاف ہے تو ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ خواجہ صاحب نے ایک اسلامی ریاست کے خلاف ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا ہے ظاہر ہے کہ ان کے ایسا کرنے کے صرف دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ وہ حضور نظام سے کسی بات کا انتقام لینا چاہتے تھے یا یہ کہ جیسا مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ حکومت ہند کے جاسوس تھے۔

چونکہ ۱۹۱۹ء تک کہ جب یہ خط لکھا گیا ہے خواجہ صاحب کے ریاست حیدر آباد کے ساتھ کسی قسم کے بھی اچھے یا برے تعلقات قائم نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے یہ خیال تو بالکل ہی لغو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قسم کا انتقام لینے کے لئے انہوں نے ایسا کیا، دوسری بات یعنی یہ کہ وہ سرکاری جاسوس تھے ضرور اس قابل ہے کہ اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے۔

جاسوسی ثابت نہیں ہوتی

تحریک ترک موالات کے عروج کے زمانہ میں دیکھا ہی ہے اور عقل بھی اسی بات کو چاہتی ہے کہ حکومت کو جس شخص کی نگرانی مقصود ہوتی ہے اسی کے لئے جاسوس اسی کے سر پر مسلط کئے جاتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوا کرتا کہ کشمیر کے کسی باشندے کی جاسوسی پر سر ابراہیم رحمت اللہ کو مقرر کر دیا جائے جو بمبئی میں رہتے ہیں اور کشمیر سے سینکڑوں کوس دور ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب کو تو اس کا

ذاتی تجربہ ہو چکا ہے اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کی نگرانی پر کوئی بیرونی آدمی نہیں مقرر کیا گیا۔ بلکہ وہی لوگ متعین کیے گئے جو اسی شہر میں رہتے تھے جہاں مولانا کا قیام تھا نظام حیدر آباد کی جاسوسی پر خواجہ حسن نظامی کے تقرر کا جبکہ خواجہ صاحب کو حیدر آباد سے صرف اسی قدر واسطہ تھا کہ جتنا ہر اسکول کے لڑکے کو جغرافیہ میں حیدر آباد کا نام پڑھ لینے کے بعد ہوتا ہے صرف انہیں لوگوں کو یقین آسکتا ہے جو مولانا محمد علی کی طرح "عالی دماغ" ہوں عوام اس انمل بے جوڑ کے جوڑ ملانے سے بالکل قاصر ہیں اور حکومت ہند تو ہرگز ہرگز اس قدر بے وقوف نہیں ہے کہ خواجہ صاحب کی روشن ضمیری اور کشف کرامات پر اعتماد کر کے انہیں دہلی میں بیٹھے بیٹھے حیدر آباد کی جاسوسی پر مقرر کر دے۔

اس کے علاوہ حکومت کے جاسوس اور خفیہ خبر رسانی کے محکمہ کے افسر بھی جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس قدر بے احتیاط اور بے پروا نہیں ہوا کرتے کہ جاسوسی کر چکنے کے بعد اپنے اس کارنامے کا تفصیلی ذکر فخر کے لہجہ میں اپنے دوستوں سے کیا کریں اسے تو مولانا محمد علی بھی مان لیں گے کہ حکومت کا خفیہ محکمہ بہت ہی منظم ہے اور جو لوگ ان خدمات پر مامور ہیں وہ کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کیا کرتے کہ ہم نے فلاں شخص کے خلاف رپورٹ کی ہے چہ جائیکہ اپنے اس قصور کو تحریر میں لانا اور حوالہ ڈاک کر دینا جس میں انہیں بہر وقت سزایاب ہو جانے کا اندیشہ ہو کیا کوئی شخص جسے خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی ہے اس بات پر یقین کر سکتا ہے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے کارناموں کی تفصیلی اطلاع اپنے دوستوں کو خط کے ذریعہ سے دینا گوارا کر لیگا؟ اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولانا محمد علی جیسے عقلمند شخص پر یہ بدگمانی کریں کہ وہ اتنی ذرا سی بات نہ سمجھ سکے یا پھر اپنے اسی خیال کو اور مضبوط کر لیں کہ انہوں نے کسی خاص غرض سے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔

لفافہ کی بھول

اس سلسلہ میں مولانا کے جدت پسند اور مضمون آفریں دماغ نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب بات اور پیدا کی ہے کہ جس پر ہم جیسے بیوقوفوں کو بھی ہنسی آئے بغیر نہیں رہتی مولانا کے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ لوگ اس بات کو کسی طرح یقین نہ کریں گے کہ حکومت کا ایک جاسوس اپنے جاسوسی کے کارناموں کی اطلاع اپنے دوست کو کر رہا ہے اس لئے انہوں نے یہ نرالی منطق چھانٹی کہ دراصل یہ خط مہذب ڈاکو کو نہیں لکھا گیا تھا بلکہ کسی دوسرے شخص کو لکھا گیا تھا مگر محض ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے خواجہ صاحب نے اسے اس لفافہ میں بند کر دیا جو مہذب ڈاکو کے نام کا تھا اور اس طرح بالکل اتفاقیہ طور پر یہ خط مہذب ڈاکو کے ہاتھ آگیا۔ یہ باتیں مولانا ۱۹۲۶ء میں بیان فرما رہے ہیں یا ۱۸۲۶ء میں کہ جب گاؤں کے بوجھ بجھکر صاحب کی اس عقلمندی پر تمام گاؤں حیرت زدہ رہجایا کرتا تھا کہ ہاتھی کے پیروں کے نشانات کو دیکھکر وہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

بوجھ بجھکڑ بوجھئے اور نہ بوجھے کوئے
پیر میں چکی باندھ کے ہرن نہ کودا ہوئے

کیا آج بھی جبکہ انسانی عقل اس قدر ترقی پا چکی ہے مولانا محمد علی یہ امید کر رہے ہیں کہ ان کی اس عجیب و غریب "سوجھ بوجھ" پر تمام ہندوستان حیرت زدہ رہجائیگا؟

اگر مولانا محمد علی صاحب باایں ہمہ افکار و پریشانی کبھی ایک دفعہ بھی یہ "اتفاقی غلطی" نہ ہوئی کہ وہ "اخوان الشیاطین" کے ساتھ مجددیوں کے بجائے اپنا اور اپنے رفقاء کار کا نام لکھ جاتے یا "مقدس ڈاکو" اور "دلالی پیشہ" جیسے مہذب اور "غیر عامیانہ" الفاظ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی کے نام کے بجائے مولانا شوکت علی یا مولانا عبد الباری مرحوم کا نام تحریر کر جاتے تو حکومت کے جاسوسوں سے وہ کس طرح امید کرتے ہیں کہ ایسی خوشگوار اور منفعت بخش غلطی کے مرتکب ہوں گے۔ حکومت کے جاسوس تو مولانا محمد علی سے بہت زیادہ محتاط اور دور اندیش ہوا کرتے ہیں۔

خط کے اس طرح بدل جانے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی تھی تو صرف یہی کہ مہذب ڈاکو کے قبضہ میں عمرو عیار کی زنبیل ہوتی اور وہ اس پر ہاتھ رکھکر اور آنکھیں بند کر کے کہتے کہ یا بابا آدم اس میں سے خواجہ حسن نظامی کا وہ خط نکال دو جو انہوں نے نظام حیدر آباد کے خلاف فلاں شخص کو لکھا ہے لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے خواجہ عمرو کے باباے عیاری مہذب ڈاکو صاحب کو ہرگز ورثہ میں نہیں ملے ہیں

اگر تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی فرض کر لیا جائے کہ خواجہ صاحب سے لفافوں میں خط ڈالتے وقت ایسی ہی غلطی ہو گئی تھی تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ خط درحقیقت کس کے نام کا تھا کسی دوست کے نام تو ہو ہی نہیں سکتا۔ مجبوراً یہی کہنا پڑیگا کہ محکمہ کے کسی افسر کے نام تھا۔ اگر ایسا تھا تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ خواجہ صاحب نے خط کے آخر میں یہ تاکید کیوں لکھی کہ اس خط کو چاک کر دیا جائے کیا باضابطہ رپورٹوں کی باضابطہ اطلاعیں حکومت کے دفتروں میں چاک کر دی جایا کرتی ہیں؟ اتنا تو مولانا کو بھی معلوم ہوگا کہ سرکاری دفاتر میں ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بظاہر بے حقیقت و غیر اہم تحریر بھی بڑی احتیاط کے ساتھ فائلوں کے اندر رکھی جاتی ہے اور سرکاری دفتروں کی الماریاں بالخصوص خفیہ محکمہ کی الماریاں اس قدر غیر محفوظ بھی نہیں ہوا کرتیں کہ جہاں سے تحریرات کے گم ہو جانے یا مخدوش ہاتھوں میں پہنچ جانے کا اندیشہ ہو۔

لفظ باضابطہ

مولانا نے خواجہ صاحب کے لفظ "باضابطہ" پر سب سے زیادہ زور قلم صرف کیا ہے اور صرف اس ایک لفظ کی مدد سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ باضابطہ کا مطلب یہ ہے کہ "محکمہ کے قوانین کے مطابق" اور اگر کسی اور بات سے یہ ثابت ہو سکتا کہ خواجہ صاحب نے درحقیقت حضور نظام کے خلاف جاسوسی کی تھی یا اس قسم کا شک و شبہ بھی پیدا ہو سکتا تو یقیناً اس لفظ کے یہی معنے لئے جاتے اور دیگر شبہات کی موافقت میں یہ ایک زبردست ثبوت ہو سکتا تھا۔ مگر بدقسمتی یا خوش قسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ خط کے متعلق مولانا کے تمام شبہات و اعتراضات بالکل بے بنیاد اور باد ہوا ثابت ہو چکے ہیں اس لئے دنیا کا کوئی قانون اور کسی ذی ہوش انسان کی عقل صرف اس ایک لفظ کی بنا پر خواجہ صاحب کو ملزم نہیں قرار دے سکتی ایسی صورت میں ہمارے لئے بھی چارہ کار باقی رہجا

ہے کہ خواجہ صاحب اپنے بیان پر اعتبار کرلیں کہ قلم برداشتہ لکھتے وقت وہ
اس لفظ کو "سنجیدہ" یا "قابل لحاظ" کے معنوں میں استعمال کر گئے ہیں۔ مولانا
محمد علی تو خواجہ صاحب کو اتنی بڑی بد احتیاطی کا اہل سمجھتے ہیں کہ باوجود خفیہ محکمہ
سے تعلق رکھنے کے انہوں نے کسی کے نام کا خط کسی کے لفافہ میں ڈالدیا تو پھر تحریر کی
اتنی ذراسی بے احتیاطی کیوں ان سے مستبعد خیال کی جائے۔

مولوی ظفر علی خاں کا معاملہ

ان تمام باتوں کو سمجھ لینے کے بعد ہر منصف مزاج شخص کے نزدیک خواجہ صاحب پر
صرف یہ دو الزام رہجاتے ہیں کہ انہوں نے مولانا ظفر علی خاں ہی کے خلاف ایسی
کارروائی کیوں کی اور پین اسلامزم کی تحریک کو جو کہ حقیقتاً ایک نہایت عمدہ
تحریک ہے برا کیوں ظاہر کیا۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خلاف کوئی کارروائی
اسی وقت کیا کرتا ہے کہ جبکہ اسے اس دوسرے شخص سے کوئی صدمہ یا رنج پہنچا ہو بے
وجہ اور بلا کسی سبب کے کوئی کسی کا گلا کاٹنے پر آمادہ نہیں ہوا کرتا جب یہ تسلیم کرلیا گیا کہ
خواجہ صاحب کا یہ خط حضور نظام کے خلاف نہیں بلکہ مولانا ظفر علی خاں کے خلاف تھا
تو ہمیں صرف یہ معلوم کرنا باقی رہجاتا ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا اور خواجہ صاحب نے ایک
مسلمان کے خلاف ایسی حرکت کہ جس سے اسے نقصان پہنچے کیوں کی خواجہ صاحب نے
خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کی صوفیوں کے خلاف جدوجہد
خواجہ صاحب کے لئے سخت تکلیف دہ چیز تھی اور اس موقع پر جہاں ان کے دل میں
یہ خیال تھا کہ ایک اسلامی سلطنت کو حکومت کی نگاہوں میں مشتبہ بلکہ معتوب و مغضوب
ہونے سے بچایا جائے وہاں بہ مقتضائے بشریت ظفر علی خاں صاحب کے خلاف
جذبہ انتقام بھی کام کر رہا تھا اور اس طرح ایک پنتھ دو کاج کے اصول پر عمل پیرا
ہو کر خواجہ صاحب نے چیف کمشنر دہلی سے اپنی "باضابطہ" یا بے ضابطہ رپورٹ کی
تھی یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے مہذب ڈاکو سے حاصل کرکے اس خط کی اشاعت سے
مولانا محمد علی کے دل میں یہ دو امیدیں ہوں کہ ایک طرف تو خواجہ حسن نظامی کا قوم میں
بڑھتا ہوا وقار و اقتدار گھٹ جائے گا۔ اور دوسری طرف ہمدرد کی گھٹتی ہوئی
اشاعت چراغ سحری کے آخری سانسوں کی طرح پھر ایک دفعہ کسی قدر چمک اٹھے
گی یہ نہ کوئی عجیب بات ہے نہ قابل اعتبار اور بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ
اسے تسلیم کرلیا جائے جبکہ اس کے خلاف کوئی شہادت ہمارے پیش نگاہ نہیں
ہے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب کو صرف ظفر علی خان صاحب کو مالی نقصان
پہنچانا اور حضور نظام کو ان کے پھندے سے چھڑانا مقصود تھا تو انہوں نے چیف
کمشنر دہلی سے کچھ کہنے کے بجائے خود نظام حیدر آباد ہی کو یہ حالات لکھکر کیوں نہ بھیجدیے
اور انہی سے کیوں نہ یہ درخواست کی کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کو ریاست سے نکال
دیں لیکن یہ پوچھنے والوں کو یہ پوچھنے سے پہلے اس بات پر بھی غور کرلینا چاہیئے کہ ۱۹۱۸ء
تک خواجہ صاحب کو ملک میں جو شہرت اور مقبولیت حاصل تھی وہ محض ایک اچھے
ادیب اور قابل مصنف کی حیثیت سے تھی مسلمانوں کی اصلاح اور تبلیغ اسلام کی
کوششوں کی وجہ سے جو عزت و عظمت انہیں آج حاصل ہے وہ ۱۹۱۸ء میں نہ تھی
اور اس وقت نظام حیدر آباد پر ان کے لکھنے کا اثر صرف اسی قدر ہوسکتا تھا
کہ جیسے مولانا نیاز فتحپوری یا مولانا راشد الخیری میرے یا خواجہ صاحب کو کچھ
لکھ بھیجیں اگر خواجہ صاحب کے کچھ تعلقات حیدر آباد سے ہوتے تو غالباً وہ
بھی اسی کو پسند کرتے کہ مداخلت غیر کے بغیر کام بنجائے اور لاٹھی ٹوٹے بغیر سانپ
مرجائے مگر جو حالات کہ اس وقت موجود تھے ان میں اور جن جذبات سے وہ
متاثر تھے ان کی ہدایات کے ماتحت وہ یہی کچھ کرسکتے تھے جو انہوں نے کیا۔ اور
اگر مولانا محمد علی صاحب ترک موالات کا عہد نہ کرچکے ہوتے تو ان کو بھی یہی اور صرف
یہی طرز عمل اختیار کرنا پڑتا۔

گواہی کا خط

اس ضمن میں ایک چیز اور بھی ہے جسے مولانا محمد علی صاحب نے بڑی شد و
مد کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی زبانی گفتگو
میں مولانا محمد علی صاحب سے یہ کہا تھا کہ مہذب ڈاکو کا وہ خط جس کے جواب
میں خواجہ صاحب نے یہ خط لکھا ان کے پاس ہے مگر بعد میں وہ اس خط کو
پیدا نہ کرسکے اپنے الزامات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مولانا محمد علی اس
ذراسی بات کو جس قدر چاہیں آسمان پر چڑھا دیں لیکن خود مولانا محمد علی
یا کوئی صاحب بھی آٹھ برس کے پرانے خطوط آسانی سے نکال کر نہیں
دکھا سکتے عام طور پر تو لوگ آئے ہوئے خطوط کو یونہی بے پروائی کے ساتھ
ادھر ادھر ڈال دیا کرتے ہیں لیکن جو لوگ اس سے زیادہ محتاط ہیں وہ بھی صرف اتنا ہی
کیا کرتے ہیں کہ ایک لمبے سے تار میں جس کے ایک سرے پر لکڑی کا لٹو لگا ہوا
ہوتا ہے خطوط کو نتھی کرادیا کرتے ہیں۔ ان تاروں میں آٹھ سال کی مدت تک
ایک خط کا محفوظ رکھا رہنا بالخصوص خواجہ صاحب کے یہاں محفوظ رہنا جن کی
روزانہ ڈاک ایک اچھے خاصے دفتر کی برابر ہوتی ہے بہت دشوار ہے ہمارے
خیال میں اس خط کا مل جانا اس کے نہ ملنے سے زیادہ تعجب انگیز ہونا چاہیئے
اگر خواجہ صاحب کو ۱۹۱۸ء میں یہ خیال ہوتا کہ ۱۹۲۶ء میں مولانا محمد علی
کو یہ خط دکھانا ہوگا تو غالباً وہ اسے بہ احتیاط تمام اپنے کسی صندوقچہ میں بند
کرکے رکھدیتے۔ لیکن اس زمانہ میں خواجہ صاحب کو مہذب ڈاکو سے یہ
توقع نہ تھی کہ وہ ان کے اس خط کو اس ذات حرز جان بنا کر رکھینگے اور آٹھ
برس کے بعد وہ جائداد کے قبالہ کی طرح دست بدست منتقل ہوکر مولانا
محمد علی کے قبضہ میں پہنچ جائے گی۔ اس لئے مہذب ڈاکو کے خط کو کسی
خاص احتیاط کے ساتھ نہ رکھنا بالکل قدرتی اور معمولی بات ہے۔

پین اسلامزم

اب رہی یہ بات کہ خواجہ صاحب نے پین اسلامزم کو کیوں برا کہا اور اس کے
خلاف کیوں کوشش کی اگر درحقیقت خواجہ صاحب نے ایسا کیا ہوتا تو ہم ان
تمام واقعات پر اتنے لمبے چوڑے تبصرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ سمجھتے اور شروع
ہی میں یہ فیصلہ کردیتے کہ خواجہ صاحب قصوروار ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ
خواجہ صاحب کا ایسا کرنا کسی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں بھی ہم دیکھتے
ہیں کہ مولانا محمد علی صاحب نے اپنے زور تحریر سے کام لیکر خواجہ صاحب کے سر ایک
زبردستی کا الزام لگانا چاہا ہے مسلمان شراب کو برا خیال کرتے ہیں اور کبھی
نہیں پیتے اور اگر کسی مسلمان کے متعلق یہ معلوم ہوجائے کہ وہ شراب پیتا ہے
تو اسے بھی برا خیال کرنے لگتے ہیں۔ انگریز شراب کو بہت اچھا سمجھتے ہیں اور
نہایت خوشی خوشی پیتے ہیں اب اگر کوئی انگریز کسی مسلمان کو بدنام کرنے
کی غرض سے اس کی برادری والوں سے یہ کہے کہ فلاں شخص جو تمہارا عزیز ہے

شراب پیا کرتا ہے تو دوسرے انگریز اس انگریز پر ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے کہ اس نے شراب کو برا کہا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس نے مسلمانوں کے اس اعتقاد سے کہ وہ شراب کو برا سمجھتے ہیں فائدہ ضرور اٹھایا مگر خود شراب کو بدنام کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا بالکل یہی صورت یہاں بھی ہے۔ خواجہ صاحب نے انگریزوں کے اس اعتقاد سے کہ پین اسلامزم ایک خطرناک چیز ہے فائدہ ضرور اٹھایا ہو لیکن خود پین اسلامزم کو نہ برا کہا ہو نہ بدنام کیا ہے انھیں معلوم تھا کہ انگریز اس زمانہ میں پین اسلامزم سے بیحد خائف تھے اور انہیں یہ چیز ایک ہوا نظر آتی تھی اسی بنا پر خواجہ صاحب کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر مولانا ظفر علی خاں کا جادو حضور نظام پر چل گیا اور وہ پین اسلامزم کی تحریک سے دلچسپی لینے لگے تو گو یہ تحریک فی نفسہا کیسی ہی عمدہ اور بے ضرر کیوں نہ ہو لیکن انگریز ضرور ریاست کے دشمن ہوجائینگے اور ایک اسلامی سلطنت کو نقصان پہنچ جائیگا انہوں نے انگریزوں کے اس خوف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور ریاست کو نقصان سے بچانے اور ظفر علی خاں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انہوں نے چیف کمشنر سے یہ رپورٹ کی کہ ظفر علی خاں ایک خطرناک آدمی ہیں اور وہ حضور نظام کو اپنی راہ پر لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو حضور نظام ان کے پھندے میں پھنس جائینگے اسلئے مناسب ہوگا کہ ظفر علی خاں کو حیدرآباد سے الگ کرا دیا جائے اب اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ نہ پین اسلامزم کی برائی کی گئی ہے نہ حضور نظام کی بلکہ ایک نہایت خوبصورت طریقہ پر حضور نظام کو آئندہ انگریزوں کی نگاہوں میں حقیر ہونے سے بچا دیا گیا۔ اور مولانا ظفر علی خاں کو بھی تھوڑا سا مالی نقصان پہنچا دیا گیا جو خواجہ صاحب کی دلی تمنا تھی۔

پین اسلامزم کو برا کہنا اور اس کے عیوب بیان کرنا اور چیز ہے اور اگر کوئی شخص اسے برا سمجھتا ہے یا اس سے ڈرتا ہو تو اس کے ان خیالات سے فائدہ اٹھانا دوسری چیز ہے۔ مولانا محمد علی صاحب یا تو خود اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں یا پھر ایک مرتبہ ہمیں اپنے اسی شبہ میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ مولانا محمد علی صاحب کسی خاص مقصد سے عوام میں یہ غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

فیصلہ

یہاں تک تو جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ خواجہ صاحب کے خط اور اس کے متعلقات پر ایک تبصرہ تھا اور اب ہم کافی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ خواجہ صاحب خواہ بقول مولانا محمد علی کے "مقدس ڈاکو" ہوں یا ایک "پیشہ ور بد دلال" لیکن کم از کم اس خط کے متعلق ان پر ان الزامات میں سے ایک بھی عائد نہیں ہوتا جو مولانا محمد علی صاحب نے نہایت دریا دلی اور فیاضی کے ساتھ ان پر لگائے ہیں۔ خواجہ صاحب پر اس معاملہ میں بڑے سے بڑا الزام جو عائد ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ظفر علی خاں صاحب سے اسی طرح انتقام لیا جس طرح معمولی آدمی لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ خواجہ صاحب مافوق الانسان ہستی نہیں ہیں اور قدرتی طور پر ان میں وہ تمام انسانی کمزوریاں کم و بیش موجود ہیں جو مولانا محمد علی میں یا کسی اور انسان میں ہوسکتی ہیں خواجہ صاحب کے دل کو مولانا ظفر علی خاں کی تحریرات سے صدمہ پہنچا تھا اور انہوں نے ان کے دل کو مالی نقصان کا صدمہ پہنچا کر بدلا لے لیا ہے۔

مہذب ڈاکو

خواجہ صاحب پر فرد جرم لگا چکنے کے بعد نامناسب نہ ہوگا اگر ہم لگے ہاتھوں بعض دیگر ہستیوں کے کارنامعل پر بھی ایک غلط انداز سی نگاہ ڈالیں جنہوں نے اس ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ سب سے پہلے جس محترم ہستی پر ہماری نگاہ پڑتی ہے وہ مہذب ڈاکو صاحب ہیں جن سے خوش قسمتی سے ہمیں نیاز حاصل کرنے کا فخر کبھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ آپکے متعلق جو سوال سب سے پہلے ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر آپنے خواجہ صاحب کے اس خط کو آٹھ برس تک کلیجے سے لگا کر کیوں رکھا جس میں مجبوراً یہی کہا جائیگا کہ آپ اس سے خواجہ صاحب کے خلاف کام لینا چاہتے تھے۔ اگر مہذب ڈاکو کی نیت بخیر تھی اور آپ درحقیقت خواجہ صاحب کو ایک مقدس ڈاکو اور ان کے وجود کو قوم کے لئے مضرت رساں خیال کرتے تھے اور اگر درحقیقت آپ کے دل میں قوم کا درد تھا تو خواجہ صاحب کی رسی بقدر آٹھ سال کے دراز کر دینے کے کیا معنی؟ کیوں نہیں آپنے اگست ۱۹۳۰ء کے خط کو ستمبر ۱۹۳۰ء شروع ہونے سے پہلے قوم کے سامنے پیش کیا؟ اور کیوں آپنے خواجہ صاحب کو موقع دیا کہ مزید آٹھ سال تک وہ اپنے تقدس آب ڈاکے قوم پر ڈالتے رہیں؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ بھی ان ڈاکوں کے ماحصل سے مستفید ہوا کرتے تھے اگر ایسا تھا تو آپ کی قومی ہمدردی کی حقیقت تو بخوبی آشکارا ہوگئی اگر ایسا نہ تھا تو دوسرا سبب اس خط کو بہ احتیاط تمام محفوظ رکھنے کا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کسی مناسب موقع کے منتظر تھے اور اس سے معقول مالی فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور جب یہ آرزوئے دیرینہ پوری ہوتی نظر نہ آئی تو آپنے جل کر اس سے یہ کام لینا چاہا جو اب لیا گیا ہے۔ بہرحال اگر پہلی صورت صحیح ہے تب بھی آپ قوم کے مجرم ہیں اور دوسری صورت امر واقعہ ہے تب بھی آپ پر فریب دہی کا الزام عائد ہے۔

اپنے روپے سے حج کرنیوالے

ملک کی دوسری مایہ ناز ہستی جس کا دامن اس سازش میں ملوث نظر آرہا ہے مولانا محمد علی صاحب ہیں جو حال ہی میں "اپنے روپے سے اور بالاعلان اپنے روپے سے" حج بھی کر آئے ہیں حالانکہ دنیا دوسروں کے روپے سے حج کیا کرتی ہے۔ ہمارا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ اس قسم کی سازش میں شریک ہونا مولانا کی شان سے بہت بعید ہے اور ان کی ذات اس قسم کی عامیانہ حرکات سے بہت ہی بالاتر ہے۔ لیکن واقعات سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی "ہمدرد" کے کالموں میں جو "حکمت و موعظت" کے عنوان کے ماتحت کلام پاک کی آیات اور ان کی تشریح سے شروع ہوتے ہیں مسلسل آٹھ روز تک جو جو ناگفتنی الفاظ مولانا کے قلم دشنام رقم سے نکلے ہیں وہ پڑھنے والے کو اس شبہ میں ڈالدیتے ہیں کہ آیا وہ ملک کے بہترین اردو اخبار ہمدرد کا مطالعہ کر رہا ہے یا پنجاب کے کسی سنگٹھنی اخبار کا قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک "نوجینیچر" کے انداز تحریر میں یہ عجیب و غریب تبدیلی کیسے پیدا ہوگئی اور مولانا محمد علی کے پایہ کا صحیفہ نگار اس قسم کی سوقیانہ باتوں پر کس طرح اتر آیا ہمیں خواجہ صاحب کے اس خیال سے ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ مولانا نے اس طرح ریاست حیدرآباد سے کچھ توقعات قائم کی ہیں جہاں تک ہمیں معلوم

حیدرآباد میں بعینہ اس فیاضی کے ساتھ نہیں لٹا کرتا۔ خواجہ صاحب کے بتائے ہوئے اس دوسرے سبب سے کہ مولانا کو خواجہ صاحب کا بڑھتا ہوا وقار ناگوار گذرتا ہو کسی حد تک ہمیں اتفاق ہو مگر ہمیں اس کے ماننے میں بھی تامل ہے کہ صرف اس سبب سے مولانا گالم گلوچ پر اتر آئے۔ بہت کچھ غور و خوض کے بعد ہم نے بھی ایک رائے قائم کی ہے اور رائے قائم کرنے کا ہر شخص کو اختیار حاصل ہوا کرتا ہے۔

مولانا محمد علی صاحب جب سے سفر حج سے واپس تشریف لائے ہیں ایک نہایت اہم قومی کام میں مصروف ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے مولانا ظفر علی خان صاحب کو نیچا دکھایا جائے کیونکہ سنا ہے کہ انہیں اونچا دیکھنے کی بیماری ہو گئی ہے اب ہمارے بطل حریت اور رئیس الاحرار حاجی محمد علی کا مقصد زندگی حکومت ہند سے جنگ یا طلب آزادی نہیں ہے بلکہ اب آپ نے اپنی تمام باقی زندگی مولانا ظفر علی خان کی پگڑی اچھالنے اور انہیں منثور اور منظوم دونوں قسم کی گالیاں دینے کے لئے وقف کر دی ہے ضمناً اس مقصد عظیم کے ساتھ یہ مقصد بھی شامل ہے کہ سلطان ابن سعود کو معہ زن و بچہ حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دیں یا مہاراجہ محمود آباد کے کولہو میں پلوا ڈالیں۔ مولانا کو اپنی انشا پردازی کی قابلیت پر ناز تھا اور بجا ناز تھا آپ سمجھتے ہی نہ تھے بلکہ آپ کو کامل یقین تھا کہ زمیندار اور ظفر علی خان اور مہر اور سالک سب زیادہ سے زیادہ ایک جھرجھری لے کے ہیں ادھر میں نے گردن کی رگیں پھلا کر اپنے غیظ و غضب کی شان دکھائی اور ادھر یہ سب کے سب دم دبا کر بھاگے۔ مگر بدقسمتی سے یہ سب کے سب بھی گرگ ہائے باران دیدہ ثابت ہوئے اور کچھ ایسے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑے کہ مولانا کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا مولانا جس اصول کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر یہ ہم نے ضرور دیکھا اور ہر اس شخص نے دیکھا ہو گا جو زمیندار اور ہمدرد کا مطالعہ کیا کرتا ہے کہ آج تک مولانا سے مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر کی کسی تحریر کا معقول جواب نہ بن پڑا اور ان کی آخری تحریرات سے تو بالکل صاف اور بین طور پر گھبراہٹ اور بدحواسی ظاہر ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے بہترین صحیفہ نگار کے لئے یہ حالت عجز و مجبوری کہ اپنے عجیب و غریب دماغ کی نیم فرسودگی کے باعث وہ اطفال دبستان کے بالمقابل عہدہ برآ نہ ہو سکے بالکل ایسی ہی ہونی چاہیئے تھی اور تھی کہ جیسی رستم کی حالت سہراب کے سامنے۔ دماغ مختل ہو رہا تھا اور تمام جسم پر لرزہ طاری تھا کیونکہ اندیشہ ہو چلا تھا کہ ان پنجابی ڈھنگوں کے ہاتھوں لیڈری اور صحافت کی کشتی عنقریب ڈوبا چاہتی ہے کہ یکایک متلاطم موجوں میں

خواجہ حسن نظامی کا جو نظر آیا اور آپ نے ڈوبنے والوں کی طرح خوب مضبوطی سے خواجہ صاحب کو پکڑ لیا زمیندار کی طرف تو رخ کرنے کی اب ہمت نہ رہی تھی کیونکہ اس طرف ایک چھوڑ تین تین بے نیام شمشیر ہائے آبدار چمکتی نظر آتی تھیں اس لئے عزت و آبرو کے ساتھ زمیندار سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہی مناسب تھا کہ موضوع جنگ بدل دیا جائے اور یہی آپ نے کیا۔ اب یہ امر کہ عین اس وقت کہ جب ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی مہذب ڈاکو صاحب نے خواجہ صاحب کا یہ خط آپ کی خدمت میں نذر کر دیا محض ایک "حسن اتفاق" تھا ہم ہرگز یہ کہنا نہیں چاہتے کہ یہ خط آپ کے پاس پہلے سے موجود تھا اور آپ موقع مناسب کے متلاشی تھے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی جو اپنے روپے سے حج کریں ایسے موقعوں پر ضرور مدد کیا کرتا ہے اس حسن اتفاق سے جسے مولانا نے حیرت انگیز انکشافات کے نام سے موسوم کیا ہے مولانا کو وہی خوشی ہوئی اور ہونی چاہیئے تھی جو کہ ابلیس کو نئی دنیا کے ملنے سے۔ مگر کاش! یہ حسرت دیر پا ہوتی!!

(صاف گو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد علی اور حسن نظامی کا دربار الٰہی میں فیصلہ

مولانا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد ۱۷ نومبر ۱۹۲۶ء سے مجھ حسن نظامی کے خلاف اس بنا پر نہایت سخت مضامین لکھ رہے ہیں کہ حسن نظامی نے آٹھ سال پہلے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے جاسوسی اور مخبری کی اور حضور نظام کی موجودہ مشکلات اسی کی وجہ سے ہیں۔

اس کے بارے میں حسن نظامی نے ۲۷ نومبر کو جواب شائع کیا میں نے حضور نظام کے خلاف کوئی مخبری اور جاسوسی نہیں کی بلکہ حضور نظام کو اور ان کی اسلامی سلطنت کو ایک خطرہ سے بچانے کے لئے چیف کمشنر دہلی سے کہا۔

مگر مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی اخبارات الامان۔ الجمعیۃ۔ مدینہ خلافت وغیرہ وغیرہ حسن نظامی کے جواب کو قبول نہیں کرتے بلکہ حسن نظامی کے بیان کو جھٹلاتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی اور حسن نظامی

مسلمان ہیں لہذا ان سب کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرا لینا چاہیئے جس میں ارشاد ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (ترجمہ مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لائے اور مدعا علیہ پر لازم ہے کہ قسم کھائے) پس چونکہ مولانا محمد علی اور ان کے حمایتی مدعی ہیں تو ان کو گواہ پیش کرنے چاہئیں جن کے سامنے حسن نظامی نے مخبری و جاسوسی کی ہو مگر ان کے پاس میرے خط کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے اور میرے (حسن نظامی کے) اس خط کے وہ معنی نہیں ہیں جو مدعی نے سمجھے یا بیان کئے ہیں لہذا حسب فرمان رسول خدا صلعم اب مجھ مدعا علیہ پر قسم واجب ہے اور اسی پر فیصلہ ہو۔

پس میں حسب ذیل الفاظ میں اس اعلان عام کے ذریعہ قسم کھاتا ہوں

حسن نظامی کی شرعی قسم

میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۸ء کو

کے خط میں جو الفاظ میں نے لکھے ہیں ان کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں نے حضور نظام کے خلاف اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے چیف کمشنر دہلی سے مخبری و جاسوسی کی۔

(۲) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کبھی حضور نظام یا کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف چیف کمشنر دہلی یا وائسرائے یا گورنر یا کسی اور سرکاری افسر سے مخبری و جاسوسی نہیں کی

(۳) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے شروع سے آج تک کبھی کسی قسم کے محکمۂ جاسوسی کا کوئی کام نہیں کیا۔ نہ اس محکمہ سے کبھی میرا کچھ تعلق ہوا نہ اب ہے۔

(۴) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تمام عمر کسی مفید اسلامی تحریک کو کبھی کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے لئے کوئی علانیہ یا خفیہ کام نہیں کیا۔

(۵) میں حسن نظامی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے اوپر کی چاروں قسموں میں کسی قسم کی چالاکی یا الفاظ کی اونچ نیچ یا حیلہ جوئی کی نیت رکھی ہو اور جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی لعنت اس دنیا میں اور آخرت میں مجھ پر نازل ہو۔

مولانا محمد علی سے سوال

اب میں حسن نظامی مولانا محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور ان کے حمایتی اخبارات الامان، الجمعیۃ، خلافت، مدینہ، وغیرہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں نے تو بحیثیت مدعا علیہ قسم کھا لی۔ لیکن اگر آپ نے میری اس قسم کا اعتبار نہ کیا تو پھر میں مدعی ہو جاؤں گا اور آپ سب مدعا علیہ ہوں گے۔ اور میں واقعات کو گواہی میں پیش کروں گا کہ آپ سب نے میری تبلیغی خدمات اور میرے رسوخ کی دشمنی کے سبب یہ الزام مجھ پر لگایا اور آپ سب پر بحیثیت مدعا علیہ ایسی ہی قسم واجب ہوگی جیسی میں نے کھائی اور وہ یہ ہوگی۔

مولنا محمد علی اور اُن کے حمایتیوں کی قسمیں

(۱) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی نے چیف کمشنر دہلی کو وہ اطلاع جس کا ذکر ۱۲۔ اگست ۱۹۲۶ء کے خط میں ہے بحیثیت جاسوسی دی تھی۔

(۲) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ مذکورہ خط حضور نظام کے خلاف تھا۔ اور اس خط سے حضور نظام کو نقصان پہنچا

(۳) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حضور نظام کی موجودہ مشکلات جو اُن کو پیش آ رہی ہیں وہ حسن نظامی کے مذکورہ خط یا حسن نظامی ہی کی کسی اور سازش سے پیش آ رہی ہیں۔

(۴) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ حسن نظامی جاسوسی محکمہ سے تعلق رکھتا تھا یا رکھتا ہے

(۵) میں محمد علی مع مذکورہ حمایتیوں کے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے جو کچھ حسن نظامی کے خلاف اخباروں میں لکھا اور تقریروں میں کہا وہ محض اس خط کو جاسوسی کا خط سمجھ کر یا حسن نظامی کو مخبر و جاسوس خیال کر کے لکھا اور کہا اور میرے اور میرے حمایتیوں کے دل میں پہلے سے حسن نظامی کے خلاف اس کی تبلیغی خدمات اور اس کے رسوخ کے ساتھ کوئی انتقامی جذبہ موجود نہ تھا۔ اور میں نے اور میرے مذکورہ رفیقوں نے آریہ سماج یا کسی اور غیر مسلم قوم یا فرد کی سازش سے یہ الزام نہیں لگایا۔ نہ کسی در پردہ لالچ و توقع کا اس میں دخل ہے۔

اور اگر مجھ محمد علی نے مع مذکورہ حمایتیوں کے اوپر کی پانچوں باتوں میں حسن نظامی پر جھوٹا الزام لگایا ہو اور غیر مسلم سازش یا غیر مسلم اثر یا حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانے یا حسن نظامی کے رسوخ سے حسد کرنے کے سبب حسن نظامی پر مخبری و جاسوسی کا بہتان لگایا ہو تو مجھ محمد علی اڈیٹر ہمدرد اور میرے حمایتیوں اڈیٹران خلافت الامان۔ الجمعیۃ، مدینہ وغیرہ پر اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی لعنت اس دنیا اور آخرت میں نازل ہو۔

اب ہر مسلمان پر فرض ہو گیا

کہ اس حلف نامہ کو خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی سنائے۔ اور ہر مسلمان اخباروں پر فرض ہو گیا کہ اس حلف نامہ کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور ہر مسلمان پر فرض ہو گیا کہ اس اعلان کو پڑھنے اور سنانے کے بعد منظر عام پر چسپاں کر دے۔ اور ہر مسلمان پر فرض ہو گیا کہ اگر مولانا محمد علی کے اخبار ہمدرد اور اخبار خلافت اور اخبار الجمعیۃ اور اخبار مدینہ اور اخبار الامان وغیرہ نے اس حلف نامہ کو شایع نہ کیا تو وہ ان اخبارات سے مطالبہ کرے کہ اس شرعی حلف نامہ کو شایع کیجئے اور حسن نظامی کی حلفیہ صفائی کی طرح آپ سب بھی حلفیہ بیان دیجئے ورنہ سمجھا جائیگا کہ مولانا محمد علی اور آپ سب حسن نظامی کے رسوخ و اقتدار کے حاسد ہیں اور آپ سب حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ سب اسلام کے دشمن اور اسلام کے دشمنوں کے دوست اور خفیہ شریک حال ہیں۔ اور آپ سے قطع تعلق کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حسن نظامی

ساکن درگاہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی

۴ ر دسمبر ۱۹۲۶ء

مسٹر محمد علی کی تبلیغ پر چڑھائی

مکتوب غریب

بنام لیڈران واڈیٹران وجمیع خواص وعوام قوم مسلمین۔

سلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھ غریب حسن نظامی کو اپنی مسلم قوم کی عدالت میں ایک مقدمہ عدل انصاف کے لئے پیش کرنا ہے تاکہ ہر مسلمان اس پر غور کر کے رائے دے سکے اور کثرت رائے پر فیصلہ ہو جائے۔

مسٹر محمد علی ساکن رامپور ایک مسلمان ہیں جنہوں نے علیگڑھ وانگلستان میں تعلیم پائی۔ بڑودہ میں نوکری کی پھر کلکتہ میں ایک انگریزی اخبار کامریڈ جاری کیا جس کی پالیسی ہندوؤں کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت تھی۔ ۱۹۱۱ء کے بعد کامریڈ دہلی میں آیا اور اس کی پالیسی انگریزوں کے خلاف ہو گئی۔ جنگ طرابلس وبلقان میں مسٹر محمد علی کی شہرت ہوئی جنگ یورپ کے شروع میں ان کو گورنمنٹ نے نظر بند کر دیا۔

چند سال کے بعد گاندھی جی کا عروج ہوا اور ان کی سرپرستی کے سبب مسٹر محمد علی تمام مسلم قوم کے لیڈر ہو گئے اور جب گاندھی جی کے اقتدار میں زوال آیا تو مسٹر محمد علی کا اقتدار بھی جاتا رہا اور اب مسٹر محمد علی دہلی میں اخبار ہمدرد کی ایڈیٹری کرتے ہیں

اور یہی مسٹر محمد علی اس مقدمہ میں مدعی ہیں

(۲) حسن نظامی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلی کا باشندہ انگریزی سے ناواقف دیسی زبانوں سے معمولی طور پر واقف سنہ ۱۸۹۶ء سے مضامین نویسی کرتا تھا سنہ ۱۹۰۲ء سے اس کی اردو نویسی مشہور ہوئی سنہ ۱۹۱۲ء میں اس نے مصر وشام وفلسطین وحجاز کا سفر کیا جس کے بعد سے انگریزوں نے اس کی نگرانی شروع کی جو ستمبر سنہ ۱۹۱۷ء تک قائم رہی۔

کانپور کی مسجد کا جھگڑا ہوا تو حسن نظامی کی ایڈیٹری میں میرٹھ سے اخبار توحید نکلتا تھا جو مسجد کی حمایت کے سبب ضبط کر لیا گیا۔

حسن نظامی نے کانگریس وخلافت کی تحریکوں میں حصہ نہیں لیا اور نہ ان کی مخالفت میں شریک ہوا مگر ہندوؤں کی دوستی کا الزام اس وقت بھی اس پر لگایا جاتا تھا۔

پانچ برس ہوئے آریہ سماج نے اشدھی اور ارتداد کا فتنہ جاری کیا۔ اور حسن نظامی نے مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے عملی میدان میں قدم رکھا اور مسلمانوں کی مذہبی معلومات بڑھانے اور مالی حالت درست کرنے اور آریہ حملوں سے ان کو بچانے کے لئے مختلف اقسام کے اردو ہندی گجراتی وغیرہ اشتہارات ہر ہفتہ پابندی سے شایع کرنے شروع کئے اور اقسام اشتہارات کی تعداد کئی سو سے بڑھ گئی اشتہارات کے علاوہ مذکورہ مقصد کے لئے پچاس سے زیادہ پمفلٹ اور کتابیں شایع کیں جن میں بعض کتابیں پانسو صفحات سے بھی زیادہ کی ہیں۔

یہ رسالے اور پمفلٹ اور کتابیں ہر زبان میں ہزاروں کی تعداد میں کئی کئی بار چھاپی اور تقسیم کی گئیں جس سے لاکھوں مسلمان ارتداد سے بچ گئے۔ ہزاروں نئے مسلمان بن گئے۔ اور ہزاروں مسلمان بیکاری سے نکل کر برسر روزگار ہو گئے۔

اسی سلسلہ میں قرآن مجید کے ہندی ترجمہ وتفسیر کا اہتمام کیا جو اب تیار ہے۔

حسن نظامی نے اس تبلیغی خدمت کے لئے رات دن محنت کی اور اس کا معاوضہ قوم سے نہیں لیا۔ بلکہ علاوہ جسمانی محنت کے اپنی تجارتی آمدنی سے ڈھائی سو روپے ماہوار تبلیغی فنڈ کو دیئے اور مریدوں کی نذریں اور تعویذ گنڈوں کی نیازیں بھی اس فنڈ کو دیتا رہا۔

حسن نظامی کے تبلیغی کام کو مسلمانوں نے پسند کیا اور ہندوؤں نے ناپسند کیا اور ہندوؤں کے ہندی اردو۔ گجراتی بنگالی مرہٹی انگریزی اخبارات نے ایسی سخت مخالفت حسن نظامی کے تبلیغی کام کی کی اور ایسے فحش کارٹون اور دل آزار نظمیں اور توہین آمیز مضامین حسن نظامی کے خلاف شایع کئے کہ آجتک ہندوستان میں کسی مسلمان کی اتنی مخالفت نہیں ہوئی ہوگی اور مالوی جی لالہ لاجپت رائے سوامی شردھانند وغیرہ لیڈروں اور سب ہندو آریہ تقریر کرنے والوں نے کوئی دقیقہ سٹیج کی تقریروں میں حسن نظامی کی مخالفت کا باقی نہ چھوڑا یہاں تک کہ کئی بار حسن نظامی کی جان لینے کی کوشش بھی کی گئی۔

مگر مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے نہ کبھی حسن نظامی کے تبلیغی کام کو کچھ چندہ دیا نہ کسی قسم کی تحریری یا زبانی امداد کی نہ مخالفوں کے حملوں سے کسی طرح بچانے کا ارادہ کیا بلکہ شروع سے آجتک مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی نے حسن نظامی کے تبلیغی کام کو اور اس کی وجہ سے جو رسوخ حسن نظامی کو ہو گیا تھا اس کو مٹانے کی کوششیں کیں لیکن حسن نظامی باوجود مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کی علانیہ مخالفت کے کبھی ان کا مقابل نہیں بنا بلکہ ان علانیہ اور درپردہ مخالفتوں کو ظاہر بھی نہ ہونے دیا اور خانہ جنگی کے اندیشہ سے صبر کرتا رہا۔

اور یہی حسن نظامی مدعا علیہ ہے

مدعی کا دعوی یہ ہے کہ حسن نظامی نے حضور نظام کے خلاف دہلی کے چیف کمشنر سے مخبری کی اور حضور نظام کو موجودہ مشکلات اسی مخبری کی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

مدعی نے اس دعوی کے ثبوت میں میرا ایک خط پیش کیا ہے جو میں نے ہاپوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے ضیاء الحق نامی کو ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء کو لکھا تھا اور جو یہاں درج کیا جاتا ہے

> نقل
>
> از درگاہ شریف حضرت محبوب الہی دہلی
>
> ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء
>
> مکرمی سلام علیکم
>
> دو خط پہنچے۔ ابھی دو چار دن کی اور مصروفیت ہے اس کے بعد خط لکھنے کی کوشش کرونگا لکھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھ کر مطلع کر دوں گا۔
>
> کیا عجب ہے کہ گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی کو مفصل حالات بیان کر دئے تھے اور نظام کو ہاں اسلامزم کے جو سبق دئے جاتے تھے ان کی باضابطہ اطلاع دیدی تھی اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے آگاہ بھی کیا تھا۔ یہ خط بالکل خانگی ہے اس کو چاک کر دیجئے اور اس کی اطلاع کسی کو نہ دیجئے میرے اس کام کی خبر سوا آپ کے کسی کو نہیں دوستی کی

مدعی مسٹر محمد علی نے ۱۷ رنومبر ۱۹۲۶ء سے حسن نظامی کے خلاف اپنے اخبار ہمدرد میں مضامین لکھنے شروع کئے جو آج دسمبر ۱۹۲۶ء کی تیسری تاریخ تک شایع ہو رہے ہیں اور جن میں نفس مقدمہ کے علاوہ بے شمار الزامات نہایت غیر مہذب اور دل آزار الفاظ کے ساتھ حسن نظامی پر لگائے جا رہے ہیں۔

مدعا علیہ حسن نظامی ۲۶-نومبر سے ۱۲ رنومبر تک بمبئی کے سفر میں تھا اور واپس آیا تو اپنی بیوی خواجہ بانو کے نمونیہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے مدعی کے الزام کا جواب جلدی نہ دے سکا اور اس لئے حسن نظامی کا جواب ۲۷ رنومبر کو شایع ہوا اور اس اثنا میں مدعی مسٹر محمد علی نے اپنی پارٹی کے کئی اخبارات سے بھی حسن نظامی کے خلاف اور اپنی حمایت میں مضامین شایع کرائے۔

مدعا علیہ حسن نظامی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حسن نظامی نے حضور نظام کی کوئی مخبری نہیں کی، بلکہ حضور نظام اور ان کی اسلامی سلطنت کو خطرہ سے بچانے کے لئے دہلی کے چیف کمشنر سے یہ خواہش کی کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ پنجاب کے اس شخص کو حضور نظام کے پاس سے علیحدہ کرادیں جس کی نسبت ہاپوڑ کے ضیاء الحق نے مجھے یہ لکھا ہے کہ وہ پنجابی شخص حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق دے رہے ہیں اور جب پنجاب کے وہ صاحب یکایک حیدر آباد سے علیحدہ کر دیئے گئے تو حسن نظامی نے ہاپوڑ کے ضیاء الحق کو ان کے سوال کے جواب میں جبکہ انہوں نے پنجابی صاحب کی ایکا ایکی علیحدگی کی وجہ پوچھی اور یہ سوال کیا کہ کیا گورنمنٹ ان پنجابی شخص کی علیحدگی کی موجب ہوئی۔ تو حسن نظامی نے ۱۲ راگست ۱۹۱۸ء کو جواب لکھا کہ کیا عجب ہے گورنمنٹ نے علیحدہ کرایا ہو کیونکہ میں نے دہلی کے چیف کمشنر صاحب کو اس کی اطلاع دیدی تھی کہ وہ حضور نظام کو پان اسلامزم کے سبق دے رہے ہیں۔

اس جواب دعویٰ کو مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کے اخبارات نے شایع نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالے رکھنے کے لئے نئے نئے الزامات شایع کرنے شروع کر دیئے جس کے لئے مدعی کے مکان میں روزانہ خفیہ جلسے ہوتے ہیں اور وہ سب متفقہ مشورے سے اس بات کی تیاریاں کر رہے ہیں کہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو نیست و نابود کر دیا جائے اور اسی لئے مدعی مسٹر محمد علی کے ہر مضمون میں بار بار اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ حسن نظامی کے تبلیغی کام کو جڑ بنیاد سے مٹا دینگے۔

مدعا علیہ حسن نظامی نے اپنے جواب دعویٰ میں پانچ سوال مدعی اور سب مسلمانوں سے کئے تھے جن کا مدعی نے نہ کچھ جواب دیا نہ ان کو اپنے اخبار میں درج کیا۔ اس واسطے میں آپ سب کے سامنے ان پانچ سوالات کو نقل کرتا ہوں تاکہ آپ مقدمہ کی تمام روداد پر غور کرکے فیصلہ کر سکیں اور ان سوالات کا جواب بھی اپنے ایمان اور ضمیر کو دے سکیں اور اس کے بعد ایک ظاہری فیصلہ اس مقدمہ میں صادر کر دیں۔

وہ سوالات یہ ہیں

(۱) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے چیف کمشنر دہلی کو جاسوسی کی حیثیت میں اطلاع دی تھی (۲) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میرے اس خط سے حضور نظام کو کچھ نقصان پہنچا (۳) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ اس وقت جو تکالیف حضور نظام کو پیش آ رہی ہیں وہ میرے اس خط کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں (۴) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ میں حکومت کے لئے جاسوسی کے فرائض ادا کر رہا ہوں۔

(۵) کیا مولانا محمد علی یا اور کوئی شخص حلف سے کہہ سکتا ہے کہ مولانا محمد علی نے میرے خلاف جن جذبات کا اظہار ہمدرد کے مضامین میں کیا ہے وہ سب اس خط کے دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے اور پہلے سے کوئی جذبہ انتقام ان کے دل میں میرے خلاف موجود نہ تھا۔

مقدمہ کی روداد دیکھنے اور میرے پانچ سوالوں پر غور کرنے کے بعد اگر آپ سب کا ایمان اور ضمیر یہ فیصلہ کرے کہ حسن نظامی واقعی "جاسوسی" اور مخبری کا مجرم ہے تو ایک قومی سزا مدعا علیہ کے لئے تجویز کر دیں اور وہ یہی ہو سکتی ہے کہ آئندہ حسن نظامی کو کسی ملکی اور قومی کام کی اجازت نہ دی جائے۔

جس وقت آپ سب حضرات کی کثرت رائے حسن نظامی کے خلاف فیصلہ کر دیگی تو حسن نظامی چونکہ سوائے تبلیغی کام کے اور کوئی ملکی اور قومی کام نہیں کرتا لہٰذا اس تبلیغی کام سے دست بردار ہو جائیگا جس نے پانچ برس کے عرصہ میں حسن نظامی کو رات دن کی محنت اور رات دن کے خلجان اور رات دن کے سفر کی وجہ سے ادھ موا کر دیا ہے اور جس کی وجہ سے حسن نظامی کو اپنے تجارتی کاروبار کی فرصت نہیں ملتی اور جس کے لئے ڈھائی سو روپے ماہوار جیب سے دینے پڑتے ہیں اور تبلیغی مسافرت میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ بھی اپنی ذات پر اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ حسن نظامی کسی سفر کا خرچ تبلیغی فنڈ سے نہیں لیتا۔

پس جب آپ سب کی کثرت رائے حسن نظامی کے خلاف فیصلہ کر دیگی تو دوسرا فیصلہ آپ سب کو یہ کرنا ہوگا کہ آیا تبلیغی کام قطعاً بند کر دیا جائے یا کسی دوسرے کے حوالہ کر دیا جائے اگر آپ کی کثرت رائے بند کرنے کے حق میں ہوگی تو حسن نظامی بادل ناخواستہ اس کو بھی قبول کر لیگا اور اگر آپ سب کی کثرت رائے تبلیغی کام کے جاری رکھنے کے حق میں ہوگی تو پھر آپ جس شخص کو اس کام کا اہل سمجھیں اس کے کام سپرد کر دیں اور حسن نظامی کو کوئی عذر نہ ہوگا اگر یہ تبلیغی کام مدعی مسٹر محمد علی کے حوالہ کر دیا جائے۔ حسن نظامی یہ فیصلہ صادر ہوتے ہی اپنا تمام تبلیغی سرمایہ اور تبلیغی لٹریچر اور حساب و کتاب بجنسہٖ اس شخص کے حوالہ کر دیگا جس کو قوم کا متفقہ فیصلہ تبلیغی خدمت کے لئے نامزد کرے۔ لیکن اگر آپ سب کی کثرت رائے حسن نظامی کے حق میں فیصلہ کرے تو اس کا بھی فیصلہ ہونا چاہئیے کہ مدعی مسٹر محمد علی کو اس بہتان اور طرز عمل کی سزا دیجائے اور وہ بھی یہی ہوگی کہ آئندہ مسٹر محمد علی کو کسی قومی و ملکی کام کی اجازت نہ دیجائے۔

بس یہی اس خط کا جو حسن نظامی آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہے مقصد ہے اور حسن نظامی کو پورا یقین ہے کہ آپ سب موجودہ حالات اور واقعات اور مقدمہ کی روداد پر اس طرح غور فرمائینگے کہ آپ کے دل و دماغ میں کسی فریق کی رعایت اور مروت اور دوستی اور جوش یا دباؤ کا اثر نہ ہوگا اور جس طرح مسلمان قوم ہمیشہ سے حق پرست اور حق گو ہوتی آئی ہے اسی طرح وہ اس مقدمہ کا بھی فیصلہ صادر کر دے گی اور مسلمانوں کو ایک ایسی خانہ جنگی سے بچا لیگی جس پر تمام حریف اقوام دل کھول کر ہنس رہی ہیں۔

نگر یہ بھی عرض کرتا ہے کہ میرے اس خط کا جواب جلد دینا چاہئیے کیونکہ مجھے انسداد آتش بازی کا ابھی سے کام شروع کرنا تھا جس میں گزشتہ سال بہت بڑی کامیابی ہوئی تھی اور تاجران آتشبازی نے شکایت کی تھی کہ اگر ہم کو قبل از وقت معلوم ہو جاتا تو ہم آتشبازی ولایت سے نہ منگاتے اس واسطے ضرورت ہے کہ ابھی سے انسداد آتشبازی کا کام شروع کیا جائے لیکن جب تک خلافتی اور جمعیتی مقدمہ میں حسن نظامی کو نہ انسداد آتشبازی کی فرصت ملیگی نہ کسی اور تبلیغی خدمت کا وقت ملیگا لہٰذا یہ فیصلہ بہ جلدی ہو تاکہ حسن نظامی اس فیصلہ کے موافق آئندہ طرز زندگی اور طریق عمل اختیار کر سکے۔ راقم حسن نظامی

از درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلی ۳ ر دسمبر ۱۹۲۶ء

اسلام کے دامن کو داغ نہ لگاؤ!

ہماری خطرناک حالت اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔ ہم مسلمان کہلاتے ہیں مگر کافروں سے بدتر ہیں ہم اپنے آپ کو لکھا پڑھا کہتے ہیں مگر ہماری حالت دیکھکر جاہل بھی شرماتے ہیں ہماری معاشرت اور ہمارا تمدن اسلامی قانون کے ماتحت ہے لیکن کافروں کے میل جول اور حکومت کے اثر نے ہماری معاشرت کو کافروں کی معاشرت بنادیا ہے جس کی بدولت ہمارے نامۂ اعمال کی تاریکی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارے لئے اسلامی معاشرت سے بھی عبادت کی طرح واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ ہماری معاشرت کی کمزوریوں کی وجہ سے صدہا گناہ روزانہ ایسے عمل میں آجاتے ہیں جنکی ہمکو خود خبر نہیں ہوتی۔ بعض اوقات اس بے خبری میں ہم ایمان جیسی قیمتی دولت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ ہماری اس تباہی کا سبب یہ نہیں ہے۔ کہ ہم دیدہ و دانستہ گمراہ ہوتے چلے جا رہے ہیں بلکہ ہماری ناواقفیت ہمیں تاریکی کی طرف لیجا رہی ہے موجودہ تعلیم نے ہمیں مذہب سے متنفر کر کے ہمیں اس قابل نہ رکھا کہ ہم عربی فارسی کی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں اور اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو اسلامی معاشرت پر حاوی ہو۔ اس نازک اور ناگفتہ بہ حالت کو دیکھکر ہم نے کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک ضخیم کتاب

اسلامی زندگی

قیمت [illegible] روپیہ

قیمت مجلد دو روپیہ

کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب اسلامی معاشرت کی تمام ضروریات پر حاوی ہے حتیٰ کہ اس میں ان باتوں اور نازک معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن سے اس زمانہ کے علما بھی ناواقف ہیں۔ اس کتاب کی مکمل فہرست مضامین کے لئے ایسے ایسے آٹھ صفحے درکار ہیں مختصر فہرست مضامین پیش کیجاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ آپ ذہن نشین کرلیں۔ فہرست مضامین یہ ہے۔

منیجر خواجہ بک ڈپو۔ چاند بلڈنگ۔ دہلی

آپ اپنی قوتوں سے ناواقِف ہیں

ہر شخص میں قدرت نے ایک زبردست روحانی قوت عطا کی ہے۔ اگر آپ بھی اس قوت سے فائدہ اٹھائیں اور اسے کام میں لائیں اور ابتدائی مراحل کو کسی قدر استقلال سے طے فرمالیں تو آپکے اندر بھی ایک محبوب کو ایک حاکم کو ایک امیر کو بلکہ تمام دنیا کو زیروزبر کر دینے کی طاقت پیدا ہوسکتی ہے۔ اس مقصد کیلئے اُردو زبان میں سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب صرف

عملیاتُ

ہے جسمیں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات جمع کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عاملوں کے زیرعمل رہے ہیں۔ کتاب میں پہلے عمل اور وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے ایسے طریقے بتائے گئے ہیں جو بڑے بڑے عاملوں کو بھی شاید معلوم نہ ہونگے اور پھر ایسے مجرب اعمال و وظائف اور نقوش درج کئے گئے ہیں جنکا سالہا سال کی خدمت و ریاضت کے بعد کسی عامل سے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ محض کتاب کے ابواب نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

پھلا باب - اسمیں عملیات کے متعلق تمام ابتدائی معلومات درج ہے۔
دوسرا باب - اسمائے الٰہی کے اعمال وظائف اسمیں درج ہیں۔
تیسرا باب - اس باب میں محبت پیدا کرنے کے اعمال وظائف درج ہیں۔
چوتھا باب - اس باب میں عداوت اور جدائی پیدا کرنے کے اعمال درج ہیں۔
پانچواں باب - اسمیں کشائش رزق کے لئے اعمال درج ہیں۔
چھٹا باب - اس میں تسخیر خلائق کے اعمال و وظائف درج ہیں۔
ساتواں باب - اسمیں سلاطین اور امراکی تسخیر کے اعمال درج ہیں۔
آٹھواں باب - اسمیں تسخیر حکام اور کامیابی مقدمات و امتحان کے اعمال درج ہیں
نواں باب - اسمیں چوروں کی شناخت اور مال مسروقہ کی بازیافت کے اعمال درج ہیں
دسواں باب - اسمیں مفرور و گمشدہ کی واپسی کے اعمال وظائف درج ہیں۔
گیارھواں باب - اسمیں مایوس مریضوں کے علاج کے عملیات درج کئے گئے ہیں
بارھواں باب - اسمیں حصول اولاد کے متعلق عملیات درج ہیں۔
تیرھواں باب - اسمیں آسیب زدہ کے علاج کے متعلق عملیات درج ہیں۔
چودھواں باب - اسمیں مشکلات و حاجات کے حل کے متعلق عملیات درج ہیں
پندرھواں باب - اسمیں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا فالنامہ درج ہے۔

قیمت تین روپے (سے)

مرنے والوں نے زندوں کو لکھا ہے

کہ دنیا کی تمام آرائشوں کی عقبیٰ کی دلفریبی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے اگر آپ بھی ان چھ مرنے والوں کے منظوم خطوط کو پڑھنا چاہتے ہیں تو

جنّت کے خطوط

پڑھیئے اسمیں عقبیٰ کی دلفریبی اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور مرنے والوں نے نہایت مؤثر انداز میں ماتم کرنے والوں کو اور سوگ منانے والوں کو صبر کی تعلیم دی ہے۔ یہ اپنے انداز کی پہلی لاجواب کتاب ہے۔ جو دلچسپ بھی ہے مفید بھی ہے۔ اور چوٹ کھائے ہوئے دل کا علاج بھی ہے۔

قیمت چھ آنے (۶؍)

ملنے کا پتہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دھلی

کیا واقعی ہمیں مرنا پڑے گا؟

اگر ایسا ہوگا تو ہماری روح اور جسم کا کیا حشر ہوگا۔ ہم کہاں جائیں گے روح کا جسم کے ساتھ کیا تعلق رہے گا جسم کے خاک ہو جانے پر روح کہاں رہے گی ہم کیا دوبارہ اس دنیا میں آسکیں گے۔ دنیا کے حالات ہمارے کانوں تک پہنچ سکیں گے یا نہیں۔ ہم مرنے کے بعد اپنے عزیزوں اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ کو دیکھ سکیں گے یا نہیں۔ اگر یہ معلوم کرنا ہے تو

تصویرِ خیال

ملاحظہ فرمائیے جس میں زندگی کی حقیقت، قیدخانہ دنیا کی اصلیت قیدخانہ سے جدائی۔ زندگی کے بعد موت کی طرف جانا۔ تماشائے اعمال۔ عذاب الٰہی دوزخ پل صراط۔ دوزخی زندگی فردوسی زندگی کے حالات وغیرہ وغیرہ درج ہیں۔

قیمت دس آنے (۱۰؍)

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دھلی

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

مدنی محبوب کا ذکر مبارک ہر مسلمان کے محبت بھرے دل کا سکون اور باعث برکت ہے۔ اگر آپ بھی مدنی پیا کے پیارے حالات پڑھنا چاہتے ہیں اور اپنے دل میں یہ تمنا رکھتے ہیں کہ آسمانی برکتیں آپ کے گھر پر نازل ہو جائیں تو

قیمت رسالت نامہ قیمت ۱ء

پڑھیے اس میں رحمت کی کشتی کے ناخدا کے نہایت معتبر حالات ہیں، یہ اسلامی تاریخ بھی ہے اور سردار دو جہاں کی مکمل سوانح مبارک بھی۔ اس میں سردار دو جہاں کے جنگی کارنامے۔ اخلاقی درس حکمت سے بھری ہوئی باتیں بھی درج ہیں لوگ اسے میلاد شریف میں پڑھتے اور اخلاق و عادات کی اصلاح کے لئے اور ان میں بلند خیالی پیدا کرنے کے واسطے اپنی بیویوں اور بچوں کو پڑھ کر سناتے ہیں زبان نہایت پیاری۔ قیمت ایک روپیہ ۱ء

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

اسلام کی ابتدا۔ عرب کی جہالت، کعبۃ اللہ دنیا کا سب سے بڑا بت خانہ تھا، مدینہ طیبہ میں تین سو بت نصب تھے، رسول عربی کا جلوہ افروز ہونا، رضاعت، مدینہ کا پہلا سفر، شام کا پہلا سفر، نبوت سے پہلے حضور کی عظمت، آفتاب رسالت کا طلوع، دعوت اسلام، اللہ کی راہ میں خون کا پہلا قطرہ، بلاکشان اسلام، اسلام میں پہلی ہجرت، ہجرت حبش حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام۔ رسول عربی کے ساتھ کافروں کا عدم تعاون، وفات ابو طالبؓ سفر طائف، ہجرت، مدینہ میں داخلہ، ہجرت کا پہلا سال۔ یہودیوں کے پیشوائے اعظم کا مسلمان ہونا، اذان کی ابتدا، مواخاۃ۔ یہودیوں سے معاہدہ، ہجرت کا دوسرا سال۔ تحویل قبلہ آغاز جہاد، سریہ عبداللہ، بدر کی لڑائی، حضرت فاطمہ زہراؓ کی شادی، حضرت فاطمہؓ کا جہیز، فرضیت صوم، عید الفطر، ہجرت کا تیسرا سال۔ اُحد کی لڑائی۔ شہدائے اُحد، واقعات متفرقہ ۳ھ، ہجرت کا چوتھا سال۔ سریہ قطن، واقعہ رجیع، واقعات متفرقہ۔ ہجرت کا پانچواں سال۔ حضرت جویریہ کا واقعہ، واقعہ افک، احزاب کی لڑائی، واقعات متفرقہ ۵ھ، ہجرت کا چھٹا سال۔ فرضیت حج، صلح حدیبیہ، بادشاہوں کو دعوت اسلام۔ ہجرت کا ساتواں سال۔ خیبر کی لڑائی، ادائے عمرہ، ہجرت کا آٹھواں سال۔ فتح مکہ، خطبۂ فتح، حنین کی لڑائی، واقعات متفرقہ ۸ھ، ہجرت کا نواں سال۔ تبوک کی لڑائی، واقعات متفرقہ ۹ھ، حجۃ الوداع، وصال نبویؐ،

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ مولانا حافظ قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی، کتاب کی حد کی ابجد مستند ہونے کے لئے مؤلف کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے مزید تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں ولادت سے لیکر وفات تک کے حالات نہایت خوش اسلوبی سے درج فرمائے ہیں اور جا بجا مناسب مواعظ و نصائح بھی بڑھا دیے ہیں۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ۔ منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

انگریزی بھوت مسلمانوں کے سروں پر

اگر دیکھنا ہو تو کالجوں میں جائیے۔ انگریزی مدرسوں کو دیکھئے۔ انگریزی دفتروں کو ملاحظہ کیجئے۔ غرض یہ کہ معمولی سی انگریزی تعلیم کے بعد مسلمانوں کے سر پر انگریزی بھوت ایسا سوار ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں بند کئے تاریکی میں قدم اٹھائے بڑھا چلا جاتا ہے، اور مذہبی تعلیم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے قدم قدم پر ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے ایسے لوگوں کو اگر یہ یقین ہے کہ ایک دن وہ مر کر خدا کے سامنے جائینگے تو صرف اپنی عمر کا ایک دن مذہب پر قربان کر دیں اور چند گھنٹوں میں

قیمت مذہبی معلومات قیمت ۱ء

کو پڑھ کر اسلامی تعلیم کا نچوڑ اپنے دماغ میں محفوظ کر لیں۔ یہ کتاب بڑی بڑی فقہ کی کتابوں کی روح ہے جو صرف انگریزی تعلیم یافتہ حضرات اور عورتوں بچوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اتنی مذہبی معلومات حاصل کر لیتا ہے جتنی عربی مدارس کے طلبا سالہا سال کی ورق گردانی کے بعد حاصل کرتے ہیں۔ بچوں کو انگریزی مدارس میں بعد میں داخل کیجئے پہلے اس کتاب کو پڑھا دیجئے۔ صاحب استطاعت حضرات کو چاہیئے کہ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں یہ کتابیں مفت تقسیم کر کے انکے سر سے جہالت کا بھوت اتاریں۔ قیمت ایک روپیہ عہ

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

- اسلامی عقائد
- اسلام کے معنی
- اسلام کی تعریف
- ایمان کے معنی
- ایمان کی تعریف
- اسلام اور ایمان کا فرق
- کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت
- ذات و صفات الٰہی
- خدا کی توحید
- خدا کا علم
- خدا کے فرشتے
- خدا کی کتابیں
- قرآن مجید
- خدا کے رسول
- قیامت
- قیامت کی نشانیاں
- مرنے کے بعد زندہ ہونا
- تقدیر
- معصیت اور گناہ
- کفر اور شرک
- مرنے کے بعد کیا ہوگا
- دعا
- صدقہ
- معجزہ
- اور کرامتیں
- صحابہ کرام
- اہلبیت اطہار
- مجتہدین
- اولیاء اللہ
- شرعی اصطلاحات
- فرض۔ واجب۔ سنت۔ نفل
- مباح۔ حرام۔ مکروہ تحریمی
- علم شریعت، تفسیر، حدیث
- فقہ۔ اسلامی اعمال
- نماز اور نماز کا مفصل بیان
- روزہ اور اسکے مسائل
- زکوٰۃ اور زکوٰۃ کے مسائل
- حج اور حج کے مسائل
- اسلامی معاشرت کے متعلق مسائل
- تجہیز مسلم
- جانکنی کا وقت
- میت کا غسل
- تیمم کا طریقہ
- میت کا کفن
- مرد کو کفنانے کا طریقہ
- عورت کو کفنانے کا طریقہ
- نماز جنازہ
- دفن

ملنے کا پتہ۔ منیجر خواجہ بک ڈپو۔ دہلی

ایسے لڑکے کی ضرورت ہے جو بیحد نالائق ہو

ایسے لڑکے کو انتخاب کرکے نئے دریافت شدہ اصولوں پر لکھی ہوئی کتاب **اولاد کی تربیت** پڑھائیے انشاءاللہ وہ ایسا لڑکا نجابتکا جسپر قوم نازکریگی، یہ کتاب نوجوانوں کے بدن میں نئی روح پھونکدیتی ہے اسکے پڑھنے کے بعد خیالات میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوجاتا ہے بدمزاج خوش مزاج۔ بدچلن، نیک چلن سست چست۔ کاہل محنتی۔ بددیانت دیانتدار۔ اور بیوقوف عقلمند بنجاتا ہے۔ استاد کو چھڑا دیجئے۔ اتالیق کو موقوف کردیجئے۔ مگر اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھئے۔ اس سے نوجوانوں کے اعلیٰ کیرکٹر میں ایسی پختگی پیدا ہوجاتی ہے جو بڑہاپے تک نہیں جاتی۔ بہت مختصر فہرست مضامین نیچے درج کی جاتی ہے۔ قیمت عہ

دیباچہ
خدا
خدا کی قدرت
خدا کی شکرگزاری
تم دنیا میں کیوں آئے
تم اشرف المخلوقات کیوں ہو
تمہاری زندگی
کیا تم محتاج ہو
دل کا باغ
زریں اصول
ضمیر کی آواز
ضمیر
نیکی اور بدی

عہد پیری
صحت جسمانی
حفظان صحت کے اصول
صفائی
تازہ ہوا
صاف پانی
اچھی غذا
لباس۔ ورزش
علاج و تیمارداری
بخار۔ ہیضہ۔ طاعون
چیچک اور اس کا ٹیکہ
پرہیزگاری کا ارغوانی گلاس
پاکبازی محنت

اپنا کام آپ کرو
سستی
چستی و مستعدی
استقلال۔ ناکامی
تہذیب و شائستگی
سلیقہ اور باقاعدگی
خودنمائی اور خودپرستی
امروز فردا
آنکھوں کے باوجود اندھے
آداب مطالعہ اوقات مطالعہ
غور و خوض۔ توجہ اور استغراق
عزم و ہمت
مضمون کو ذہن نشین کرنا

اپنے اوپر اعتماد۔ بار بار مطالعہ
تحریر۔ عادات
پابندی رسوم، اخلاقی جرأت
راستی۔ تفریح ورزش مکالمہ
کتب بینی تھیٹر۔ رقص سرود
بائسکوپ تاش شطرنج جوا
والدین کے حقوق۔ اطاعت
ادب۔ محبت
بھائی بہن کے حقوق
خاندان کی محبت
استاد کے حقوق
باقاعدہ حاضری باقاعدگی
محنت، نیک چلنی سچی بات

قرض اور اس کے اسباب
عاقبت اندیشی و پیش بینی نہ ہونا
شادی و غم کی تقریبوں میں حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا۔
زیورات
قرض کی برائیاں
روپے کا نقصان
بے عزتی۔ جھوٹ۔ بددیانتی
متعلقین کی تکالیف
قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں
آمدنی سے کم خرچ
آمد و خرچ کا حساب
نقد لین دین

غیر ضروری مصارف
سیونگ بینک
نہیں کہنا سیکھو
بدزبانی، خودغرضی، نیکوکاری
دوست اور ہمنشین
اخوت۔ تعلیم نسواں
سچی اور جھوٹی خیرات
جھوٹی خیرات، سچی خیرات
وطن پرستی

قیمت

ایکروپیہ عہ

آل رسول کی مصیبت پر خون کے آنسو

اگر کاغذ پر دیکھنے ہوں تو **خنجر تسلیم** ملاحظہ کیجئے جسمیں کربلا کے دل ہلادینے والے واقعہ پر ہندوستان کے مختلف انشاپردازوں نے اپنا زور قلم دکھایا ہے۔ ہر مضمون پورے شہادت نامہ کے مقابلہ میں درد و سوز اپنے اندر رکھتا ہے۔ مضامین یہ ہیں۔

شہیدان وفا کا انداز عمل۔ دل پھٹا جاتا ہے سُن سُن کے مصیبت تیری۔ اسوۂ حسنہ سید الشہدا علیہ السلام۔ فلسفہ شہادت سید الشہدا۔ شہادت کی حقیقت۔ نازنیں پھول ہے توکانٹوں کے اندر مت جا۔ لوح مزار سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام۔ لوح مزار حضرت علی اکبر ابن امام حسینؑ۔ لوح مزار حضرت علی اصغر ابن سیدنا امام حسینؑ۔ لوح مزار حضرت بی بی شہربانو۔ لوح مزار حضرت زینب بنت علیؑ۔ سیاں پڑوں میں تورے پیاں۔ لوح مزار شہیدان کربلا۔ کتابہ قبر یزید ابن معاویہ۔ میدان کربلا کی خونی داستان۔ یوم عاشورا۔ خاموش نوحہ خواں۔ لٹ رہا ہے کارواں اہلبیت وغیرہ وغیرہ

قیمت آٹھ آنے (۸؍)

حضرت امیر خسرو کی فارسی غزلیں اردو غزلوں کے لباس میں

اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو **بزم خسروی** منگائیے اسمیں حضرت امیر خسرو کی غزلوں کا ترجمہ اردو غزلوں میں ہندوستان کے مشہور شعراء نے کیا ہے یہ بالکل نایاب اور ایک نئی چیز ہے کتاب میں ایکطرف فارسی غزل ہے اور دوسری طرف سامنے ہی اسکا ترجمہ اردو غزل میں ہے نمونہ ملاحظہ ہو

بوستانہا کاندرو بودیم خوش با دوستاں	کبھی ساتھ دوستوں کے جو چمن میں جانکلنا
آں ہم گلہا تو پنداری سراسر خار بود	مری غمزدہ نگاہوں میں گلوں کا خار ہونا

اے زخیال ما بروں ور تو خیال کے رسد	تو ہے خیال سے بلند پائے تجھے خیال کیا
در صفت تو عقل را لاف کمال کے رسد	تیری صفت بیاں کرے عقل کی یہ مجال کیا

رفت خواہد ناگہاں چند از خیال موئے تو	کام ہے زنجیر کا کب تک خیال زلف یار
سلسلہ بندم بپائے جان بے آرام را	رہ گئے تا چند آخر جان بے آرام کو

نیست چوں بخت از وصالم بہرہ باز خون دل	اسطرح بہلا رہا ہے دل کو ایک محروم وصل
ہر دمے بیچارہ لیسم نام تو با نام خویش	ساتھ تیرے نام کے لکھتا ہوا اپنے نام کو

قیمت ۸؍

ملنے کا پتہ۔ منیجر خواجہ بکڈپو دہلی

ایک روپیہ میں گیارہ

(۱) **بنت الرشید** ایک نوجوان کا سوسائٹی کیوجہ سے عیاشی میں گرفتار ہونا بیوی سے نفرت کرنا کچھ مدت کے بعد ایک مشہور مضمون نگار عورت پر عاشق ہونا، ہزار دقتوں سے اس تک پہنچنا اور آخر کار طالب و مطلوب کا یکجا ہونا۔

(۲) **انجام ہوس** ایک عیاش طبع نوجوان کا اپنے ہمسایہ کی بیوی پر عاشق ہونا اور پھر اسکو قابو میں لانے کیلئے شطرنجی چالیں چلنا باعصمت عورت کا قابو میں نہ آنا۔ آخر کار پولیس کے ذریعہ سے کاربرآری کی کوشش کرنا۔ مگر ہمیشہ ناکام رہنا عیاش طبع نوجوان کا حشر نہایت عبرت انگیز ہے۔

(۳) **کرشمہ تعلیم** ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا دیہاتی لڑکی پر عاشق ہونا اور بمشکل تمام لڑکی کے باپ کا شادی کیلئے رضامند ہونا شادی سے پہلے لڑکی کی تعلیم کا فکر کرنا اور آخر کار لڑکی کا اس قدر ترقی کرنا کہ دنیا کا ہر شخص اس لڑکی سے واقف ہو گیا۔

(۴) **نیرنگی تقدیر** دو بدنصیب میاں بیوی کی داستان مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنا دونوں کا ثابت قدم رہنا آخر کار اس صبر کی بدولت ایکدن امیر کبیر بنکر دنیا کو صبر کی تعلیم دینا

(۵) **عروج وزوال** ایک نہایت دولتمند شخص کا اپنی دولت پر مغرور ہو کر لوگوں کو حقارت سے دیکھنا آخر ایک دن ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جانا۔ اس کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرنا اور پھر اصلی حالت پر آجانا۔

(۶) **انتقام قدرت** ایک نفس پرست کا ایک حسینہ پر عاشق ہو کر اسپر طرح طرح کے ظلم کرنا یہانتک کہ اسکے خاوند کو جیل بھجوا دینا اسکے بعد حسینہ کو ایک سنسان جنگل میں لانا عصمت کی دیوی پر خدا کی رحمت کا اترنا اور نفس پرست کی تباہی

(۷) **ترکی ٹوپی** ایک سود خوار کے صاحبزادہ کی تباہی کا آغاز محض ترکی ٹوپی کیوجہ سے ہوا اس نے ابتدا میں ایک ترکی ٹوپی خریدی اسکے بعد فیشن میں قدم بڑھاتا گیا۔ آخر کار فیشن کی بدولت تباہ و برباد ہو گیا۔

(۸) **خونی گلوری** پان کے عادی کا پان کی عادت کی بدولت طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا اور پان کھانے کی وجہ سے ہزار دقتوں کا مقابلہ کرنا نہایت دلچسپ اور مفید افسانہ ہے۔

(۹) **صلہ طاعت** ایک نہایت دیندار شخص کا دنیاوی مصیبتوں میں مبتلا ہو کر بھی خدا کو نہ بھولنا۔ آخر اسکی مصیبتوں کا خاتمہ۔

(۱۰) **پاداش گناہ** گناہ کی سزا اگر دنیا میں دیکھنی ہو تو یہ فسانہ پڑھیے جسمیں ایک بدچلن نوجوان کے حالات نہایت عبرتناک انداز میں بیان کئے گئے ہیں

(۱۱) **چاہ کندہ را چاہ درپیش** اگر کوئی شخص دوسرے کے لئے کانٹا بوتا ہے تو وہ خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔ یہ افسانہ ایک نہایت دلچسپ اور درد بھرا واقعہ ہے۔

یہ گیارہ افسانہ وہ افسانہ ہیں جنکو بے انتہا پسند کیا گیا ہے جو اپنی دلچسپی اور عبارت آرائی کے ساتھ موثر بھی ہیں مفید بھی اور نتیجہ خیز بھی ان افسانوں کے مجموعہ کا نام **درس عبرت** ہے قیمت ایک روپیہ عہ

ایک روپیہ میں نو

(۱) **حسن اتفاق** عاشق مزاج نوجوان کا ایک خیالی مہ جبیں پر عاشق ہونا۔ مہ جبیں کا اتفاقی طور پر اپنے حسن کے جلووں سے نوجوان کو تصویر حیرت بنا دینا۔ ہزار دقتوں کے بعد نوجوان کی کامیابی۔

(۲) **وقت کی نیرنگیاں** ایک نئے شادی شدہ کا بیوی کی محبت میں گرفتار ہو کر ملازمت کھو بیٹھنا۔ آخر کار ایک جگہ ملازم ہونا۔ ملازمت پر جاتے ہوتے بیوی کا گم ہو جانا کئی سال کے بعد دوسری شادی کرنا۔ اور اتفاقی طور پر پہلی ہی بیوی سے دوبارہ نکاح ہو جانا۔

(۳) **کشتگان رسوم** رسم و رواج کی پابندی بعض اوقات دامن عصمت پر دھبہ بن جاتی ہے اور اس کی بدولت لوگ بدنام اور ایک ایک پائی کے لئے محتاج ہو جاتے ہیں اس افسانہ میں ان ہی معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۴) **انجام بے احتیاطی** ان کو ہر معاملہ میں نہایت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے بے احتیاطی سے ہزاروں ایسی مصیبتیں نازل ہو جاتی ہیں جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں یہ دلچسپ فسانہ ایسا واقعہ ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص کے مزاج میں احتیاط پیدا ہو جائے گی۔

(۵) **گم شدہ فرزند** ایک بدمعاش کا اشتہار دیکھکر مشتہر کو یقین دلانا کہ وہ گم شدہ فرزند ہے۔ بدمعاش کی چالاکیاں اور فریبوں کا طشت از بام ہونا۔ غمزدہ باپ کا گم شدہ فرزند کو پانا نہایت دلچسپ فسانہ ہے۔

(۶) **بے گنہ گنہگار** رسم و رواج کی بدولت نکاح شدہ میاں بیوی کا رخصت نہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہنا۔ آخر جذبات کے سیلاب کا دونوں کو دیوانہ کر دینا رخصت سے پہلے ناگوار نتائج نہایت عبرت انگیز افسانہ۔

(۷) **رنج و راحت** ہر مصیبت کے بعد تکلیف اور ہر تکلیف کے بعد انسان کو راحت میسر آتی ہے۔ ایک نیک اور دیانتدار شخص کا مصیبتیں اٹھا کر عیش کا زمانہ دیکھنا۔

(۸) **لیلائے سخن کا دیوانہ** ایک شعر و سخن کے دیوانہ کے حالات جس نے شاعری کی بدولت اپنی زندگی کو تباہ و برباد کر لیا۔ نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز افسانہ۔

(۹) **پیکر دیانت** ایک انتہا درجہ کا دیانتدار شخص اپنی سچائی کی بدولت ہزار مصیبتوں میں گرفتار رہا۔ آخر کار سچائی کی بدولت اسکی افسردہ زندگی دائمی راحت سے بدل گئی۔

یہ نو افسانے ہیں جنکو ہندوستان کے اہل قلم حضرات نے بیحد پسند کیا ہے بیحد دلچسپ ہونیکے ساتھ ساتھ مفید بھی ہیں ان افسانوں کے مجموعہ کا نام **تصویر معاشرت** ہے قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ منیجر خواجہ بک ڈپو چاند بلڈنگ دہلی

شب عروسی سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

دولہا دلہن

قیمت ۱۲؍

ہر اس نوجوان کے لئے جسکی شب عروسی قریب ہو۔ شب عروسی سے لطف اندوز ہوکر اب ازدواجی زندگی کی بہار کا لطف اٹھارہا ہو۔ آداب مواصلت سے واقف ہونا اور اپنی شریک زندگی کی محبت جذب کرنا غذا اور ہوا کی طرح لازمی اور ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے کتاب لاجواب اور بے نظیر کتاب ہے۔ یہ کتاب زوجین کی زندگی کو پر کیف بنادیگی اور ان لذتوں کی طرف رہنمائی کریگی جنسے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں یہ کتاب مواصلت کی لذتوں کو دوگنا اور چوگنا کرکے شریک زندگی کے دل کو تسخیر کرے گی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد باغ حسن کی گل چینی کا سلیقہ آجاتا ہے ڈاکٹروں اور حکیموں کے مشورہ کی انشاء اللہ ضرورت نہ رہے گی۔ اس کتاب کی مجرب عملی تدابیر ممسک اور ملذذ دواؤں سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز کردیں گی۔ اس فن پر سب سے پہلی مہذب کتاب ہے جسمیں تجربوں کا خزانہ پوشیدہ ہے اس کتاب کی فہرست مضامین کی دو سو کے قریب سرخیاں ہیں اگر ان سب کو یہاں درج کیا جائے تو ایسے ایسے چار صفحے درکار ہیں۔ اس لئے نہایت مختصر فہرست مضامین درج کیجاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہوسکے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ (۱۲؍)

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

تندرستی
حفظان صحت
جوشش جوانی
شباب کے ولولے
شباب کی سحر کاریاں
مست شباب کی ہم آغوشی
مست شباب کی دلداری
لذت وصال۔
تمام لذتوں سے بالا لذت
مواصلت کی ضرورت
مواصلت میں احتیاط
مواصلت کا نشہ
مواصلت کے اوقات
مواصلت میں آزادی

نوجوانوں کی خود غرضی
مردوں کی نفس پرستی
عورتوں کے لئے دام محبت
وہ باتیں جو عورتوں کو مرغوب ہیں۔
عورت کی تسخیر
گل چینی کی ہدایتیں۔
شراب محبت کو دوآتشہ کرنا
خوبان سے چھیڑ چھاڑ
لب اور زبان سے چھیڑ چھاڑ
چھیڑ چھاڑ میں نئے انداز
شب اول میں مواصلت
مواصلت کے طریقے۔
مواصلت کی تمہید
مواصلت کی ابتدا

مواصلت کا بہتر طریقہ
مواصلت کے نئے طریقے
مواصلت کے بعد کی ہدایتیں
مواصلت کو دیر تک قائم رکھنا
مواصلت میں انتہا پسندی
استقرار حمل کی تدابیر
صورت بننے کی جدید صورتیں
حمل سے بچنے کی قدیم صورتیں
ممسک دوائیں
خیالات کے ذریعہ سے امساک
سانس کے ذریعہ سے امساک
امساک کی دوسری تدابیر
امساک کی ضرورت
عیاشوں کی مواصلت

مواصلت کے وقت
عیاشوں کی حالت
عیاشوں کی مواصلت کے طریقے
ہوس پرستی کا خمار
بدچلنی کے اسباب
بدچلن عورتوں سے تعلقات
بازاری حسن کی خریداری
بازاری عورتوں سے مواصلت
بازاری عورتوں کی دلفریبی
بازاری دوشیزگی کی خریداری
بازاری عورتوں سے نکاح
بازاری عورتوں کی مکاری
بازاری عورتوں سے نکاح کے نتائج۔

میاں بیوی

قیمت ۱؍

غیر شادی شدہ نہ منگائیں کیونکہ یہ کتاب ان ہی لوگوں کے لئے مفید ہے جو ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں درحقیقت یہ کتاب بے تکلف احباب کے لئے لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں زن و شوہر کے تعلقات اور تعلقات کے ہر پہلو حتی کہ ان باتوں پر بھی، جنکو لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اپنی بیوی سے ایک محبوبہ کی طرح لطف اندوز ہوسکتا ہے قیمت ایک روپیہ۔ (۱؍)

کتاب کے ابواب یہ ہیں

پہلا باب بنیاد خیال
دوسرا باب عملی زندگی کا آغاز
تیسرا باب پہلی رات
چوتھا باب فطرت کا سربمہر لفافہ
پانچواں باب جذبات میں لہریں کب اٹھتی ہیں

چھٹا باب شوق و محبت کا اظہار
ساتواں باب لباس و زیور کی دلفریبی
آٹھواں باب بیوی محبوبہ کیونکر بن سکتی ہے۔
نواں باب میاں بیوی میں شکر رنجی

دسواں باب بدمزاجی اور بدزبانی
گیارہواں باب تیمارداری اور غمخواری
بارہواں باب رشتہ داروں سے برتاؤ
تیرہواں باب طعن و تشنیع
چودہواں باب ساتھ سونا چاہیے یا علیحدہ

پندرہواں باب دنیا کی سب سے قیمتی شے
سولہواں باب آداب مواصلت۔
سترہواں باب محبت کے پھل پھول
اٹھارہواں باب عیالداری کی حالت میں بدکاری۔

منیجر خواجہ بکڈپو دہلی

صرف وہ منگائیں جنکی شادی ہو گئی ہے

کیونکہ کتاب **مرد عورت** صرف انہی حضرات کیلئے کارآمد ہو سکتی ہے جنکو خدا نے شریک زندگی کی نعمت عطا کی ہے۔ اس کتاب میں ازدواجی زندگی کے نازک ترین مسئلہ یعنی صنفی تعلقات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کو لاتعداد انگریزی کتابوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے اور وہ تمام باتیں درج کی گئی ہیں جو صرف مشرقی لوگوں کیلئے مفید اور کارآمد ہیں

قیمت عدر

مرد عورت

کا مطالعہ ہر شادی شدہ کے لئے ہوا اور غذا کی طرح لازمی ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد عورتوں کے صحیح جذبات سے آشنا ہو کر ان کی دلی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ازدواجی زندگی ہی کو صرف مسرتوں سے لبریز نہیں کریگی۔ بلکہ زوجین کے نظام تندرستی کو بھی کبھی نہ بگڑنے دیگی۔ تاکہ دنیا میں کمزور نسلوں کی بجائے تندرست نسلیں پیدا ہوں کتاب کی فہرست مضامین نہایت طویل ہے چند سرخیاں نیچے درج کیجاتی ہیں۔

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

تمنائے وصال۔ عیش پرستی کا خیال۔ زوجین کے تمادی لذتیں۔ زوجیت کی ناگواری کا سبب۔ نسبت کیونکر حاصل کیجائے۔ کیا عورت تلون مزاج ہے۔ مرد کی بیتابانہ کوشش۔ عورت کی بے بسی۔ عورت کے شہوانی جذبات۔ بازاری مذاق کے مرد۔ بازاری مذاق کی عورتیں۔ یہ خام خیالیاں۔ نسوانی جذبات میں تلاطم۔ عورت کے جذبات میں کمی۔ عورت کے جذبات کی بیداری۔ تندرست عورت کی فطری خواہش کے اوقات۔ عورت کے جذبات کا عروج۔ شہوانی احساس میں اختلاف۔ جذبات میں تموج۔ مرد کے شہوانی جذبات۔ اگر مرد کے جذبات عورت کے جذبات سے تیز ہوں۔ عورت کی غیر معمولی خواہش۔ کثرت سے پرہیز۔ عورت کو آمادہ کرنا مجامعت کے لئے کونسی صورت اختیار کیجائے۔ نامکمل مباشرت کے نتائج۔ مباشرت اور خواب نوشین۔ عورت اور تمنائے مباشرت۔ حسن و عشق۔ عورت کے جسم کی دلاویزی۔ حقیقی لذت کے حصول کی تدبیریں۔ محبت اور اس کے نتائج۔ صنفی تعلق سے فطرت کا مقصد۔ استقرار حمل کے لئے وقت۔ حمل کے زمانہ میں احتیاط۔ دو بچوں کی پیدائشوں کے درمیان کتنا فصل ہونا چاہئے۔ بعض زوجین اولاد سے کیوں محروم ہیں۔ حمل کے لئے بہترین تدابیر۔ والدین کا اثر اولاد پر۔ بچے کیوں زیادہ مرتے ہیں۔ مرد عورت کو یکجا رہنا چاہئے یا علیحدہ۔ موجودہ شادیوں کے نقص۔ رفیق زندگی اور امیدوں کا فقدان۔ زوجین میں اعتماد باہمی۔ فراق کے بعد وصال کی لذت عورت کے نقطہ خیال سے محبت کی موت۔ زوجین اور تجربات زندگی۔ زوجین سچی خوشی کیونکر حاصل کریں۔ سربستہ لذتوں کا انکشاف۔ کائنات کا بیش قیمت خزانہ وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ایک روپیہ (عدر)

ملنے کا پتہ

مینجر خواجہ بکڈپو چاند بلڈنگ جامع مسجد دہلی

موٹر کی بے پناہ طاقت پر حکومت

اگر کرنی ہو اور اس کے ایک ایک پرزے کو کھول کر پھینک دینے کے بعد آنکھیں بند کرکے فٹ کرنا سیکھنا ہو تو **تعلیم موٹر** کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیے یہ موٹر چلانا سکھائے گی یہ موٹر بنانا بتائے گی اور یہ آپ کو موٹر انجنیر بھی بنا سکتی ہے صدہا انگریزی کتابوں کا عطر ہے۔ تمام چھوٹے بڑے پرزوں کی تصاویر درج ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کے متعلق بھی اس میں کافی سے زیادہ معلومات ہے کتاب کے چند ابواب یہ ہیں۔

(۱) موٹروں کے پرزوں کے متعلق معلومات (۲) ڈائنمو اور موٹر کار (۳) انجن کا اسٹارٹ نہونا (۴) انجن کا شور کرنا (۵) پس کا جام ہونا۔ (۶) ڈرائیوری کے متعلق ہدایتیں (۷) سپارکنگ سیفٹی کا شعلہ دینا (۸) آرمیچر کا زیادہ گرم ہونا کیمونیٹر اور برش کا بیان (۹) فیلڈ کائیل کا زیادہ گرم ہونا (۱۰) بیرنگ کا زیادہ گرم ہونا۔ (۱۱) ڈائنمو کا بجلی نہ پیدا کرنا (۱۲) موٹر کا اسٹارٹ نہ ہونا۔ (۱۳) موٹر کی رفتار زیادہ تیز یا سست ہونا (۱۴) مشین کا شور کرنا۔ (۱۵) اسٹارٹر اور ریگولیٹر کا بیان (۱۶) الٹرنیٹر انجن کا بیان (۱۷) ایک سے زیادہ نیپٹ والے رنڈکشن موٹر اس کے علاوہ پرزوں اور انجنوں کی تصویریں بھی درج ہیں۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عیر)

بڑی بڑی عمارتیں کیوں گرتی ہیں!

یہ انجنیروں کی نامکمل تعلیم کا نتیجہ ہے اگر انجنیر مکمل انجنیر بننا چاہتے ہیں اور معمولی پڑھے لکھے اردو خواں اعلیٰ درجہ کے انجنیر بننے کی تمنا اپنے دل میں رکھتے ہیں تو فن انجنیری کی لاجواب کتاب **روح انجنیری** کو اپنے مطالعہ میں رکھیں ماہرین فن کی رائے ہے کہ اردو زبان میں آجتک اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی اس کتاب میں فن تعمیر کو نہایت تفصیل کے ساتھ سادہ اور شستہ عبارت میں سمجھایا گیا ہے معمولی سے معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس سے کافی فائدہ اٹھا سکتا ہے فہرست مضامین کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے

دی انفورسمنٹ ٹرین دی انفورسمنٹ۔ قواعد مساحت رقبہ۔ آہنی سلاخیں اوران کا وزن مختلف سوٹ کا وزن کرنا۔ ایم کنڑات وحشاریہ۔ آہنی شہتیر اور ان کا استعمال وزن۔ رقبہ معلوم کرنے کے طریقے بندپانی میں رہنے والی دیواروں کا قاعدہ ذات کی موٹائی کا قاعدہ۔ پرانی ریل کا گاڈر بجائے شہتیر کے استعمال کرنیکا قاعدہ پتھر کی چھت ڈالنے کا قاعدہ غرض یہ کہ تعمیرات کے متعلق عام معلومات درج ہے۔ آخر میں رنگ روغن وغیرہ بنانے بتائے گئے ہیں۔ قیمت (عہر)

ملنے کا پتہ

مینجر خواجہ بکڈپو چاند بلڈنگ جامع مسجد دہلی

انڈے مرغی کی تجارت کو حقارت سے نہ دیکھو

کیونکہ دنیا میں ہر جائز تجارت خواہ وہ کسی چیز کی کیوں نہ ہو باعث عزت ہے۔ اور قوت بازو سے معاش حاصل کرنا ہی باعث فخر ہے، پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ انڈے مرغی کی تجارت سے جو بہت کم سرمایہ سے شروع کرنے کے باوجود ہزار ہا روپیہ سالانہ کا منافع رکھتی ہے۔ کیوں نفرت کیجاتی ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ جس طرح غیر قومیں جوتے کی تجارت اور گوشت کے ٹھیکوں کو اپنے قابو میں کرتی چلی جا رہی ہیں، اسی طرح نفع بخش تجارت بھی ان کی لونڈی بنجائے گی اور مسلمان عزت اور ذلت کے سوال کے حل کرنے ہی میں رہ جائیں گے۔ اس تجارت کیلئے سو دو سو روپے کے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اگر تجربہ ہو اور کام کے طریقے جانتا ہو تو انسان اس حقیر سرمایہ سے ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتا ہے، مرغیوں کی تجارت کے متعلق ملک میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اسوقت تک کوئی قابل اطمینان کتاب ایسی شائع نہیں ہوئی کہ ہم دین و دنیا کے خریداران کے سامنے پیش کر سکتے، حال ہی میں ہمارے معزز مہربان ماہر فن ڈاکٹر طاہر حسین قریشی بی۔ ایس۔ سی۔ فارم منیجر یو۔ پی، پولٹری ایسوسی ایشن نے ایک نہایت ضخیم کتاب **کلید مرغی خانہ** تالیف فرمائی ہے۔ یہ صدہا انگریزی اور دوسری زبانوں کا عطر ہے، اس سے بہتر اردو میں آجتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر معمولی سمجھ کا آدمی مرغیوں کی تجارت کا ماہر بن سکتا ہے۔ اسمیں مرغیوں کی قسمیں پالنے کے طریقے، مرغیوں کی تجارت کے اصول، علاج، صدہا تصاویر غرض یہ کہ کوئی بات نہیں چھوڑی گئی ہے۔ نیچے لکھی ہوئی فہرست مضامین پڑھ کر اندازہ کیجیے کہ کسقدر جامع کتاب ہے۔

فہرست مضامین

قیمت مجلد

(ستے ہ ر)

فہرست مضامین ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا۔ کہ یہ کتاب کسقدر جامع اور مفید ہے جملہ قسم کی مرغیوں کی تصاویر بھی چھپی ہیں جو رنگین اور فوٹو بلاک سے تیار کرائی گئی ہیں اور مرغیوں کے ڈربوں کے فوٹو بھی دیئے گئے ہیں قیمت فی جلد مجلد (ستے ر)

مسلنے کا پتہ :- **نظامیہ دار الاشاعت دہلی**

آپ دولتمند کیوں نہیں بنجاتے

اگر آپ دولتمند بننے کی تمنا اپنے دل میں رکھتے ہیں تو ان کتابوں میں دولتمندی کے راز پوشیدہ ہیں - یہ وہ کتابیں ہیں جسکی بدولت بے کار با کار ہوگئے ، اور غریب دولتمند بن گئے

معلومات تجارت

بدنصیب تاجر جبتک کہ ہزاروں روپیہ اپنی ناتجربہ کاری کی بناء پر تجارت پر قربان نہیں کر دیتے اسوقت تک وہ تاجر نہیں بنتے اس کتاب میں وہ تمام ضروری معلومات درج کی گئی ہیں جنکی مدد سے ایک ناتجربہ کار بھی ماہر تاجر بن سکتا ہے اور ہزارہا روپیہ پیدا کر سکتا ہے،

مختصر فہرست مضامین یہ ہے :-

تجارت اور اسکی ضرورت - تجارت اور دیگر پیشوں پر اس کی فوقیت - تجارت کا اثر عقل و دماغ پر - دنیا کے کامیاب تاجر اور اُن کے تجربے - تجارت کی تعلیم کاروباری شخص کا نظام عمل - کاروباری آدمی کا کیرکٹر - تجارت کا انتخاب - کاروبار کے ضروری شعبے انتظام کاروبار - کاروبار کا دفتر خط و کتابت - تجارتی لین دین - سرمایہ اور تجارت مشترکہ سرمایہ سے تجارت - تجارت کی مختلف صورتیں - دوکانداری - کارخانہ داری - فروخت بذریعہ ڈاک - کمیشن ایجنسی - ٹھیکہ داری - ساہوکاری - اکسپورٹ اامپورٹ - کم سرمایہ سے تجارت سرمایہ بغیر تجارت کی صورتیں - مختلف تجارتیں - بائسکوپ - فوٹوگرافی - تیل نکالنا - ترکاریوں کی کاشت - آئینہ سازی ، ہندوستانی مصنوعات کی تجارت - جہازوں پر بھیری - وارنش مطبع کی سیاہی - کھاد - پروں کے تکیئے - لفافے نب - سگرٹ - موزہ بنیان - مفلر جوتے کی سیاہی - ربڑ کی مہریں - ملمع سازی وغیرہ وغیرہ ہندوستان کی تجارتی اور حرفتی اشیاء سے روزی کمانے یورپ و امریکہ کی تجارتی و حرفتی اسرار سے دولت پیدا کرنا - عام تجارتی معلومات - قانون ٹریڈ مارک - ایجاد و پیٹنٹ - بیمہ - ہنڈی - ڈاک ریلوے - ملازمین کی تنخواہ وغیرہ -

غرض یہ کہ ایک تاجر کے لئے جن جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب کچھ اس کتاب میں درج ہے - قیمت ع

فن اشتہار نویسی

تجارت کی اشتہار کی محتاج ہے جو تاجر کہ اشتہار دینا نہیں جانتے گویا وہ ترقی کرنا نہیں جانتے اس کتاب میں وہ طریقے بتائے گئے ہیں جن کی مدد سے ایک معمولی تاجر بہت بڑا تاجر بن سکتا ہے اور ایک بیکار گھر بیٹھے دولت کما سکتا ہے -

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

اشتہار اور اس کے فوائد - موجودہ اشتہار دینے کی صورت - یورپ کے نرالے اشتہاروں کے طریقے - اشتہاروں کا تخیل - اشتہار کا مضمون - ترتیب - سرخی - تمہید - مطلب طرز ادا - صداقت - اختصار - اشتہار کی رسم الخط - اشتہار کی طباعت و اشاعت - متوجہ کن پہلو - اشتہار میں تصاویر - اشتہار کے عملی پہلو - کن چیزوں کا اشتہار دینا چاہیئے - اشتہار کتنی مرتبہ شائع کیا جائے - اشتہار کی مختلف صورتیں - مقامی اشتہار سائن بورڈ - پوسٹر ، ہینڈبل - روزانہ اور ہفتہ وار اخباروں میں اشتہار - ماہانہ رسالوں میں اشتہار - اسٹیشنری کی چیزوں پر اشتہار - دیواروں اور گاڑیوں پر اشتہار - حساب و کتاب اور ضروری یادداشت -

تجارت کرنے والے اصحاب کے لئے یا ان اصحاب کے لئے جو تجارت کرنا چاہتے ہیں یہ کتاب سرمایہ کی طرح ضروری ہے - قیمت عہ

دوکانداری

ہزاروں دوکانیں ہندوستان میں ہیں اور ہزاروں دوکاندار ہیں - ایک نقصان اٹھاتا ہے ایک فائدہ ایک چند دن میں لکھپتی بنجاتا ہے ایک گھر کی پونجی گنوا دیتا ہے کبھی آپنے غور کیا کہ اسکا سبب کیا ہے جو لوگ کہ دوکانداری کے فن سے واقف ہیں وہ ترقی کر جاتے ہیں اور جو ناواقف ہیں وہ نقصان اُٹھاتے ہیں اس کتاب میں وہ تمام باتیں درج کی گئی ہیں جنکے ذریعہ سے معمولی دوکاندار آسانی کے ساتھ لکھپتی بن سکتا ہے اس کتاب میں کامیاب دوکانداروں کے تجارب بیان کئے گئے ہیں -

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

یورپ کی دوکانیں - سرمایہ کا سوال - دوکان اور اس کا موقع - مال کی خریداری - دوکان کی آراستگی - قیمت کا تعین - طریقت فروخت - گاہکوں سے تعلقات - خریداروں سے فائدہ اُٹھانے کی ایک صورت - خریداروں کی مدارات - قرض خرید و فروخت - دوکانداران کو ترقی دینے کی تدابیر - کم وقت میں زیادہ کام - سرمایہ بڑھانیکی بہترین ترکیب رجسٹروں کی ترتیب حساب و کتاب - روزانہ فروخت - رجسٹروں کی ترتیب اس کتاب کا مطالعہ کرلینا گویا ۵ سال کام کرکے تجربہ حاصل کرلینا ہے - قیمت ۱۲ار

مراسلات تجارت

اس کتاب کی مدد سے آپ محض میز کرسی اور قلم دوات بہم پہنچا کر یورپ سے تجارت کر سکتے ہیں -

اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی تجارت کے راز بتائے گئے ہیں جنکے معلوم ہونے کے بعد آپ لاکھوں روپیہ کا مال محض ایک لفافہ کے ذریعہ سے منگا سکتے ہیں اس میں مشرقی و مغربی تجارتی خط و کتابت کے عام فہم علمی و عملی اصول بیان کئے گئے ہیں اس کے علاوہ نہایت موثر خط و کتابت مع انگریزی ترجمہ کے درج ہے یہ کتاب ماہر علم تجارت جناب سید صغیر علی صاحب سند یافتہ سکریٹری الیوسی ایشن (لندن) ، کارپوریشن آف اکاؤنٹنٹس گلاسکو سنٹرل الیوسی ایشن آف اکاؤنٹنٹس (لندن) لندن چیمبر آف کامرس کی لکھی ہوئی ہے - قیمت عہ

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بکڈپو دہلی

طوائفوں کی دلچسپ زندگی کے سربستہ راز

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ ناول پڑھیئے۔ ہر ناول اپنی جگہ بیحد دلچسپ اور معلومات سے لبریز ہے۔ اس میں طوائفوں کے وہ راز جو محض طوائفوں ہی کے سینہ میں دفن ہو جاتے ہیں۔ درج ہیں آوارگی کو روکنے اور نوجوانوں کو تباہی سے بچانے کے لیے یہ ناول بیحد مفید ہیں۔ یہ تمام ناول قاری سرفراز حسین صاحب سیاح انگلستان وجاپان جیسے تجربہ کار کے قلم کا نتیجہ ہیں۔

سعید

اسمیں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کا ایک بازاری حسینہ کی زلف میں اسیر ہونا دکھایا گیا ہے۔ ایک طوائف کے جذبات۔ مکاری اور چالبازی کی سحر کاریاں اگر دیکھنی ہوں تو یہ ناول پڑھیے حسن وعشق اور طوائفوں کے مکرو فریب پر نہایت پر لطف بحث کی گئی ہے۔ ناول اخلاقی حیثیت سے بہت اعلی ہے آجکل کے رنگین مزاج نوجوانوں کے لئے یہ کتاب بیحد مفید ہے قیمت ۸ر

سعادت

اسمیں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ سلیقہ مند چلتی پرزہ خوبصورت طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ناچ رنگ کے جلسوں کے نظارے حسن وعشق کی کرشمہ سازیاں۔ وصال وفراق کی صحیح کیفیات طالب ومطلوب کے عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی خط وکتابت۔ محبت کا آخری صورت تک آکر رسی کیطرف رہنمائی کرنا۔ غرض یہ کہ نہایت دلچسپ چیز ہے قیمت ۸ر

شاہد رعنا

ظرافت آمیز انداز میں یہ ناول دنیائے ادب میں پہلی چیز ہے۔ اس میں دہلی کے ایک نہایت اعلیٰ پایہ کی مہ پارہ طوائف کی خود نوشت "سوانحعمری۔ اس میں طوائف نے نہایت آزادی کیساتھ اپنے فرقہ کی لطیف چالاکیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ یہ طبقہ کس طرح شریف نوجوانوں کو پھانس کر اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ اور کن چالاکیوں سے ان کے مال و دولت پر قبضہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس ناول کے پڑھنے کے بعد ہر شخص طوائفوں کی چالاکیوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتا ہے۔ اور پھر کبھی ان کے دام میں نہیں آتا۔ بیحد دلچسپ اور مفید ناول ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ

سزائے عیش

اس میں دکھایا گیا ہے کہ عیاشی کیا ہے عیاشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں نہایت قابلانہ طور پر فلسفہ حسن وعشق پر بحث کی ہے۔ درحقیقت حسن وعشق کے فلسفہ کو بقدر صاف اور سلجھی ہوئی زبان میں بیان کیا ہو کہ علم ہی اس فلسفہ سے واقف ہو سکتا ہے۔ اور جب اس فلسفہ سے واقف ہو گیا تو حسن وعشق کے جال میں پھنسنا آسان نہیں۔ نتیجہ نہایت خوشگوار دکھایا گیا ہے قیمت دس آنہ ۱۰ر

انجام عیش

اس ناول میں پاکبازانہ زندگی اور مروجہ بدکاری اور آوارگی کے مختلف پہلو اس خوبصورتی اور اس قدر تحقیق وتصدیق کے بعد دکھائے ہیں کہ نوجوانوں کے لئے اس سے زیادہ دلچسپ اور سبق آموز ناول کا ملنا دشوار ہے یہ ناول نہیں ہے بلکہ ایک خوش ذائقہ دوا کا ڈوز ہے۔ جو مرض عیاشی کے لیے اکسیر ہو۔ دلچسپی کے لحاظ سے یہ تمام ناولوں سے زیادہ دلچسپ ہے قیمت دس آنہ ۱۰ر

سراب عیش

طوائفوں کے طبقہ میں طوائف کی بوڑھی نائکہ بڑی اہمیت رکھتی ہے جب یہ "قحبہ چو پیر شود" کی پوزیشن میں آتی ہے تو اس کی حرکتیں اس درجہ دلچسپ اور مضحکہ انگیز ہو جاتی ہیں۔ شاید دنیا میں کسی شخص کی بھی سوانح اس سے زیادہ دلچسپ نہیں ہو سکتیں۔ اس ناول میں ان ہی بڑی بی کی باجیانہ حرکتوں کی شان میں قصیدہ خوانی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں طوائف سے نکاح کرکے بہو بیٹیوں میں لاکر ملانے پر نہایت دلچسپ اور کارآمد بحث کی گئی ہے قیمت دس آنہ (۱۰ر)

دل کا عجائب خانہ

یہ قاری صاحب نہایت عمدہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ بازاری زندگی کے دلچسپ واقعات کو قاری صاحب نے فسانہ کی صورت میں بھی اس کتاب کو لکھا ہے قیمت چار آنہ (۴ر)

آج کل لڑکیوں کی کیا حالت ہے

جدید تہذیب نے ان کے خیالات میں کس قدر تبدیلی پیدا کر دی ہو اگر آپ تین مختلف الخیال لڑکیوں کی معاشرت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو انجام زندگی پڑھیے یہ دہلی کی مشہور اہل قلم خاتون ضیا بانو کا لکھا ہوا دلچسپ ناول ہے۔ جو مصنفہ نے دہلی کی مستورات کی زبان میں لکھا ہے۔ یہ ناول زبان کی شیرینی اور دلچسپی ہی کے لحاظ سے صرف دلچسپ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پڑھنے کے بعد ہر لڑکی موجودہ تاریکی سے نکل کر روشنی کی طرف آسکتی ہے قیمت آٹھ آنہ ۸ر

مرد بہت جلد فریب میں آجاتے ہیں

وہ بازاری عورتوں کی دلفریبی پر اندھے ہو کر مٹ جاتے ہیں۔ نگاہ پرفن کی ایک گردش ان سے دین۔ ایمان۔ اطمینان۔ خاندان کی محبت سب کچھ چھین لیتی ہیں۔ اگر آپ ایسے گھرانوں کی تباہی دیکھنا چاہتے ہیں تو محترمہ ضیا بانو کا لکھا ہوا ناول فریب زندگی پڑھیے جس میں ایک خاندان کی تباہی کا دردناک نقشہ ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تباہی ایک بازاری عورت کو گھر میں ڈال لینے کی وجہ سے ہوئی ایک شریف لڑکی کی زندگی کی بربادی کا نقشہ بھی ایک کتاب میں موجود ہے۔ لیکن نتیجہ اچھا۔ زبان نہایت پیاری قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:۔ منیجر خواجہ بکڈپو چاند بلڈنگ دہلی

اگر آپ علم مجلسی حاصل کرنا چاہتے

اور اپنے دل میں یہ آرزو رکھتے ہیں کہ آپ جس محفل میں بیٹھ جائیں اہل محفل کی نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھیں۔ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے جملے محفل میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیں۔ اگر درحقیقت آپ یہ چاہتے ہیں تو

علم مجلسی

پڑھئے۔ اس کتاب میں علم مجلسی کو نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے ہر موقعہ اور ہر محل کے پرلطف اور چٹ پٹے اشعار دو سو سے زیادہ عنوانات کے تحت میں جمع کئے گئے ہیں۔ ناصحانہ۔ عاشقانہ۔ ظریفانہ۔ غرض جس مضمون کا شعر مطلوب ہو اس کے پندرہ بیس پھڑکتے ہوئے اشعار ایک لمحہ میں مل سکتے ہیں جو تحریر و تقریر میں سونے پر سہاگہ کا کام دیتے ہیں۔ اس کتاب کے چار حصے ہیں۔

حصہ اول و دوم جس میں محض اشعار جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت دو روپے عہ

حصہ سوم جسمیں قطعات اور رباعیات درج ہیں قیمت نو آنے ۹/

حصہ چہارم جسمیں منتخب غزلیات درج ہیں۔ قیمت آٹھ آنہ ۸/

پیشوائے مذہب کی سیاہکاریاں

اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کمسن حسینہ کی سرگذشت پڑھئے جو آپ کو بتائیگی کہ "زاہداں کیں جلوہ بر محراب و ممبر می کنند" علامہ راشد الخیری نے اس دلچسپ واقعہ کو اپنے قلم سے لکھا ہے اور

محبوبۂ خداوند

لکھ کر اوباش سیاہکاروں کی سیاہکارانہ زندگی کو طشت از بام کر کے دنیا کو خبردار کر دیا ہے۔ اس ناول میں ایک سیاہکار زاہد نما پیشوائے مذہب نے ایک نو عمر حسینہ کو فریب دیکر اسکو قابو میں لانے کے لئے وہ لطیف تدابیر اختیار کی ہیں جن کو عمل میں لانے کے بعد شاید ہی پارسا سے پارسا عورت کا بھی محفوظ رہنا دشوار ہے لیکن اس حسینہ نے اس کی تمام چالاکیوں کو طشت از بام کر دیا اور پیشوائے مذہب کی سیاہ کاریاں تمام دنیا پر روشن کر کے اسے رسوا اور ذلیل کر دیا یہ پیشوائے مذہب اپنی چالاکیوں سے وہ حیرت انگیز کمالات دکھاتا تھا کہ دنیا اسکو نعوذ باللہ خدا سمجھنے لگی تھی بے انتہا دلچسپ ناول ہے قیمت بارہ آنہ ۱۲/

طب و حکمت کی کتابیں

جو طبیب اور غیر طبیب دونوں کیلئے یکساں مفید ہیں اور جن میں سے ہر کتاب طبی دنیا میں مستند خیال کی جاتی ہے

علاج الامراض یہ کتاب درحقیقت طبی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس سے طب کی تمام کتابیں ماخوذ ہیں۔ ہندوستان کے تمام طبیب اس ہی کے نسخے اپنے مطب میں استعمال کرتے ہیں یہ کتاب فارسی میں ہے لیکن زبان نہایت شستہ اور سادی ہے معمولی قابلیت کا شخص بھی اسے سمجھ سکتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسنے دلی کے اطباء کو آسمان شہرت پر پہنچایا ہے قیمت سات روپے آٹھ آنہ

خواص الادویہ جلد اول اگر آپ دواؤں پھلوں کے مزاج مزاج سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو یہ کتاب منگایئے یہ آپ کو بتائے گی کہ آپ جو کچھ بطور غذا استعمال کر رہے ہیں یا بطور دوا وہ آپکے کس حصہ جسم کے لئے مفید اور مضر ہے۔ اس کتاب میں تمام مفرد ادویہ پھلوں۔ اناج۔ گوشت وغیرہ کا مزاج فائدہ نقصان اور نام تمام زبانوں میں درج ہے قیمت عہ

خواص الادویہ جلد دوم اگر اردو لکھے پڑھے حضرات یونانی ادویہ سے بھی انگریزی ادویہ کی طرح فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور انگریزی دوا کی اصلیت اور ان کا یونانی نام معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب منگائیں یہ اردو زبان میں پہلی کتاب ہے جس میں ہندوستانی دواؤں کے نام انگریزی میں لکھے گئے ہیں اور انگریزی دواؤں کے نام اردو میں تحریر کئے گئے ہیں۔ تاکہ اردو داں طبقہ بھی انگریزی داں طبقہ کی طرح فائدہ اٹھا سکے قیمت ۱۲/

خواص الادویہ جلد سوم اگر آپ کوہ و دشت کی خاک چھانے بغیر اور فقیروں سنیاسیوں کی خدمت اور خوشامد کئے بغیر بوٹیوں کی شناخت کرنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب منگایئے تمام جڑی بوٹیوں کے نام ہر زبان میں لکھے گئے ہیں اور ان کی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ تاکہ تلاش میں آسانی ہو۔ قیمت ایک روپیہ دو آنہ عہ

خواص الادویہ جلد چہارم اس کتاب میں دوا سازی بتائی گئی ہے اور دلی کے مطب کے تمام مجرب نسخے اور ان کے بنانے کی ترکیب درج ہیں۔ اس کی مدد سے آپ جملہ قسم کے اطریفل معجونیں۔ شربت۔ سفوف وغیرہ تیار کر سکتے ہیں۔ قیمت ۱۰/

کیمیائے عشرت یہ ایک ایسے طبیب کی زندگی کا سرمایہ ہے جس نے اپنی تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی ہے۔ دنیاوی لذتوں میں حصہ لینے کے لئے یہ کتاب بے نظیر ہے۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ دس آنہ عہ

زندگی کی بہار یہ حکیم محمود علی خاں صاحب دہلوی کی تصنیف ہے اس کتاب میں مرد و زن کی زندگی کو پر لطف بنانے کے لئے صدہا نسخے درج ہیں جو صدہا مرتبہ تجربہ میں آچکے ہیں قیمت عہ

ملنے کا پتہ مینیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

تصانیف مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ

میلاد نامہ۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے۔ اسمیں محفل میلاد کے آداب اور حضور سرور عالم کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور سرور عالم کی ہجرت کے متعلق کتب قدیم کی پیشین گوئیاں بھی درج ہیں قیمت ۶؍

محرم نامہ۔ یہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں حضور سرور عالم کی وفات چاروں خلفائے کے مفصل حالات خلافت کے جھگڑے یزید کی ظالمانہ کارروائیاں حضرت امام حسین کی شہادت کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات نہایت موثر الفاظ میں قیمت ۶؍

یزید نامہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے۔ اسمیں قاتلان حسین سے انتقام یزید کی مصیبتیں خاندان بنی امیہ کے تمام بادشاہوں کے حالات نہایت تصدیق وتحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں ۱۲؍

طمانچہ برخسار یزید۔ اگر خاندان بنی امیہ کے مردوں اور عورتوں کے شرمناک حالات دیکھنے ہوں تو یہ کتاب منگائیے۔ عورتوں کو یہ کتاب نہیں دکھانی چاہیئے ۶؍

سی پارہ دل حضرت خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ جو ذہبی اخلاقی معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ کہے جا سکتے ہیں۔ قیمت ۱۲؍

کم تو موت اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ ایک ایسی زندگی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر ینگے جسے کبھی قضا نہیں اور آپ موت کو زندگی کہنے کے لئے مجبور ہوں گے ۶؍

مرگ نامہ موت کا یاد رکھنا زندگی ہے موت کا بھول جانا موت ہے۔ اسمیں موت کے متعلق نہایت موثر مضامین اور رہنمائے درج ہیں قیمت ۸؍

غدر دہلی کے افسانے

بیگمات کے آنسو (حصہ اول) اسمیں دہلی کے مغلیہ شہزادوں اور بیگمات پر جو ظلم توڑے گئے ہیں اس کے واقعات نہایت دردناک پیرایہ میں ہیں قیمت ۱۲؍

انگریزوں کی بپتا (حصہ دوم) اس کتاب میں انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال جو ان کو غدر میں پیش آئیں قیمت ۸؍

محاصرہ دہلی کے خطوط (ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسران کو لکھے تھے قیمت چار آنہ ۴؍

بہادر شاہ کا مقدمہ (چوتھا حصہ) دہلی کے آخر بادشاہ پر جو بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس کے دردناک واقعات قیمت ۱۲؍

گرفتار شدہ خطوط (پانچواں حصہ) اس مجموعہ میں وہ تمام خط وکتابت درج ہے۔ جو غدر کے موقع پر بہادر شاہ اور غدر کرنیوالوں کے درمیان ہوئی۔ قیمت ۴؍

غدر دہلی کے اخبار (چھٹا حصہ) اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے زمانہ اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے جنپر انگریزی گورنمنٹ نے یہ الزام لگایا تھا کہ غدر کرانے میں ان مضامین کا دخل تھا قیمت ۴؍

غالب کا روزنامچہ (ساتواں حصہ) غدر کے متعلق نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریریں جو انہوں نے اپنے دوستوں کو روانہ کیں اور غالب کی مشہور غدر کی دستنبو کا اردو ترجمہ ۱۲؍

دہلی کی جان کنی (آٹھواں حصہ) اس کتاب میں اہل دہلی کے مصائب دردناک واقعات درج ہیں۔ شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ سے لیکر واقعات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ۶؍

دہلی کے آخری سانس (نواں حصہ) یہ نہایت دردناک حصہ ہے جو ابھی تیار ہوا ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ۸؍

زنانہ تعلیم کی کتابیں

بیوی کی تعلیم۔ اس کتاب میں بیوی کی تعلیم کے لئے دلچسپ مفید نتیجہ خیز سبق لکھے گئے ہیں خواجہ صاحب نے اسبقوں کی صورت میں بیوی کیلئے ایک مکمل کورس تیار کر دیا ہے قیمت ۴؍

بیوی کی تربیت۔ اس کے پڑھنے کے بعد ہر عورت سلیقہ شعار خاوند کی خدمتگذار بچوں کی حقیقی ہمدرد بن سکتی ہے قیمت ۶؍

اولاد کی شادی۔ اولاد کی شادی سے پہلے اس کتاب کو ضرور پڑھ لینا چاہیئے۔ تاکہ شادی اولاد کے لئے خانہ بربادی کا باعث نہ بن سکے قیمت ۶؍

اتالیق خطوط نویسی (تیسرا حصہ) اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورتوں کو خود بخود لکھنا آجاتا ہے۔ قیمت ۴؍

بچوں کی تعلیم کی کتابیں

آسان قاعدہ (حصہ اول) اس قاعدہ کے پڑھنے کے بعد بچوں کو عربی عبارت اور اردو عبارت پڑھنی آجاتی ہے قیمت ۸؍

تعلیم القرآن (حصہ دوم) اس میں قرآن مجید کے ضروری مضامین کا خلاصہ درج ہے اسکو یاد کرلینے کے بعد ہر موقعہ ہر محل پر کلام اللہ کی آیتیں پیش کر سکتا ہے قیمت ۸؍

اردو سبق (تیسرا حصہ) اس رسالہ کو بچے خود بخود خوشی خوشی پڑھتے ہیں بدشوق بچوں کے لئے سب سے بہتر کتاب قیمت ۸؍

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں یہ خواجہ صاحب کی نئی تصنیف ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد بچے دنیاوی معاملات میں اتنے سمجھدار ہو جاتے ہیں جتنا ایک ہوشمند اور تجربہ کار شخص کو ہونا چاہیئے ۸؍

بچوں کی کہانیاں بالتصویر اس کتاب میں وہ کہانیاں درج ہیں جو دہلی کے اشراف گھرانوں میں ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں قیمت ۱۰؍

متفرق کتابیں

آپ بیتی خواجہ صاحب کی خود نوشت سوانحعمری پیدایش سے لیکر اسوقت تک کے حالات ہر چھوٹی بڑی بات کو ظاہر کر دیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں قیمت ۱۲؍

مرشد کو سجدہ تعظیمی تعظیمی سجدہ کے مباح ہونیکے دلائل قرآن شریف احادیث تفاسیر اور اقوال وحالات علماء ومشائخ عظام سے جمع کئے گئے ہیں قیمت ۸؍

تسخیر مہر وقہر اسمیں مشہور دعا حزب البحر کے وہ تمام مخفی اعمال جمع کئے گئے۔ جو ہندوستان کے مشائخ اور پیروں ہندوستان کے مشائخ میں صدیوں سے مروج ہیں قیمت ۱۰؍

اردو دعائیں اسمیں فلسفہ دعا کی اجابت پر بحث کی گئی ہے اور اردو دعائیں لکھی گئی ہیں جنکی اجابت یقینی ہے قیمت ۱۰؍

امام الزماں کی آمد دنیا میں پیش آنیوالے واقعات کی پیشین گوئیاں امیر افغانستان کے اسلام کے تاجدار ہونے کی پیشین گوئی ۱۰؍

چٹکیاں اور گدگدیاں اردو زبان میں مہذب ظرافت کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس میں مذہبی ہنسی، تمدنی ہنسی اور ادبی ہنسی کے مضامین درج ہیں قیمت بارہ آنہ ۱۲؍

علامہ راشد الخیری کی لکھی ہوئی دلچسپ اور مفید کتابیں

الزہرا

مولانا راشد الخیری کی لکھی ہوئی حضرت فاطمۃ الزہرا کی سوانحعمری۔ یہ سردار دو عالم کی اس بیٹی کی سوانحعمری ہو جس نے دنیا میں مثال قائم کرنے کیلئے دنیا کی بڑی سے بڑی تکلیف اٹھائی اور زبان سے اف تک نہ کی اس میں آپ کی پیدائش سے لیکر آپ کی رحلت تک کے مفصل حالات درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے

امت کی مائیں

اسمیں ازواج مطہرات کے وہ حالات جو مسلمان بیویوں کیلئے بیحد مفید ہیں نہایت صاف اور شستہ زبان میں بیان کئے گئے ہیں ابتدا میں حضور سرور عالم کی سوانح مبارک ہی اسکے بعد ام المومنین بی بی خدیجہ ام المومنین بی بی خدیجہ ام المومنین بی بی سودہ ام المومنین حضرت عائشہ ام المومنین حفصہ ام المومنین بی بی زینب ام المومنین حبیبہ ام المومنین بی بی حمدہ ام المومنین بی بی صفیہ کے حالات درج ہیں قیمت عمر

صبح زندگی

اس کتاب میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کھانا پکانا۔ سینا پرونا۔ کشیدہ کاری۔ گھر کا انتظام عزیزوں سے میل جول۔ خوش مزاجی۔ چھوٹے بڑوں کے ساتھ برتاؤ وغیرہ وغیرہ غرض یہ کہ ایک لڑکی شادی تک کے لئے یہ مکمل تعلیم ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

شام زندگی

یہ کتاب صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے۔ یہ عورتوں کو خاوند کی خدمت گذاری اور اطاعت سکھاتی ہے۔ شادی کے بعد خانہ داری کے تمام امور میں کام دے گی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد لڑکی اپنے سسرال والوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتی ہے اور دونوں میاں بیوی کی زندگی خوشگوار زندگی ہوگی۔ قیمت عہ

سراب مغرب

عورتیں دن بدن مغربی تمدن کی تاریکی کی طرف قدم بڑھا رہی ہیں مغربی تمدن و معاشرت کی ظاہری خوشنمائی پرست کر یہ اپنی زندگی کو تباہ کر رہی ہیں۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ ایک نوعمر لڑکی نے نئی روشنی میں آکر اپنی عزت دولت سب کچھ برباد کر ڈالا۔ قیمت آٹھ آنہ

نوحۂ زندگی

ایک نوعمر حسینہ بیوہ کے نکاح ثانی کرنے پر نوعمر حسینہ کے ماں باپ اور کنبہ والوں نے اس غریب پر جو ظلم ڈھائے ہیں شاید دنیا میں کوئی بھی ماں باپ اور عزیز اسکو گوارا نکریگا۔ نظام قدرت مصیبت زدہ بیوہ کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور اسکی تمام تکالیف آرام سے بدل جاتی ہیں۔ قیمت بارہ آنہ ۱۲ر

منازل السائرہ

ایک لڑکی کی عملی زندگی کا مکمل درس خانہ جسکے پڑھنے کے بعد وہ دنیا کے نشیب و فراز میں ایک تجربہ کار سن رسیدہ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ میکہ اور سسرال دونوں کو خوش رکھ سکتی ہے خاوند کو اپنا دیوانہ بنا سکتی ہے کنبہ اور برادری میں عزت حاصل کر سکتی ہے۔ غرضکہ عجیب کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ

حصہ دوم۔ اسمیں وہ تمام ضروری باتیں نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں جو حصہ اول میں درج نہ ہو سکیں یہ مولانا کی بالکل نئی تصنیف ہے۔ قیمت ایک روپیہ

تائید غیبی

ابوالحسن کی موت مستقبل کے واسطے ایک سبق چھوڑ گئی ہی ابو عبداللہ جس نے تخت سلطنت اور عیش پرستی کے لئے باپ سے دغا کی خوش نہ رہ سکا۔ وہ شہزادہ جسکی مدینۃ الزہرا اور قصر احمر جیسی عمارتیں گہوارہ بنی ہوئی تھیں۔ دولت غرناطہ مدتوں اسکے جلو میں حاضر رہی۔ آخر کار اس عیش پرستی سے قدرت کی بے پناہ طاقت نے اسے محروم کر دیا تھا۔ نتیجہ خیز ناول ہے۔

قیمت صرف آٹھ آنے ۸ر

ورشہوار

ایک ایران کی شہزادی کا واقعہ اس شہزادی کے حسن کی شہرت ایران سے لیکر سیستان تک پھیل گئی اسکے حسن نے تمام ملک میں ایک قیامت برپا کر رکھی تھی۔ ہزاروں جانیں اس پیکر حسن پر قربان ہوگئیں اپنے اس حسن و جمال کی بدولت شہزادی نے بڑی مصیبتیں اٹھائیں، نہایت دلچسپ ناول ہے۔ قیمت دس آنہ

فسانہ سعید

ہزاروں مصیبت زدہ بچیاں مردوں کی بدولت خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ یہ بھی ایک ایسی ہی مصیبت زدہ خاتون کی داستان ہو جس کے خاوند نے اپنی لاپرواہی سے اس غریب کو ہمیشہ کے لئے گور میں سلادیا

قیمت صرف آٹھ آنے ۸ر

بنت الوقت

نئے زمانہ کی زہریلی فضا میں پرورش پائی ہوئی ایک نوعمر لڑکی کا عبرت انگیز افسانہ۔ جو عیسائی مشنری سے تعلیم حاصل کر کے اپنا مذہب۔ اپنی عزت اور خاندانی وقار سب کچھ کھو بیٹھی اور بے پردہ ہوکر ذلت و بدنامی کا داغ لگایا۔ قیمت آٹھ آنہ

سات روحوں کے اعمالنامے

اس میں سات روحوں نے اپنی سرگذشت بیان کی ہو۔ اس کتاب میں مختلف لوگوں کے کیرکٹر بھی ہیں اور روح کی حقیقت بھی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورتیں دنیاوی آرائشوں کو چھوڑ کر آخرت کو یاد رکھتی ہیں۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

ملنے کا پتہ۔ منیجر خواجہ بک ڈپو دہلی

عورتوں کا کتب خانہ

رسول عربی پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ (صلعم) کی نہایت جامع سوانح مبارک جس میں نہایت صاف اور شستہ زبان میں آپ کی زندگی مبارک کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

اُمّت کی مائیں ازواج مطہرات کی پاکیزہ زندگی کے حالات جنکا مطالعہ عورتوں کے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور پاکبازی سکھاتا ہے۔ ۶ر

حضرت ابوبکر صدیق اسمیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی کے حالات نہایت آسان اور شستہ زبان میں عورتوں کے لئے لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

رباعیات حالی مولانا حالی کی ان رباعیات کا انتخاب جنکا مطالعہ عورتوں اور لڑکیوں کے لیئے بے حد مفید ہے۔ قیمت ۲ر

چاند تارے لڑکیوں کے لئے چھوٹی چھوٹی دلچسپ اور مفید نظموں کا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

تقدیر و تدبیر اس میں ان کمزور عقیدہ عورتوں کے خیالات کی اصلاح کی گئی ہے۔ جو تقدیر پر بھروسہ کئے بیٹھی رہتی ہیں اور اپنی اولاد کو اس بھروسہ کی بدولت تباہ کر دیتی ہیں۔ قیمت ۶ر

کفایت شعاری اگر آپ کی بیویاں فضول خرچ ہیں تو یہ کتاب انہیں کفایت شعاری کی تعلیم دیکر آپکو مالی مشکلات سے آزاد کردیگی۔ ۳ر

نیا باورچی خانہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی مستورات کو عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکانے آجائیں۔ اور روہ بکفایت تیار ہوں تو یہ کتاب بے حد کارآمد ثابت ہوگی۔ قیمت ۶ر

صنعت خانہ مستورات کے لئے آسان صنعت وحرفت جو وہ پردہ میں بیٹھکر بآسانی کرسکتی ہیں۔ قیمت ۴ر

چپ کی داد۔ عورتوں کی حمایت میں نہایت دردانگیز نظم۔ قیمت ار

دایہ اس میں ایام حمل سے لیکر حالت زچگی تک کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شکایات کا حال مع علاج لکھا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

زنانہ خطوط مستورات اور لڑکیوں کو صاف شستہ اردو زبان میں خط وکتابت سکھانے کے لئے بہترین تصنیف۔ قیمت ۶ر

گھر اور گھروالی اگر صحیح معنوں میں شوہر کی پیاری بیوی۔ بچوں کی عاقبت اندیش ماں۔ گھر کی ہوشیار منتظمہ بنانا ہو تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ قیمت تین آنے۔ ۳ر

اقوال زرّیں۔ اسمیں پیغمبروں اور انبیاء مرسلین کے علاوہ بڑے بڑے عالموں فاضلوں کے وہ چیدہ چیدہ اقوال درج ہیں جنکا مطالعہ عورتوں کے لئے لازمی ہے قیمت ۳ر

اصلاح الرسوم عورتوں کی رسم پرستی نے مسلمانوں کو تباہ کر رکھا ہے۔ اس کتاب میں رسم پرستی کی زہریلی ہوا سے بچنے کی مؤثر تدابیر درج ہیں۔ قیمت ۳ر

لیکچر اسلام ایک غیر مسلم لیڈی کے قابل قدر خیالات جو اس نے ایک لیکچر میں اسلام اور بانی اسلام کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ قیمت ۲ر

مجموعہ ظرافت عورتوں کے لئے نہایت دلچسپ لطیفے ہیں جنکا مطالعہ عورتوں کے مذاق میں لطافت پیدا کردیتا ہے۔ قیمت ۳ر

لوری نامہ جسمیں سیکڑوں نایاب دلچسپ لوریاں درج ہیں، یہ لوریاں بچوں کے دلونکو لبھاتی بھی ہیں اور انمیں جرأت بھی پیدا کرتی ہیں۔ قیمت ۳ر

پہیلی نامہ اس میں سینکڑوں نہایت دلچسپ پہیلیاں اور ان کا حل درج ہے۔ قیمت ۶ر

صبر کی دیوی ایک بدمزاج اور بداطوار شوہر کی بیوی کا صبر وتحمل اور آخرکار صبر وتحمل کی بدولت شوہر کو گرویدہ بنا لینا۔ قیمت ۳ر

عقیلہ بیگم عقیلہ بیگم نے کفایت شعاری کی بدولت ایک مفلس شخص کو مالدار رئیس بنا دیا۔ اسکو پڑھکر مستورات اعلیٰ درجہ کفایت شعار منتظم اور روشن خیال بن سکتی ہیں۔ قیمت ۳ر

وبال جان ایک زیور کی لالچی بیوی کا قصہ دوسری ایسی بیوی کا قصہ جنکو زیور سے نفرت تھی۔ تیسری ان بیوی کا قصہ جنکو نہ زیور سے نفرت تھی نہ رغبت۔ تینوں کے حالات نہایت دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں درج ہیں۔ قیمت ۷ر

رنج و راحت ہر خوشی کو غم کی تمہید اور ہر غم کو خوشی کا پیغام سمجھو اس فسانہ میں رنج کے بعد راحت وآرام کی زندگی دکھائی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر

راہ جنت چھوٹے چھوٹے دلچسپ قصوں میں اسلام کی سیدھی اور سچی تعلیم قیمت ۳ر

ثریا بیگم ایک معزز نیک خاتون کا نہایت دلچسپ اور اخلاقی قصہ جسکے پڑھنے سے عورتوں کے اخلاق پر نہایت اچھا اثر پڑتا ہے قیمت ۳ر

تیس خواتین تیس جانباز اور قوم پر مٹنے والی خواتین کے حالات۔ قیمت آٹھ آنہ

ملنے کا پتہ

منیجر خواجہ بکڈپو دہلی

اگر آپ نے یہ کتابیں نہیں دیکھیں تو کچھ بھی نہیں دیکھا

سیرۃ صدیقہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی سوانح مبارک جسمیں آپ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات نہایت مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں زبان آسان ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ اور آپکی زندگی سے متعلق ان تمام واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے جنہیں مسلمانوں کی معاشرت کے لئے بہترین تعلیم کہا جا سکتا ہے۔ آپ کے اقوال بھی درج ہیں قیمت ۱۲ر

سیرۃ بلال عاشق نبی حضرت بلال کے زندگی مبارک کے مستند حالات اگر پڑھنے ہوں تو یہ کتاب دیکھیئے اس میں آپ کا مسلمان ہونا۔ کافروں کا آپ پر ظلم۔ طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانا، اذان کی ابتدا۔ سردار دوجہاں کے ساتھ حضرت بلال کا عشق، آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کی حالت غرض یہ کہ نہایت دردناک سوانح ہے۔ قیمت ۴ر

سیرۃ الحسین سیدنا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی و شہادت و واقعہ کربلا۔ مزار مقدس و دیگر شہدائے کربلا کے مزارات کے فوٹو و تصاویر بھی ہیں جو تقریباً بیس۔ چار رنگوں میں چھپا ہوا سرورق، نہایت بہتر اور لاجواب سوانح ہے۔ قیمت ۱۲ر

سات ستارے اس کتاب میں بادہ عرفان سات مستوں یعنی (۱) حضرت بابا فریدالدین گنجشکر (۲) حضرت مادھولال حسینؒ (۳) حضرت وارث شاہ صاحب (۴) حضرت سائیں بلھے شاہ صاحب (۵) جیجو بھگت صاحب (۶) پورن بھگت صاحب (۷) گورو رام داس صاحب کے حالات نہایت تحقیق کے بعد درج کئے ہیں قیمت ۱۳ر

حالات مولینا روم حضرت مولینا روم کی زندگی مبارک کے حالات از اول تا آخر نہایت تحقیق کے بعد سپرد قلم کئے گئے ہیں آپ کی زندگی کے حالات انتہا سے زیادہ دلچسپ اور نصیحت آموز ہیں۔ قیمت ۱۲ر

سلطان ایوب میزبان رسول حضرت ابو ایوب خالد انصاری رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جس میں ان کے حالات زندگی، اخلاق، مجاہدات، فضائل و مناقب اور عظیم الشان کارناموں کو نہایت مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

مہدی سوڈانی شیخ محمد احمد المہدی سوڈانی کی زندگی مبارک کے حالات اور حضرت کے روحانی تصرف اور کمالات جو آپنے جنرل گارڈن اور لارڈ کچنر کی معرکۃ الآرا لڑائیوں میں دکھائے تھے درج ہیں اسکے علاوہ آپ کی زندگی اور بھی بہت سے حیرت انگیز واقعات سے پُر ہے۔ قیمت ۵ر

ذوالنون مصری زمانہ سلف کے مشہور فلاسفر اور حضرت ذوالنون مصری کی زندگی مبارک کے حالات، آپنے اپنی ذات کو ذات الٰہی میں فنا کر دیا تھا۔ قیمت ۴ر

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے حالات زندگی۔ آپ کے روحانی کمالات اور آپ کے ارشادات قیمت ۶ر

حیات سعدی گلستاں بوستاں کے مصنف حضرت سعدی کی دلچسپ زندگی کے نہایت دلچسپ حالات قیمت ۵ر

سیرۃ النعمان امام اعظم نعمان بن ثابت کے حالات زندگی نہایت مکمل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

امام مسلم حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی متبرک زندگی کے متبرک حالات۔ قیمت چار آنہ ۴ر

امام مالک امام الزماں حضرت مولانا عبداللہ مالک بن انس کے حالات زندگی۔ قیمت ۴ر

فضل الرحمن مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی مبارک سوانح عمری جسمیں آپکی زندگی کے نہایت دلچسپ واقعات و کرامات درج ہیں۔ قیمت دو آنہ ۲ر

سید جمال الدین افغانی حضرت جمال الدین افغانی کی سوانح جنہوں نے ترک احرار پارٹی کا بیج بویا آزادی کی روح پھونکی قیمت ۴ر

میر درد دہلوی ہندوستان کے مشہور صوفی اور اہل دل شاعر خواجہ میر درد دہلوی کے حالات زندگی قیمت ۲ر

حیات حالی شمس العلماء مولانا الطاف حسین صاحب حالی کے باتصویر حالات زندگی قیمت ۶ر

حیات داغ ملک الشعراء جہاں استاد۔ مرزا داغ دہلوی کے باتصویر حالات زندگی قیمت ۶ر

رشد الراشدین کیا قرآن میں تبدیلیاں کی گئی ہیں؟ اگر شیعہ حضرات کے اس اعتراض کا جواب آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب منگائیے جسمیں یہ ثابت کیا ہے کہ آجتک کلام مجید میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ قیمت ۵ر

آئینہ خود شناسی خدا شناسی اور خدا رسی کا سچا راستہ دکھانیوالی کتاب ہے۔ علم تصوف کو نہایت خوبی سے سمجھایا گیا ہے ۶ر

اکابر قوم مسلمانوں کے عالموں۔ امیروں، اور فقرا کے پوست کندہ حالات تاکہ لوگ ان کے مکر سے محفوظ رہیں۔
قیمت چھ آنے ۶ر

منیجر خواجہ بک ڈپو - چاند بلڈنگ - دہلی

مذہب اور تلوار اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ مذاہب کسطرح پھیلے ہیں اور تلوار کا استعمال کن صورتوں میں درست ہے کن میں غیر ضروری اس کے علاوہ اغیار کے اس اعتراض کا جواب کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۹ر

ہدایت الہدایت اس میں حضرت امام غزالیؒ نے مسلمانوں کو معاشرت کے صحیح اصول بتائے ہیں قیمت ۱۲ر

فلسفہ خواب حسب تحقیق علما مسئلہ خواب پر تفصیل بحث کی گئی ہے اس کے علاوہ خواب کے متعلق قدیم زمانہ کے لوگوں کے خیالات کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

جذبات اوج اصلاحی اخلاقی نظموں کا مجموعہ اس کے علاوہ نظم میں نہایت دلچسپ مناظر کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸ر

فینسی شاعر ایسی مذاقیہ نظموں کا مجموعہ جو انتہا سے زیادہ شوخ ہونیکے باوجود اصلاحی اور اخلاقی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں ۴ر

ماہِ نو رابندرناتھ ٹیگور کے بنگال مضامین کا ترجمہ اردو میں نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

ادبستان ملک کے تین مشہور اہل قلم کے خالص ادبی مضامین۔ جو تمام کے تمام اس قدر دلچسپ ہیں کہ ہر مضمون اپنی نوعیت کے اعتبار سے اپنا جواب نہیں رکھتا۔ مضامین یہ ہیں (۱) اگر میں مرد ہوتی۔ (۲) قعر مذلت (۳) بڑھاپے کی شادی۔ (۴) آہ یہ نظریں۔ (۵) مجھے دیکھا کیوں (۶) ہاں دیکھا (۷) انسان فرشتہ کی ہیکل ہے یہ مضامین ظرافت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ قیمت ۴ر

آپکے پڑھنے کے قابل کچھ اچھّے اچھّے ناول

عروسِ مصر

دو پر کیف نگاہوں اور دو مجرد جذبات سے لبریز دلوں میں عشق کی آگ کا یکایک بھڑک اٹھنا۔ مصر کی ایک مہ جبین کا ایک نوجوان پر فریفتہ ہونا طالب و مطلوب کی بے چینیاں، محبت کے سمندر میں دونوں کا ہاتھ پیر مارتے ہوئے دکھائی دینا۔ آخر میں دو ناکام دلوں کا یکجا ہو کر شراب وصل سے مست ہوجانا یہ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کے عربی ناول کا ترجمہ ہے۔ جو بے انتہا دلچسپ اور تاریخی ہے۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ

حجّاج بن یوسف

خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر کے زمانہ کے تاریخی واقعات نہایت دلچسپ طریقہ پر ناول کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں اس میں خلیفہ کی محبوبہ زہرا کے محبت کی داستان نہایت پر کیف ہے۔ نوجوان سعید خلیفہ کی محبوبہ کی محبت میں بالکل دیوانہ ہوجاتا۔ اور اس کے حصول میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دیتا لیکن اسے ناکامیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا آخر اس محبت کی بدولت تڑپ تڑپ کر جان دیدی نہایت دردانگیز ناول ہے۔

قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ

انقلاب سیاسی

یہ مصر و سوڈان کے سیاسی انقلاب کا ایک نہایت دلچسپ ناول ہے۔ احمد اعرابی پاشا کی بغاوت کی چالیں انگریزوں اور مصریوں کی لڑائیاں مہدی سوڈانی سے خونریز معرکے، انگریزی مہموں کی ناکامی مصری اور انگریزی سپاہ کے قتل ہونے کی دردناک داستان۔ عشق کے مصائب رقابت اور عشق صادق کی کامیابی۔

قیمت دو روپئے (عـ)

لیلائے دمشق

خالد بن ولید کے مجاہدانہ کارنامے۔ فتح دمشق کا تاریخی واقعہ میدان جنگ کے ولولہ انگیز مناظر۔ مریم اور اس کے نو مسلم عاشق کے محبت سے لبریز جذبات۔ ناول نہایت دلچسپ اور پر درد ہے۔ تاریخی ہے۔ نتیجہ خیز ہے۔ اسلام کے عروج کی تصویر ہے۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت خواجہ بکڈپو دہلی

ہر مقصد میں کامیابی

بازوبند نظامی

دہلی کے ایک مشہور و معروف خدارسیدہ بزرگ کا خاص عطیہ جسے خود حضرت ممدوح بارہا آزما چکے ہیں اور جسکے خواص ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

(۱) ہر مشکل سے نجات ہوگی
(۲) ہر بیماری سے شفا ہوگی
(۳) جسکے پاس جاؤگے وہ عزت کریگا۔
(۴) حکام مسخر ہوں گے۔
(۵) مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہوگا۔
(۶) ہزار امیدوار ہونگے مگر نوکری تمہیں کو ملے گی۔
(۷) طالب علم امتحان میں کامیاب ہونگے۔
(۸) جس کا خیال دل میں ہوگا وہ محبت کرے گا
(۹) عزیزوں اور دوستوں میں سرفرازی حاصل ہوگی۔
(۱۰) میاں کے پاس ہو تو بیوی لونڈی کیطرح فرمانبردار رہیگی۔
(۱۱) اور بیوی کے پاس ہو تو میاں عاشق زار رہے گا۔
(۱۲) دلہنوں کے پاس ہو تو سسرال والے آنکھوں پر بٹھائیں گے
(۱۳) اہل کاروبار اور دوکاندار اپنے پاس رکھیں گے تو دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوگی۔
(۱۴) جسکے پاس یہ بازوبند ہوگا وہ کبھی ننگا بھوکا نہ رہے گا انشاءاللہ۔

الغرض محبت تسخیر اور کامیابی مقاصد کے لئے یہ بے نظیر چیز ہے

بازوبند نظامی کا ہدیہ مبلغ پانچ روپے علاوہ محصولڈاک ہے جو بذریعہ وی پی وصول کیا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ

فلکی شاہ۔ چاند بلڈنگ متصل جامع مسجد دہلی

نیم مردہ عورتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے

اگر اسی طرح عورتوں کی تندرستی کی طرف سے بے توجہی برتی گئی تو نہ صرف عورتوں کی زندگی خطرہ میں پڑ جائیگی بلکہ مردوں کا عیش و آرام بھی ختم ہو جائیگا اور دنیا میں آنیوالی نسلیں اتنی کمزور ہوں گی کہ چلتے پھرتے مردوں سے زیادہ قوم کے لئے مفید ثابت نہ ہو سکیں گی۔

عورتیں کیوں زیادہ بیمار رہتی ہیں

اسکے دو سبب ہیں اول تو وہ گھر کی چہار دیواری میں بند رہتی ہیں۔ دوسرے اندرونی خرابیاں انکی زندگی کو بالکل برباد کر دیتی ہیں اسلئے عورتوں کی تندرستی مردوں سے زیادہ خطرہ میں ہے عورت ایک ایسا پھول ہے جو آن کی آن میں مرجھا جاتا ہے۔ اگر عورتوں کی تندرستی کو قایم رکھنا ہے تو

حسن پرور

استعمال کرایئے اس دوا کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ عورتوں کی اندرونی بیماریوں کی اصلاح خود بخود کرتی چلی جاتی ہے چند روز کا استعمال رحم کی تمام خرابیاں دور ہی نہیں کر دیتا بلکہ ہمیشہ کے لئے ان بیماریوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ہر مزاج اور ہر موسم میں یہ دوا یکساں فائدہ بخشتی ہے صرف اس دوا نے ہزاروں ایسی عورتوں کو جن میں ہڈیوں کے سوا کچھ نہ رہا تھا۔ پھر دوبارہ پیکر ناز اور پیکر جمال بنا دیا۔ اس کے لاتعداد فوائد میں سے چند نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

ہزارہا مرتبہ کے آزمائے ہوئے چند فوائد یہ ہیں

اعضائے رئیسہ۔ جگر۔ دل۔ دماغ اور گردوں کو تقویت دیتی ہے۔ رحم کی نئی پرانی شکایتوں کو دور کر دیتی ہے۔ سیلان الرحم۔ اختناق الرحم کی مصیبت سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ کمر کے درد کو دور کرتی ہے۔ عضانہ شکنی کے لئے اکسیر ہے۔ کمزوری کی وجہ سے آنکھوں کے نیچے جو نیلا پن آجاتا ہے اس کے لئے مفید ہے۔ درد سر۔ چکر۔ اختلاج قلب۔ نسیان کمزوری دل۔ کمزوری دماغ۔ ضعف معدہ اور جگر کے بڑھ جانے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ لاغری اور نقاہت کو دور کرتی ہے ضرورت سے زیادہ بلغمی مٹاپے کو دور کرتی ہے۔ زرد رنگ کو سرخ و سفید کر دیتی ہے جسم میں خون پیدا کرتی ہے رنگ روپ میں ایک خاص قسم کی چستی اور گدگداہٹ محسوس ہونے لگتی ہے۔ غرض یہ کہ عورتوں کے لئے یہ ایک لاجواب چیز ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپیہ ۲؎

ملنے کا پتہ ❀ منیجر ہاشمی دواخانہ چاند بلڈنگ دہلی

پہلے شادی کے قابل بنو پھر شادی کرو

وہ۔ جن کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور شادی سے پہلے ہی لذتوں کو برباد کر چکے ہیں +

وہ۔ جو شادی تو کر چکے ہیں مگر شادی کے لطف سے محروم ہونے کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہیں +

اگر اپنی تمام کمزوریوں کو دور کرکے چندہی دن میں اپنے آپ کو چار شادیوں کے قابل بنانے کی تمنا رکھتے ہیں تو مندرجہ ذیل ادویہ کا استعمال کریں جس طرح دوربین دور سے دور مقام کو نزدیک کرکے دکھا سکتی ہے اسی طرح یہ کیمیائی اجزا کھوئی ہوئی توقوں کو یقینی طور پر واپس لاتے ہیں۔ قابل اطباء کی نگرانی میں ہر دوا تیار کیجاتی ہے وہ دوائیں ہیں جنہوں نے ہزاروں اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کر دیا ہے۔ اور ہزاروں مایوسوں کو صاحب اولاد بنا دیا ہے ہر دوا اکسیر ہے۔ ناقابل برداشت برقی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ فائدہ نہ ہو قیمت واپس۔

مقوی بے نظیر

یہ دوا اپنے افعال وخواص میں جواب نہیں رکھتی بڑے بڑے قیمتی نسخے اسکے سامنے بیکار ہیں اعضا۔ رئیسہ دل و دماغ اور جگر کی نئی و پرانی کمزوری کو ہمیشہ کیلئے نیست و نابود کرتی ہے۔ خون صالح پیدا کرکے بدن کو فربہ اور قوی بناتی ہے۔ جریان۔ سرعت۔ رقت اور کثرت احتلام کیلئے اکسیر ہے۔ مادہ تولید کو پیدا کرتی ہے۔ بغیر افیون کے اس درجہ ممسک اور نشاط افزا ہے۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔ بعد فراغت زائل شدہ قوت کو واپس لاتی ہے زکام۔ نزلہ۔ پیشاب۔ بینائی۔ اختلاج قلب کے لئے بے نظیر ہے۔ بارہ یوم کی خوراک کی قیمت علاوہ محصول چار روپیہ (للعہ ر)

مقوی اعلیٰ

قوت مردمی پیدا کرنے اور جلق وجریان کے مریضوں کے لئے بے مثال چیز ہے مایوس العلاج مریضوں کی زندگی کا سہارا ہے۔ دل و دماغ اور گردوں کو تقویت بخشتی ہے مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے۔ پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے۔ اور جوش کو برقرار رکھتی ہے۔ کثرت جماع اور غلط کاریوں کی وجہ سے جو عیب عضو مخصوص میں پیدا ہو جاتے ہیں ان سب کی صلاح کرتی ہے۔ تفریح وشادمانی بخشتی ہے۔ چہرہ کا رنگ نکھارتی ہے بارہ یوم کی خوراک کی قیمت علاوہ محصول دو روپے (عا ر)

مغلظ اعلیٰ

عجیب وغریب برق اثر گولیاں ہیں پرانے جریان کو ان کا متواتر استعمال بالکل دور کر دیتا ہے۔ سرعت۔ رقت ا کثرت احتلام اور دہات کی تمام شکایات کے لئے نافع ہے مادہ کو غلیظ کرتی ہیں۔ ۲۱ گولیوں کی قیمت علاوہ محصولڈاک (عہ ر)

طلائے بے نظیر

اس طلا میں بھی وہی اجزا ہیں۔ جو قیمتی سے قیمتی طلا میں ہوتے ہیں مگر ان اجزا کو اس طریقہ سے مدبر کیا گیا ہے۔ کہ ان کی مضرت کافور ہوگئی ہے۔ اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے۔ ذرہ برابر کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ بخار آتا ہے۔ نہ عضو مخصوص پر دانہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں یہ وہ طلا ہے جو دلی کے مطب میں استعمال ہوتا ہے۔ اسکے استعمال سے عضو مخصوص کی تمام خرابیاں چار دن میں دور ہو جاتی ہیں۔ لاغری۔ کجی اور طبعی طوالت کے نہ ہونے کے لئے اکسیر ہے قیمت علاوہ محصول فی شیشی تین روپیہ (ستے ر)

فولادی گولیاں

اگر خدا نخواستہ آپ کمزور ہیں۔ رنگ زرد ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے۔ جگر کمزوری سے خون کی پیدائش کم ہے تو فولادی گولیاں استعمال کیجئے۔ یہ معدہ اور جگر کی صلاح کرکے آپ کے جسم میں کافی مقدار میں خون پیدا کر دیں گی جس سے آپ کا زرد رنگ نکھر کر سرخ وسفید بن جائیگا۔ اعصاب میں برقی قوت پیدا ہو جائے گی ثقیل سے ثقیل غذا کا ہضم کرکے خون میں تبدیل کر دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ قوت باہ کی اس قدر زیادتی ہوگی۔ کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد آپکی تندرستی آپکو خود بتا دے گی کہ ان گولیوں میں کون سی قوت پنہاں ہے قیمت فی شیشی عہ ر

نشاط

جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے طرفین کی تمام راحتیں اسمیں موجود ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ تشریح نامناسب ہے منگاتے اور آزمایئے قیمت فی شیشی علاوہ محصول (عہ ر)

تسخیر

اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں حل کی ہوئی ہیں۔ دیوانہ بنا دیتی ہے اور نہیں معلوم انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصول (عہ ر)

تاخیر

اگر آپ دنیا کی سب سے بڑی مسرت دیر تک قایم رکھنا چاہتے ہیں تا اخیر استعمال فرمائیے منٹوں مسرتیں گھنٹوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ (عہ ر)

سوزاک کی دوا

پرانے سے پرانے اور نئے سے نئے۔ سوزاک دور کرنے میں یہ دوا عجیب الخواص ہے قرحہ بھرنے اور پیپ کے روکنے کے لئے بیحد مفید ہے۔ بلا کسی تکلیف کے چند روز میں تندرست کر دیتی ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک روپیہ (عہ ر)

محافظ معدہ

معدہ کی بڑی سے بڑی شکایت کے لئے اور پرانی سے پرانی بیماری کے لئے اکسیر ہے اگر معدہ کی صلاح ہوگئی تو یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کی تندرستی ایک نئی تندرستی ہوگی کیونکہ تمام نظام جسم کا دارومدار معدہ پر ہے۔

قیمت فی شیشی علاوہ محصول (عہ ر)

کیا آپکو دُعا مانگنی آتی ہے
اگر آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے واقف ہیں تو آپ کی دعا قبول
ہو سکتی ہے اور آپ کی ہر مراد پوری ہو سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کی دعائیں
بے اثر ہوں تو یہ سمجھ لیجئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناآشنا ہیں پہلے دعا مانگنے
اور مراد پوری کرنیکے طریقے معلوم کیجئے۔ اس کے بعد دعا مانگئے۔ انشاء اللہ اگر
آپ لا اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجائیں گے۔ اگر آپ غریب ہیں تو آپ کی غریبی
دور ہو جائیگی۔ اگر آپ پر قرضہ کا بار ہے تو آپ بہت جلد سبکدوش ہو جائیں گے
اگر آپ پیچیدہ معاملات کی وجہ سے پریشان ہوں تو آپ کی پریشانی رفع ہو جائیگی
اس مقصود کے لئے صرف آپکو کلید مراد کے مطالعہ کی ضرورت ہے
جس میں دعائیں مانگنے اور مرادیں حاصل کرنیکے طریقے کلام مجید اور
احادیث سے اخذ کئے گئے ہیں۔ کلید مراد کے بتائے ہوئے
طریقوں پر اگر آپ دعائیں مانگیں گے تو ان کی مقبولیت
یقینی ہے۔ یہ دعائیں ہزار ہا بار تجربہ میں آچکی
ہیں۔ قیمت فی جلد آٹھ آنے۔
جو چاہوگے ہو جائیگا
مصیبت سے نہ گھبراؤ۔ پریشانی کیوقت استقلال کو ہاتھ سے نہ دینے
اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو ہمت کرو گے بڑھو جو چاہوگے ہو جائیگا۔
کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگے گی مصیبت راحت سے بدل جائیگی۔ بلائیں رحمت
بنجائیں گی۔ بیماری تندرستی سے بدلجائیگی پریشانیاں دور ہو جائینگی اور اطمینان قلب
تمہیں حاصل ہو جائیگا۔ بشرطیکہ تم آیۃ الکرسی کا عمل پڑھنا جانتے ہو۔ آیۃ الکرسی کا عمل
وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسمانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ سے غریب
امیر بنجاتا ہے۔ بیمار تندرست ہو جاتا ہے غرض کہ انسان جو چاہے وہ ہو جاتا ہے
اگر مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو تو فیضان قدسی
پڑھو جس میں آیۃ الکرسی شریف کے پڑھنے کے نہایت صحیح اور مجرب
اعمال درج ہیں۔ پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے۔
اگر کوئی شخص اس کا معمول کرلے تو تمام عمر اطمینان
اور آرام سے زندگی بسر کر سکتا ہے۔
قیمت فی جلد آٹھ آنے۔
ہم کیسے مسلمان ہیں
جب سردار دو عالم کے حالات زندگی اور آپ کے پاکیزہ
خصائل ہی سے بے خبر ہیں تو پھر ہم کیسے مسلمان ہیں۔ اگر آپ کی زندگی
مبارک کے قابل تقلید اور دلچسپ حالات آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو
برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل پڑھئے اس میں آپ کی زندگی
مبارک کے حالات کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ یہ نہایت مستند
کتب کا عطر ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد حضور سردار دو عالم کی قابل
تقلید عادات و اطوار آپ کی سادہ معاشرت اور لباس۔ آپ کا حلیہ مبارک
رحم و مروت۔ فروتنی۔ انکسار۔ ایفائے عہدہ۔ امانت و دیانت عفت و عصمت
عدل و انصاف۔ جود و سخا۔ استقلال و استقامت۔ توکل و اخلاص
عبادت و ریاضت حسن سلوک۔ مزاح و تبسم۔ غرض یہ کہ
حضور سرور دو عالم کی زندگی مبارک کا یہ کتاب آئینہ ہے
عبارت اتنی شستہ کہ بچے اور عورتیں بڑی خوشی سے اسے
پڑھتی ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔
قیمت ۱۲؍
مدنی سرکار کی روح بیچین تھی
جب یزید ناپاک نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں
بے یار و مددگار پا کر مظالم شروع کئے تو اسوقت حضور سرور عالم کی روح
مبارک بیچین تھی۔ سردار دو عالم کی روح کو بیچین کر دینے والے دردناک واقعات
کو اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو کربلا نامہ پڑھئے اس میں شہادت کے واقعات
نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس
دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یزید کی تخت نشینی۔
حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا۔ ترک وطن۔ امام مظلوم کی مکہ کو روانگی
کوفیوں کی شرارت۔ ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت
پلانا۔ اہل بیت پر مظالم۔ یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز
تاریخ ہے جس کا ہر شعر اور ہر جملہ درد و سوز میں ڈوبا ہوا ہے
زبان نہایت شستہ اور سلیس۔ واقعات بالکل سچے
ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ
قیمت فی جلد صرف بارہ آنے
ملنے کا پتہ
خواجہ بک ڈپو نظامیہ دار الاشاعت۔ چاند بلڈنگ جامع مسجد دہلی

تفسیر الفاتحہ
مفتی شیخ محمد عبدہ مصری کی مشہور تفسیر کا
اردو ترجمہ
اتنا بہتر ترجمہ کہ اردو کا جامہ پہن لینے کے بعد بھی مفتی صاحب کی تفسیر کی شان موجود ہے۔ اس قدر زبان آسان ہے کہ شاید بچے کو بھی سمجھنے میں کوئی دقت نہ واقع ہو۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ کلام الہی کو معجزہ کس لئے کہا جاتا ہے۔ مفسر نے اس خوبی کے ساتھ نکات اور باریکیاں سمجھائی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے علامہ مفتی محمد عبدہ مصری سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اردو میں تفسیر سمجھا رہے ہیں۔ ہر باریکی کے سمجھ میں آنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تاریکی اور جہالت کا پہاڑ نظروں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا ہے۔
قیمت صرف آٹھ آنے
تفسیر سورہ یسین
سورہ یاسین کلام الہی کا قلب ہے اس سورۃ میں فصاحت و بلاغت کے دریا لہرا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپکے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ پورے کلام اللہ کی تفسیر سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر سکیں تو کم از کم کلام الہی کے قلب کی کیفیات سے تو لطف اندوز ہونے کی کوشش فرمائیے یہ تفسیر جامعیت کے لحاظ سے بےنظیر تفسیر ہے حسن بیان اور ادائے مطالب میں اپنا جواب نہیں رکھتی زبان اس قدر سلیس کہ بچے بھی سمجھ سکتے ہیں عبارت اتنی شستہ کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے یسین شریف کی باریکیوں کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ جسطرح ایک بحر تصوف کا غواص و متبحر عالم سمجھا سکتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کے علاوہ یاسین شریف کے مضامین کی سرخیاں بھی قائم کر دی گئی ہیں۔ تاکہ سمجھنے میں بے انتہا آسانی ہو جائے اور سورہ یاسین کے پڑھنے کے طریقے بھی اس میں موجود ہیں۔ ہدیہ مجلد ۸
کیا آپ کو بات کرنی آتی ہے
اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں
اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے۔
اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔
اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب
فن تقریر
ملاحظہ فرمائے اور اسکی ۳۲۵ ہدایتوں پر عمل کیجئے۔ اور پھر دیکھیے کہ آپ کے الفاظ طلسم بنجائیں گے۔ آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ کی جادو بیانی احباب اور عزیزوں کے حلقہ ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بھی بیدھڑک تقریر کر سکیں گے۔ اہل مجمع کے دل آپکے قبضہ میں ہونگے اس طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیجئے
قیمت مجلد آٹھ آنے
آپ سے کون خفا ہے
کون منائے سے نہیں منتا؟ آپ کسے اپنا مطیع اپنا فریفتہ اپنا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں۔ وہ کوئی عورت ہو کوئی مرد ہو۔ کوئی بوڑھا ہو کوئی آقا ہو۔ کوئی حاکم ہو۔ آپ کا مطیع و مسخر ہو سکتا ہے۔ اگر آپ اس عجیب و غریب طلسمی کتاب
فن تسخیر
کو ملاحظہ کریں۔ اور اس کی ہدایتوں پر عمل فرمائیں۔ اس کتاب میں جو عمل بتایا گیا ہے وہ نہایت صحیح موثر اور تیر بہدف ہے۔ کبھی غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر لطف یہ کہ عمل کی ترکیب نہایت آسان۔ بڑی سہولت کے ساتھ عامل بن سکتا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ ۸
اگر یہ دعوی غلط ہو تو نہ صرف ایک کتاب بلکہ سو کتابوں کے دام واپس۔
ملنے کا پتہ
خواجہ بک ڈپو۔ نظامیہ دار الاشاعت۔ چاند بلڈنگ جامع مسجد۔ دھلی